جامعہ کراچی بی۔اے سال دوم کے مجوزہ جدید نصاب کے مطابق

الاحادیث
مشکوٰۃ المصابیح

منتخبہ متن حدیث، ترجمہ و تشریح مع قواعد عربی

مترجم و شارح
عبد القیوم ناطق

3091

طاہر سنز کراچی

Marfat.com

3091

جامعہ کراچی بی۔اے سال دوم کے مجوزہ جدید نصاب کے مطابق

الاحادیث

مشکوٰۃ المصابیح

منتخبہ متن حدیث، ترجمہ و تشریح معہ قواعد عربی

ترمیم شدہ ایڈیشن

مؤلفہ

خطیب ولی الدین محمد بن عبداللہ

مترجم و شارح

پروفیسر عبدالقیوم ناطق

طاہر سنز۔ اردو بازار کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

86210

~~66710~~

طبع اوّل ــــــــــ اکتوبر ۱۹۸۲ء
طبع ہشتم : ــــــــــ اگست ۱۹۸۹ء
مطبع : ــــــــــ ثمر پرنٹرز کراچی
قیمت : ــــــــــ بیس۲ روپے
باہتمام : ــــــــــ عثمان غنی طاہر

ناشر
طاہر سنز
۴۵۔اے اردو بازار کراچی
فون: ۲۱۴۴۶۵

Marfat.com

3091

فہرس

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
	احوال واقعی	۱۱		اشاعت سوئم	۱۴

کتاب الایمان — ایمان کا بیان

۱	حدیث جبرئیلؑ	۱۵	۱۵	منکرات سے بچنے پر بیعت	۴۰
۲	بناء اسلام کی تعریف	۱۹	۱۶	عورتوں کا نقص عقل و دین	۴۲
۳	شعبہ ہائے ایمان	۲۱	۱۷	تکذیب و توہین خدا	۴۴
۴	مسلم و مہاجر کی تعریف	۲۳	۱۸	زمانہ کی تعریف	۴۵
۵	حلاوتِ ایمان	۲۴	۱۹	اللہ کا عفو اور درگزر	۴۶
۶	ایمان کی لذت	۲۶	۲۰	اللہ کا حق بندوں پر اور بندوں	
۷	پیغام محمدیؐ ہر انسان کے لئے	۲۷		کا حق اللہ پر	۴۸
۸	دوہرے اجر کا استحقاق	۲۹	۲۱	حبِ رسولؐ کا معیار	۴۹
۹	کلمہ گو کے حقوق	۳۱	۲۲	شہادتِ قلبی کا مقام	۵۰
۱۰	مسلمان کی تعریف	۳۲	۲۳	توحید پر استقامت	۵۲
۱۱	اسلام کا خلاصہ	۳۳	۲۴	توحید و رسالت پر ایمان	۵۳
۱۲	اسلام کا جوہر	۳۴	۲۵	اسلام سے نئی زندگی کی	
۱۳	فرائض و نوافل عبادات	۳۵		ابتداء	۵۵
۱۴	اسلام کے بنیادی اعمال اور ممنوع ترین	۳۷			

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
باب اثبات عذاب القبرِ			**عذاب قبر کا ثبوت**		
۲۶	قبر میں عذاب	۵۸	۲۹	ام المؤمنین رضؓ سے رسول اللہؐ کا عذاب قبر کے بارے میں ارشاد	۶۴
۲۷	قبر میں مردہ کا اپنے عزیزوں کے قدم کی آواز سننا	۶۰			
۲۸	قبر میں مردہ کا ٹھکانا دکھائی دینا	۶۲	۳۰	کافروں کے عذاب قبر کا بیان	۶۶
باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ	**کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے کا بیان**				
۳۱	اسلام میں نئی بات نکالنے کی ممانعت	۶۹	۳۷	حضورؐ نے اپنے تقویٰ کا حال بیان فرمایا	۷۸
۳۲	بہترین کلام کتاب اللہ اور بہترین رہنمائی محمدؐ کی رہنمائی ہے	۷۰	۳۸	حضورؐ دین کی باتیں اللہ کی طرف سے فرماتے اور ذاتی طور پر اپنی رائے	۸۰
۳۳	تین قسم کے شخصوں کے مبغوض ہونے کی خبر	۷۱	۳۹	رسول اللہؐ کا عذاب آخرت کی خبر دینا	۸۲
۳۴	تمام اُمت کا جنت میں داخلہ سوائے نافرمان کے	۷۳	۴۰	حضورؐ کا امت کو عذاب آخرت سے بچانا۔	۸۴
۳۵	نبی کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل جاگتا رہتا ہے	۷۴	۴۱	اسلامی تعلیمات کی مثال	۸۶
			۴۲	آیات بینات و متشابہ کا بیان	۸۸
۳۶	حضورؐ نے روزہ رکھ کر افطار کرنے اور جاگنے نیز نکاح کرنے کی تاکید فرمائی	۷۶	۴۳	دین میں اختلاف کی ممانعت	۹۰
			۴۴	نئی بات نکال کر دین میں تنگی کرنے کی ممانعت	۹۱

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
۴۵	وضع حدیث کے فتنہ کی خبر	۹۳	۴۹	نیکی کی تبلیغ کا اجراء اور بدی کی اشاعت کا عذاب	۹۹
۴۶	یہود کی تحریف کتب سماوی	۹۴			
۴۷	بلا تحقیق بات کرنے کی ممانعت	۹۶	۵۰	اسلام سے غرباء کا خصوصی تعلق	۱۰۰
۴۸	سچے اور معتبر کی بات ماننا	۹۷	۵۱	اسلام کی مدینہ کی طرف واپسی	۱۰۲

کتاب الآداب باب السلام سلام کا بیان

۵۲	سلام کرنے کا طریقہ	۱۰۴	۶۰	اہل کتاب کو جواب دینا	۱۱۰
۵۳	سلام اور دوسرے اعمال خیر	۱۰۵	۶۱	یہود و نصاریٰ کو جواب	۱۱۰
۵۴	سلام اور نیک اعمال	۱۰۶	۶۲	یہود و نصاریٰ کے سلام کا جواب	۱۱۱
۵۵	سلام محبت میں اضافہ کا سبب	۱۰۷	۶۳	غیر مسلموں کو سلام	۱۱۳
۵۶	سلام کے آداب	۱۰۷	۶۴	راستہ کا حق	۱۱۳
۵۷	سلام کرنے کا طریقہ	۱۰۸	۶۵	راستہ کا حق	۱۱۵
۵۸	بچوں کو سلام	۱۰۹	۶۶	راستہ کا حق	۱۱۵
۵۹	یہود و نصاریٰ کو سلام	۱۰۹			

باب الاستئذان اجازت طلب کرنے کا بیان

۶۷	ملاقات کے لئے جانے کے آداب	۱۱۷	۶۹	سلام کے ساتھ ہی نام بتانا	۱۱۹
۶۸	گھر آنے کی اجازت	۱۱۸	۷۰	اہل صفہ کو گھر پر بلانا	۱۱۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
	باب المصافحة والمعانقة — مصافحہ اور معانقہ کا بیان	
۷۱	حضورؐ کا صحابہؓ سے مصافحہ کرنا	۱۲۱
۷۲	حضورؐ کا حضرت حسن رضی کو پیار کرنا	۱۲۲
	باب القیام — قیام کا بیان	
۷۳	معززین کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کا بیان	۱۲۴
۷۴	کسی کو اس کی نشست سے نہ اٹھانا	۱۲۵
۷۵	لوٹ کر آنے والے کے لئے اس کی نشست کا حق	۱۲۶
	باب الجلوس والنوم — بیٹھنے اور سونے کا بیان	
۷۶	حضورؐ کی نشست کا طریقہ	۱۲۸
۷۷	حضورؐ کا لیٹے ہوئے قدم پر قدم رکھنا	۱۲۸
۷۸	حضورؐ نے منع فرمایا کہ پیٹھ کے بل لیٹے ہوئے ٹانگوں کو ایک دوسرے پر نہ رکھے	۱۲۹
۷۹	چت لیٹ کر ایک ٹانگ دوسری پر رکھنے کی ممانعت	۱۳۰
۸۰	اچھے لباس پر فخر کرنے کی ممانعت	۱۳۰
	باب العطاس والتثاؤب — چھینکنے اور جمائی لینے کا بیان	
۸۱	چھینکنے کی اچھائی اور جمائی لینے کی برائی	۱۳۲
۸۲	چھینکنے پر الحمد للہ کہنے اور جواب میں یرحمک اللہ کہنا	۱۳۴
۸۳	جو چھینکنے پر الحمد للہ نہ کہے اس کا جواب نہ دینا	۱۳۵
۸۴	چھینکنے پر ثناء نہ کہنے کی مذمت	۱۳۶
۸۵	زکام میں بار بار چھینکنے پر جواب نہ دینا	۱۳۶
۸۶	جمائی لیتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھنا	۱۳۷

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
باب الضحک				**ہنسنے کا بیان**	
۸۷	حضورؐ قہقہہ نہ لگاتے	۱۳۹	۸۹	حضورؐ کے معمولات اور صرف مسکرانا	۱۴۱
۸۸	حضورؐ صرف مسکرادیا کرتے	۱۴۰			
باب حفظ اللسان والغیبة والشتم				**زبان کی حفاظت، غیبت اور برا کہنے کا بیان**	
۹۰	زبان اور شرمگاہ کی حفاظت جنتی ہونے کی علامت	۱۴۳		میں گواہی اور سفارش قبول نہ ہو گی۔	۱۵۰
۹۱	بندہ کا حمد خداوندی کرنا بہتر اور ایسا کلمہ جو شانِ خداوندی کے شایان نہ ہو برا ہے	۱۴۴	۹۹	جو دوسروں کو ذلیل سمجھے وہ خود ذلیل ہوگا	۱۵۱
			۱۰۰	منافق قیامت میں سب سے زیادہ برا ہوگا	۱۵۲
۹۲	مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کفر ہے	۱۴۵	۱۰۱	چغلخور جنتی نہ ہوگا	۱۵۳
۹۳	مسلمانوں کو کافر کہنا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے	۱۴۶	۱۰۲	سچائی جنتی ہونے کا سبب اور جھوٹ دوزخی ہونے کا باعث ہے	۱۵۴
۹۴	مسلمان کے بارے میں کفر کے کلمات کہنا خود کافر بن جانا ہے	۱۴۷	۱۰۳	دو شخصوں کے درمیان خلاف واقعہ بات کہہ کر صلح کرانے والا برا نہیں ہوتا	۱۵۶
۹۵	مسلمان کے لئے فاسق یا کافر کہنا خود کفر کا سبب ہے	۱۴۸	۱۰۴	خوشامد اور تعریف کرنے والے برے ہوتے ہیں	۱۵۷
			۱۰۵	بیجا تعریف پسندیدہ نہیں ہوتی	۱۵۸
۹۶	مسلمان کا گالی میں پہل کرنا بڑا جرم	۱۴۹	۱۰۶	غیبت اور تہمت کا فرق	۱۵۹
۹۷	لعنت بھیجنا برا ہے	۱۵۰	۱۰۷	برے آدمی سے بھی حضورؐ کا حسن سلوک	۱۶۱
۹۸	زیادہ لعنت بھیجنے والے کی قیامت		۱۰۸	مجاہر دوزخی ہوگا	۱۶۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر

باب المفاخرة والعصبية
خاندان اور قوم کی حمایت اور فخر کا بیان

۱۰۹	متقی ہی سب سے بہتر ہوتا ہے	۱۶۵	۱۱۳	حضورؐ کا اپنی ایسی تعریف سے منع کرنا جیسی عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی کرتے ہیں	۱۶۹
۱۱۰	بزرگوں کی بزرگی پر فخر	۱۶۶			
۱۱۱	حضورؐ کا اپنے بزرگوں پر فخر کرنا	۱۶۷	۱۱۴	تواضع اختیار کرنے کی تاکید اور ظلم نہ کرنے کی نصیحت	۱۷۰
۱۱۲	حضرت ابراہیمؑ کی تعریف	۱۶۸			

باب البر والصلة نیکی احسان اور رشتہ داروں کیساتھ حسن سلوک

۱۱۵	والدین کے ساتھ حسن سلوک	۱۷۱	۱۲۲	صلۂ رحم سے رزق کی کشادگی	۱۷۹
۱۱۶	بڑھاپے میں والدین کی خدمت	۱۷۲	۱۲۳	قطع رحم کی ممانعت	۱۸۰
۱۱۷	مشرکہ ماں کی خدمت گزاری	۱۷۳	۱۲۴	رحمٰن سے رحم کا لفظ بنا ہے	۱۸۱
۱۱۸	مشرک عزیزوں کا لحاظ	۱۷۴	۱۲۵	رحم کی اہمیت	۱۸۲
۱۱۹	ماں کی نافرمانی حرام ہے	۱۷۵	۱۲۶	قاطع رحم کا داخلہ جنت میں ممنوع	۱۸۲
۱۲۰	والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے	۱۷۷	۱۲۷	صلۂ رحم محض رشتہ داری کی بنا پر	۱۸۳
۱۲۱	اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک	۱۷۸	۱۲۸	رشتہ داروں کی بدسلوکی کے باوجود حسن سلوک	۱۸۴

باب الشفقة والرحمة
اللہ کی مخلوق پر شفقت و رحمت کا بیان

۱۲۹	اللہ بیرحم پر رحم نہیں کرتا	۱۸۶	۱۳۱	ماں کا بچوں پر رحم موجب اجر	۱۸۸
۱۳۰	بچوں کو پیار کرنا	۱۸۷	۱۳۲	بیٹیوں کی پرورش، ذریعہ اجر	۱۸۹

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
۱۳۳	بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری وجہ اجر	۱۹۰	۱۴۳	حقیقی مومن کی علامت	۲۰۲
۱۳۴	یتیم کی پرورش ذریعۂ نجات	۱۹۱	۱۴۴	پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک	۲۰۳
۱۳۵	باہمی لطف وکرم مومنین کے درمیان	۱۹۲	۱۴۵	پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک جنتی ہونے کا سبب	۲۰۴
۱۳۶	سب مومنین جسدِ واحد کی طرح	۱۹۴	۱۴۶	جبرئیل نے پڑوسی کے حقوق کی تاکید کی۔	۲۰۵
۱۳۷	مومن کی طاقت باہمی تعاون	۱۹۴			
۱۳۸	محتاج کی سفارش	۱۹۵	۱۴۷	باہمی سرگوشی کی ممانعت	۲۰۵
۱۳۹	مسلمان کی ہر طرح مدد کرنا	۱۹۶	۱۴۸	مسلمانوں کی خیر خواہی	۲۰۶
۱۴۰	مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی	۱۹۷	۱۴۹	نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کی اہمیت	۲۰۷
۱۴۱	مسلمان پر ظلم نہ کرنا	۱۹۸			
۱۴۲	جنت کے مستحق مومنین	۲۰۰			

باب ما ینھی عنہ

من التھاجر والتقاع العورات ممنوع باتوں، ملاقات کے ترک کرنے اور دوستی کرنے اور عیب جوئی کا بیان

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
۱۵۰	مسلمانوں کی باہمی ناراضگی ممنوع	۲۰۹	۱۵۳	مسلمانوں کی عداوت اجر سے محرومی کا سبب	۲۱۲
۱۵۱	بدگمانی سے پرہیز	۲۱۰			
۱۵۲	پیر اور جمعرات کی فضیلت اور توبہ	۲۱۲	۱۵۴	باہمی مصالحت کی تاکید	۲۱۴

باب العذر والتأنی فی الامور

مقام احتیاط اور توقف کا بیان

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر
۱۵۵	مومن دو مرتبہ دھوکہ نہیں کھاتا	۲۱۷	۱۵۶	بردباری اور غور وفکر کی توصیف	۲۱۸

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون حدیث	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون حدیث	نمبر شمار
باب الرفق والحیاء وحسن الخلق				نرمی، حیاء اور حسنِ خلق کا بیان	
۱۵۷	مہربانی اور نرمی کی توصیف	۲۲۰	۱۶۱	حیاء ہی حسنِ خلق کی خالق ہے	۲۲۳
۱۵۸	نرمی سے محرومی رحمت سے محرومی	۲۲۱	۱۶۲	نیکی حسنِ خلق ہے	۲۲۴
۱۵۹	حیا کی تعریف	۲۲۲	۱۶۳	اچھا اخلاق برتری کا سبب	۲۲۵
۱۶۰	حیا کی تمام شاخیں اچھی ہیں	۲۲۳	۱۶۴	نیکی میں برتری حسنِ خلق پر منحصر	۲۲۶
باب الغضب والکبر				غصّہ اور تکبّر کا بیان	
۱۶۵	غصہ کرنے کی ممانعت	۲۲۷		کو ذلیل جاننا ہے	۲۳۰
۱۶۶	تکبر اور ظلم وزیادتی سے پرہیز	۲۲۸	۱۶۹	متکبر کے لئے عذابِ عظیم	۱۳۱
۱۶۷	متکبر کا داخلہ جنت میں ممنوع	۲۲۹	۱۷۰	عظمت صرف اللہ کے لئے	
۱۶۸	تکبّر حق کا باطل کرنا اور دوسروں			ہے۔	۲۳۲
باب الظلم				ظلم کا بیان	
۱۷۱	ظالم قیامت کے دن تاریکی میں ہوگا	۲۳۴	۱۷۵	قیامت میں ظالم کے پاس کچھ نہ ہوگا کہ	
۱۷۲	اللہ کی گرفت بہت سخت ہے	۲۳۵		وہ بدلہ دے کر قصور معاف کرا سکے	۲۳۸
۱۷۳	مغضوب جگہ سے حضورؐ کا تیزی سے گزر جانا	۲۳۶	۱۷۶	مظلوم کا بدلہ ظالم سے قیامت میں	
۱۷۴	ظالم کو مظلوم سے قصور معاف کرا لینا چاہیئے	۲۳۷		لیا جائے گا	۲۴۰
باب الامر بالمعروف				بالمعروف کا بیان	
۱۷۷	خلاف شرع کام کو روکنا	۲۴۱	۱۷۹	علم کے باوجود عمل نہ کرنا عذابِ	
۱۷۸	گناہوں سے روکنے کی مثال	۲۴۲		الیم کا سبب ہے۔	۲۴۴
	قواعد عربی				۲۴۶

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلّی رسولہ الکریم

احوالِ واقعی

یہ مجموعۂ احادیث بی، اے سال دوم معارفِ اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے جس کی اصل امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤلفہ کتاب "مصابیح" ہے اور جس سے خطیب ولی الدین محمد بن عبداللہؒ نے احادیث اخذ کر کے تہذیب و ترتیب کے ساتھ "مشکوٰۃ المصابیح" کے نام سے پیش کیا ہے۔ اسی مؤخر الذکر کتاب کے دو الواب اجمالاً جامعہ کراچی نے نصاب میں شامل کئے ہیں۔ یہ دو الواب "کتاب الایمان" اور "کتاب الآداب" کی چند فصلیں ہیں جن کا ترجمہ مع متن جاننا اور "مقصود" کو سمجھنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ طلبہ و طالبات میں کسی حد تک دینی ذوق اور بصیرت پیدا ہو سکے۔

میں نے احادیث منتخبہ کے ترجمہ میں یہ کوشش کی ہے کہ عربی عبارت کی ترتیبِ الفاظ کو سامنے رکھا جائے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا جائے تاکہ متن کو آسانی سے سمجھا جا سکے میرے تدریسی تجربہ میں یہ طریقہ زیادہ مفید ہے۔

اسی کے ساتھ میں نے پہلے متون کے تراجم پیش کئے ہیں اس کے بعد مشکل الفاظ کا ممکنہ ترجمہ بھی درج کر دیا ہے تاکہ احادیث کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

Marfat.com

ترجمہ و حلِ لغات کے بعد "مقصود" کے زیرِ عنوان ان کی تشریحات بھی کردی گئی ہیں اور کوشش یہی رہی کہ احادیث نبویہؐ سے استفادہ کا سلیقہ پیدا ہو سکے۔ اگرچہ احادیث مبارکہ کی تشریحات کافی مبسوط بھی پیش کی جا سکتی تھیں مگر اس موقع پر طلبہ وطالبات کی استعداد کا لحاظ رکھا گیا۔ آپ دیکھیں گے کہ "کتاب الایمان" کی پچیس احادیثِ منتخبہ میں تشریحات ذرا واضح انداز میں ہیں جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ احادیث سے استنباطِ مقاصد کے لئے فکر و نظر پیدا ہو جائے۔ اس کے بعد دوسرے باب الآداب میں "مقصود" کے زیرِ عنوان صرف تفصیلی مطلب بیان کر دیا گیا تاکہ گزشتہ باب کی تشریحات کی طرح طلبہ وطالبات مستفید ہوں اور مطالب آسانی سے بیان کر سکیں ورنہ کتاب زیادہ ضخیم ہو جاتی۔

اس کتاب کی اشاعت سے پہلے کتاب "حدیث و فقہ" میں ضروری اور اہم اصولِ حدیث اور معلومات پیش کر دی گئیں جن کو ان احادیث کا ہی ایک جزء سمجھنا چاہیئے۔ اسے اس کتاب سے پہلے جداگانہ پیش کرنے میں یہ مصلحت پیشِ نظر رہی کہ پہلے طلبہ وطالبات علم حدیث کی حقیقت اور اہمیت سے واقف ہو جائیں اور یہی اہمیت ان میں حدیث کا ذوق و شوق پیدا کر دے تو معاملہ ذرا آسان ہو جائے گا اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ اُن تمام علمی مباحث میں سے جو اساتذہ کرام اہم اور ضروری سمجھیں انہیں یاد کرا دیں اور بقیہ مندرجہ فن حدیث کے بارے میں ایک واضح خاکہ مرتسم کر دیں کہ ان میں اس کا ذوق و شوق پیدا ہو کیونکہ کسی چیز کی اہمیت ہی اس کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتی ہے اور حدیث دین ہے جس کے بغیر ایک کلمہ گو کی زندگی کو رہنمائی نہیں مل سکتی۔ حدیث توضیح و تفسیر قرآن ہے جس کے بغیر ایمان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اب حسبِ وعدہ یہ "مجموعۂ احادیث" پیش کیا جا رہا ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ یہاں اس کا ذکر بھی بے محل نہیں کہ اس ایک نصاب میں چند اجزاء شامل ہیں۔ فقہ[۱]، حدیث[۲]، اور عربی[۳] ادب (نثر) اس کے لئے جامعہ کراچی نے طریقۃ الجدیدہ کا جزء الثانی کو بھی نصاب میں مذکورہ مضامین کے ساتھ شامل رکھا ہے۔ میں نے اس مجموعۂ احادیث

Marfat.com

کے ساتھ متعینہ قواعد عربی اور ہر سبق کے مشکل الفاظ کے معانی بھی ضمنی طور پر تحریر کر دیئے ہیں تاکہ نصاب کے مطابق امتیازی حیثیت سے کامیابی کے امکانات روشن ہو جائیں۔

جہاں تک میرے مبلغ علم اور تجربہ نے میرا ساتھ دیا تو ہر مرحلہ پر افادی پہلو کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے باقی اپنی فروگذاشت وسہو پر بارگاہِ ایزدی میں بخشش و عطا کا طالب ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم
وتب علینا انك انت التواب الرحیم

کمترین
عبدالقیوم ناطق

Marfat.com

اشاعت سوم

جامعہ کراچی نے بی، اے سال دوم معارفِ
اسلامیہ میں مشکوٰۃ المصابیح کی جو احادیث بعد ترمیم منظور
کی ہیں حالیہ کتاب اسی کے مطابق پیش کی جا رہی ہے۔
کتاب ھذا میں حسب سابق مقدمہ متون احادیث
اور ان کے تراجم بمعہ مشکل الفاظ پیش کئے جا رہے ہیں اور ساتھ ہی
ان کے اصل مفاہیم کو مقصود کے زیرِ عنوان لکھ دیا گیا ہے۔
مقصود میں جامع انداز یوں اختیار کیا گیا کہ کتاب ضخیم ہو جاتی
مگر اس سے طلبہ وطالبات باحسن وجوہ استفادہ کر سکتے ہیں
وما علینا الا البلاغ

کمترین

عبدالقیوم ناطق

Marfat.com

کتاب الایمان

(۱)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْہَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِہَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَہَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَآءَ الشَّآءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ

Marfat.com

ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوكَ الْأَرْضِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْآيَةَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ہم نزدیک بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جب کہ نمودار ہوا ایک شخص ہمارے پاس بہت سپید کپڑے پہنے ہوئے بال بہت کالے نظر نہیں آتا تھا اس پر سفر کا اثر اور نہیں جانتا تھا اسے ہم میں سے کوئی یہاں تک کہ وہ بیٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور وہ گھٹنے جوڑ کر بیٹھ گیا اور اس نے رکھ لئے اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اور کہا اے محمدؐ آپ بتائیے مجھے اسلام کے بارے میں۔ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور تو قائم کرے نماز اور ادا کرے زکوٰۃ اور روزے رکھے رمضان کے اور کعبہ کا حج کرے جب کہ تجھے سفر کی استطاعت ہو۔ تو وہ کہنے لگا آپؐ نے سچ فرمایا تو ہم حیران رہ گئے کہ وہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔ (پھر) اس نے کہا مجھے بتائیے ایمان کے بارے میں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت پر اور ایمان رکھے تقدیر کی بھلائی اور برائی پر۔ تو اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہا آپ بتائیے مجھے "احسان" کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا کہ تو اسے دیکھ ہے پھر اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو (جان لے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا مجھے بتا

Marfat.com

قیامت (کی گھڑی) کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا پوچھے ہوئے معاملہ کے بارے میں پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا تو اس نے کہا کہ بتا دیجئے اس کی علامتیں تو آپ نے فرمایا کہ (وہ نشانیاں یہ ہیں) کہ لونڈی جنے گی اپنے آقا کو۔ اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں والے اور ننگے لوگ مفلس اور فقیر اور بکریاں چرانے والے اونچی عمارتوں میں رہنے لگیں گے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص چلا گیا تو میں ٹھہرا رہا خاموش پھر آپؐ نے فرمایا اے عمر! کیا سمجھے کہ سوال کرنے والا کون تھا تو میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل آئے تھے تمہیں دین کی تعلیم دینے کے لئے۔ (مسلم)

ابوہریرہؓ سے جو حدیث روایت کی گئی ہے اس میں کچھ اختلاف ہے کہ جب تو دیکھے ننگے پاؤں ننگے بدن بہروں گونگوں کو زمین کا بادشاہ۔ پانچ باتیں ایسی ہیں کہ انہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا پھر آپؐ نے پڑھی آیت (قرآنی)

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے (کہ کب ہوگی) اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کب بارش ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

ذات یوم: ایک دن	العراۃ: ننگے بدن۔ برہنہ
بیاض الثیاب: سپید کپڑے	یتطاولون: بلند کریں گے
لا یُریٰ: نظر نہ آتا تھا۔	الصُّمّ۔ بہرا
فخذیہ: اپنی دونوں رانیں	الساعۃ: قیامت
بالقدر: حکم خداوندی بمقررہ حکم خداوندی	طلع: ظاہر ہوا۔ نمودار ہوا
الاَمَۃُ: لونڈی۔ باندی	الشّعر۔ بال
رکبتیہ: اپنے دونوں گھٹنے	رعاء الشاء: نگرانی کرنیوالے بکریوں کی چرواہے
تؤمن: تو ایمان لائے	البنیان: عمارت
امارات: نشانیاں	البکم: گونگا
الحفاۃ: ننگے پاؤں پھرنے والے	الغیث: بادل

Marfat.com

مقصود:

مذکورہ حدیث اپنی منفرد، اہم اور جداگانہ نوعیت کی وجہ سے "حدیث جبرئیل" کے عنوان سے شہرت رکھتی ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ بتانی مقصود ہے کہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے مؤمنوں کی ہدایت کے لئے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی رہنمائی سے مقدس فرشتے جبرئیل امین ؑ کو بھی مؤمنوں کی تعلیم کے لئے اسلام کی بنیادی تعلیمات دینے اور سمجھانے کے لئے انسانی شکل وصورت میں بھیج کر ان کے ایمان کو راسخ فرمایا۔

۲۔ دوسری بات یہ کہ دربار نبوی ﷺ میں آداب حاضری ومجلس تعلیم فرمائے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ سب سے پہلے اللہ اور رسول ؐ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جس کی بنیاد "ایمان بالغیب" پر ہے کیونکہ ذات خداوندی تو خیر ہماری عقل اور ادراک سے ماوریٰ ہے مگر رسول اللہ ؐ کی رسالت پر ایمان لانا بھی جس میں وحی شامل ہو جاتی ہے ایمان بالغیب کا حصّہ ہے۔

۴۔ ایمان بالغیب اور نظری پہلو کے بعد عملی پہلو یعنی عبادات کے بارے میں وضاحت فرمائی کیونکہ کوئی عمل اللہ کے نزدیک اس وقت تک مقبول اور پسندیدہ نہیں جب تک "ایمان" کا وجود نہ ہو۔ ان عبادات میں سب سے پہلے نماز پھر زکوٰۃ کی ادائگی اور ماہ رمضان میں روزے رکھنا اور صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج بیت اللہ کرنا ضروری قرار دیا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ محض زبان سے توحید وتصدیق کا اقرار کافی نہیں بلکہ دل سے اس کا یقین لازم ہے اور اس کا ثبوت "عبادات" اور فرائض کی ادائگی ہے۔

حدیث مذکورہ میں ایمان بالغیب اور عبادات کے بعد اب اس میں "خلوص" کی اہمیت باقی رہ جاتی تھی اس لیے "احسان" کا سوال اور اس کا جواب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے "اُمت" کے لئے بے حد اہم ہے کہ عبادات محض رضاء معبود کے لئے کی جائیں تو مقبول ہوتی ہیں اور اُن میں جس درجہ انہماک، محویت اور خلوص ہوگا اسی

Marfat.com

وہ اجر کی مستحق ہونگی جیسا کہ دوسرے موقعہ پر حضورؐ کا ارشاد ہے کہ "انما الاعمال بالنیات" جہاں عمل کو حسنِ نیت کے مطابق مستحق اجر فرمایا گیا۔

اسی کے ساتھ حالات اور پیش آنے والے واقعات میں مرضیٔ خداوندی کو پیشِ نظر رکھ کر قبول کرنا مؤمن کے لئے ضروری ہے۔

۶۔ قیامت کی علامات بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں جن میں سب سے زیادہ اہمیت اس کی ہے کہ جب عیاشیاں عام ہو جائیں اور غیر مستحقین کو حقداروں کے مقابلہ پر اعلیٰ مانا جائے گا اور جہاں شرافتِ نسب کے ساتھ شرافتِ حسب کو بھی اہمیت حاصل نہ رہے گی تو وہ وقتِ تباہی ہوگا۔

۷۔ علاماتِ قیامت میں ایک یہ بھی ارشاد فرمایا کہ معمولی، غیر تعلیم یافتہ اور نا تربیت یافتہ لوگ جب حکمران بننے لگیں گے تو وہ وقت افراتفری اور تباہیوں کا ہوگا۔

۸۔ قیامت کے قرب کی علامت یہ بھی فرمائی گئی کہ جب حکمران اپنی رعایا کی فریادیں سننے سے بہرے ہو جائیں گے اور مصیبت زدہ رعایا کا کوئی فریاد رس نہ رہے گا تو سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا سے امن و عافیت ختم ہو گئی اور دنیا والے نیکیوں سے دور ہو کر اپنی تباہی کے اسباب پیدا کر چکے ہیں تو یہ قربِ قیامت ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا اور اپنے زمانہ کا احتساب کرنا چاہئے کہ کہیں ہم قربِ قیامت کے دور میں تو زندگی نہیں گزار رہے ہیں؟

(۲)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے پانچ چیزوں پر۔ گواہی دینا کہ کوئی معبود

Marfat.com

نہیں ہے سوائے اللہ کے، اور یقیناً محمدؐ اس (اللہ) کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا برابر پڑھتے رہنا، اور ادا کرنا زکوٰۃ کا، اور حج کرنا، اور روزے رکھنا رمضان کے۔

(بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

بُنِی: بنیاد رکھی گئی — خمس: پانچ

اقام: قائم رکھنا — الصلوٰۃ: نماز

عبدہ: اس کے بندے، اللہ کے بندے۔ ایتاء: ادا کرنا۔

مقصود:

اس حدیث میں جس کے ثقہ اور معتبر راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ محمدیہ کو اسلام اور ایمان کی تعلیم دی ہے۔

اس کے ابتدائی حصے میں اسلام قبول کرنے کے لئے عہد اور اقرار کرنا ہے کہ سب سے پہلے اس کا زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اسے سچا جاننا ضروری ہے کہ اللہ کو ہی اپنا معبود مانا جائے اور غیر اللہ کی پرستش سے منع کر دیا جائے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے مبعوث کئے ہوئے رسول ہیں اور ان کے ذریعہ وحی کا جو سلسلہ اللہ نے ہماری رہنمائی اور ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے وہ ہماری حقیقی رہنمائی کرتا ہے۔ اس عقیدہ کو تسلیم کئے بغیر براہِ راست کسی بندہ کے لئے رہنمائی ممکن نہیں اسی کے ساتھ یہ بھی مان لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے جو ہدایات ہم تک پہنچاتے ہیں وہ خود ساختہ نہیں ہیں بلکہ وہ رسول ہونے کے باوجود اللہ کے فرمانبردار بندے ہیں اور مافوق البشر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے احکام اور ہدایتوں کو پہنچانے والے امین وصادق ہیں اس لئے ان کو جو ہدایات اللہ کی جانب سے دی جاتی ہیں وہ بالکل صحیح اور اللہ کی جانب سے ہوتی ہیں۔ اور ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا اللہ کا حکم ماننا اور اسے تسلیم کرنا ہے۔

دوسرے حصہ میں اوپر والے ایمان کی تصدیق کے بارے میں فرمایا گیا کہ صرف اللہ اور رسول کو مان لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کا ثبوت عمل سے بھی دینا ضروری ہے چنانچہ

Marfat.com

ایمان کی تصدیق کے لئے سب سے پہلے نماز کی ادائگی ہے جس طرح رسول تمہیں بتائے اور یہ نماز بھی کبھی اور ناغہ کر کے نہ پڑھی جائے بلکہ ہر معینہ وقت پر پڑھی جائے اور زندگی کے آخری حصّہ تک ادا کی جائے۔ اس کے لئے رسول اللہؐ نے "۲ قام" کا بلیغ لفظ ارشاد فرمایا۔ دوسرا ثبوت ایمان لانے کا مالی عبادت یعنی زکوٰۃ کی ادائگی ہے جو مالداروں، استطاعت والوں اور صاحبِ نصاب مسلمانوں پر اللہ کے حکم اور رسول اللہؐ کی بتائی ہوئی تفصیل اور احکام کے مطابق ادا کی جائے تیسری عبادت اور فرض حج بیت اللہ ادا کرنے کا ہے جو ہر ایک پر فرض نہیں بلکہ صاحبِ نصاب اور ان لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو حج کرنے اس کے اخراجات برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور اس حکم کی بجاآوری زندگی میں ایکبار "فرض" ہے۔ چوتھی ذمہ داری اور تعمیل حکم رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا ہے۔

اس لئے ایمان لانے کے بعد نماز کی ادائگی، زکوٰۃ دینا اور حج بیت اللہ کرنا اور رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا اللہ اور رسول اللہؐ کے حکم کے مطابق ایمان کی تصدیق کے لئے ضروری قرار دے دیا گیا۔

(۳)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں (قسمیں) ہیں تو ان میں سب سے بہتر کہنا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور اس میں کم درجہ (ایمان) ہٹا دینا ہے تکلیف دہ چیز کا راستہ سے اور حیا (بُرے کاموں سے شرمندگی) بھی ایک شاخ (قسم) ہے ایمان کی۔

(بخاری و مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

بضع : کچھ۔ کچھ زیادہ
شعبہ : شاخ۔ قسم
ادنیٰ : کم تر
طریق : راستہ
سبعون : ستر
افضل : سب سے بہتر
اماطۃ : ہٹا دینا

مقصود:

حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی بہت شاخوں اور قسموں کا ذکر فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اچھے اعمال بھی عبادات کی طرح باعث اجر ہوتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات خصوصاً نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اہلِ ایمان پر اس لئے فرض کی ہیں کہ ان کے ذریعہ ایک انسان میں خدمتِ خلق اور اداءِ حق کا جذبہ بیدار کرنا ہے۔ ان عبادات کی مصلحتوں کا ذکر کیا جائے تو بحث طویل ہو جائے گی اس لئے اس موقعہ پر ہم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ حضورِ انور نے فرمایا "خیر النّاس من ینفع النّاس" یعنی لوگوں میں بہتر اور اچھا وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہو۔ اس لئے آپ اس حدیث میں یہ فرماتے ہیں کہ ایمان کی بہت قسمیں ہیں اور بہترین شخص وہی ہے جو دوسروں کے کام آئے اور معیشت میں آسانیاں پیدا کرے لیکن ساتھ ہی سب سے پہلے اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور جو کچھ کرے صرف رب کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے کرے جس میں ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات شامل نہ ہوں۔ یہی ایمان کی ابتدا اور انتہا ہے اور اسی جذبہ کے تحت اگر کوئی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دے تو صرف رضاء معبود کے لئے تاکہ خلق خدا اذیت، تکلیف اور زحمت سے بچ جائے۔

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ "حیا" بھی ایمان کی ایک قسم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بُرے کاموں سے بچے اور احساسِ ندامت ہو۔ اور بُرے کاموں کو عام کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے۔ حسنِ معاشرت کے لئے یہ حدیث مبارکہ بہترین رہنما ہے۔

86210

Marfat.com

(۴)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ -

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے کہ سلامت (محفوظ) رہیں مسلمان اس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے، اور مہاجر وہ ہے جس نے چھوڑ دیا ہو (ان چیزوں کو) جس سے منع کیا گیا ہو۔ یہ الفاظ امام بخاریؒ نے نقل کیے اور مسلم میں یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کون سا مسلمان بہتر ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ سلامت رہیں مسلمان جس کی زبان اور ہاتھ سے۔

الفاظ و معانی :

سَلِمَ : سلامت رہیں۔ — لسانہ : اس کی زبان

یدہٖ : اس کے ہاتھ — خیرٌ : بہتر ہے

مقصود :

اس سے اوپر والی حدیث میں یہ بتایا جا چکا کہ "حسنِ معاشرت" اور انسانوں کا سلوک دوسروں کے ساتھ اچھا ہونا تعلیماتِ اسلامی کا مرکز ہے۔ چنانچہ دوسرے موقعہ پر پہلے ایک صحابیؓ کے سوال کا ذکر ہے جس نے حضور انورؐ سے بہترین اور پسندیدہ شخص کے بارے میں سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ لوگوں میں اچھا اور پسندیدہ شخص کون ہے تو ارشادِ رسولؐ ہوا کہ ایسا انسان جو بدزبانی، طعنہ زنی، گالی گلوچ اور غیبت وغیرہ نہ کرتا ہو اور دوسروں کی عزتوں سے نہ کھیلتا ہو۔ اسی کے ساتھ اس کی طاقت اور زور سے کسی کو نقصان اور

Marfat.com

تکلیف نہ پہنچے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حسن معاشرت اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک ہی اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی اور پسندیدگی کے لئے ضروری ہے۔ دوسری بات اسی کیساتھ یہ فرمائی گئی کہ کوئی عمل اس وقت تک اجر و ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک اس میں تعمیلِ ربانی کا جذبہ شامل نہ ہو۔ اس کے لئے حضورؐ کا ارشاد ہوا کہ ہجرت اگرچہ ایسا ترکِ وطن ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی مہاجر اپنے عزیز و اقارب اور مال و املاک سے محروم ہو سکتا ہے مگر یہ ہجرت بھی اسی وقت مستحق اجر ہو گی جب خالص اسلام کی سربلندی اور رضاءِ الٰہی کے لئے کی جائے تو جو شخص ہجرت کا مقدس عمل انجام دے کر بھی ممنوعات سے پرہیز نہ کرے اس کی ہجرت اور اس کا عمل بھی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

ماحصل یہ کہ مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ہر عمل میں اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ کہیں اس کا کوئی کام اپنی نفسانی خواہش اور اپنے ذاتی نفع کے لئے نہ ہو بلکہ سب کچھ اوامر کی تعمیل اور نواہی و ممنوعات سے پرہیز کرنے کے لئے ہو جس میں ہدایات ربانی پر عمل بھی شامل ہے۔ تو ایسے اعمال اجر کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

۵

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِہِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ وَمَنْ یَّکْرَہُ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: اور اسی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین چیزیں ہیں جس شخص میں (پائی جائیں) تو اس نے پالیا (حاصل کرلی) ایمان کا مزہ (شیرینی لطف)

Marfat.com

کہ (۱) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ محبوب رکھتا ہو سب چیزوں سے (۲) اور جو کوئی زیادہ محبت کرتا ہو کسی شخص سے تو وہ سوائے اللہ کے اور کسی وجہ سے محبت نہ کرے (۳) اور جو نفرت کرتا ہو اس سے کہ کفر کی طرف لوٹ کر جائے جب کہ اللہ نے اسے (کفر سے) بچا لیا اور وہ (ایسا کرنا) ایسا ہی برا جانتا ہو کہ جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہو۔

الفاظ و معانی:

وجد: پایا
حلاوۃ: مزہ، لطف، شیرینی، لذت
احب: زیادہ محبوب
سواھما: ان دونوں کے علاوہ۔ اللہ اور رسول کے علاوہ۔
یکرہ: نفرت کرتا ہو
انقذہ: بچا لیا اسے
یعود: لوٹا دیا جائے۔ واپس چلا جائے۔
یلقیٰ: ڈالا جائے۔ پہنچا دیا جائے۔

مقصود:

اس حدیث نبوی میں کئی ہدایات شامل ہیں۔

ان میں ایک تو یہ کہ مومن وہی ہو سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ کسی سے محبت نہ کرے۔

دوسری تعلیم یہ کہ باہمی معاشرت اور انسانی تعلقات محض خوشنودی رب کے لئے ہونے چاہئیں اپنی ذاتی پسندیدگی اور نفع و نقصان کا اس میں دخل نہ ہونا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ انسان کو اس کے دوستوں کے ذریعہ ہی جانا جاتا ہے کیونکہ دوستی کا رابطہ ہم خیالی پر منحصر ہے اس لئے نیکوں کے دوست نیک ہی ہو سکتے ہیں گویا البغض للّٰہ والحب للّٰہ کا مصداق ہونا ضروری ہے کہ دوستی ہو تو رضاء معبود کے لئے اور دشمنی ہو تو اللہ اور رسول کی نافرمانی اور معصیت کی وجہ سے ہو۔

تیسری ایمان کی علامت یہ ہے کہ وہ ایسا راسخ العقیدہ اور مستحکم ایمان والا ہو کہ کبھی کفر اور نافرمانیٔ معبود کی طرف ذہن و فکر کو بھی متوجہ نہ کرے اور دولتِ ایمان

Marfat.com

حاصل کرنے کے بعد جبکہ وہ تباہیوں سے بچا لیا گیا کفر اور نافرمانی کی طرف جانا ایسا ہی ناپسند کرے اور اس سے بچے جیسے کوئی آگ میں جلنے سے بچتا ہے۔

مذکورہ تعلیمات اور ارشاد رسولؐ سے ایمان کی پختگی اور اس کی لذت کو بیان فرما کر مسلمانوں سے کہا گیا کہ ایمان کی پختگی پر خاص توجہ دی جائے تو یہ زندگی اور دُنیوی اعمال آخرت کے اجر اور نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

(۶)

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزہ چکھ لیا ایمان کا جو راضی ہوگیا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد کے اس کا رسول ہونے پر (مسلم)

الفاظ و معانی:

ذاق: چکھ لیا — طعم: کھانا، لذیذ کھانا، لذید

رضی: راضی ہوا، خوشی سے مان لیا — ربا: معبود ہونے کا۔

مقصود:

حدیث مذکورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی کیفیت بیان فرمائی جس میں پہلی بات یہ کہ ایمان کی لذت اور بلا جبر و اکراہ اسلام قبول کرنے کی کیفیت مومن کے لئے ایسی ہی پسندیدہ ہے جیسے کوئی لذیذ کھانا کھا کر روحانی انبساط اور سکون محسوس کرتا ہے مگر یہ کیفیت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب مومن سوائے اللہ کے کسی کو معبود نہ مانے اور اس کو اللہ کی ذات پر ایسا یقین ہو کہ اس میں لذت و انبساط

Marfat.com

حاصل ہونے لگے۔ تیسری یہ بات کہ وہ تمام مذاہب کی طرف سے رُخ موڑ کر صرف اسلام کی طرف منہ کرے اور سوائے اسلام کے دین ہونے کے کسی دوسرے مذہب پر یقین نہ ہو اور یہ یقین رکھے کہ اسلام صرف نظریاتی پہلو نہیں رکھتا جس کا تعلق اندرونی کیفیت اور عقیدہ سے ہو بلکہ اسلام نے جو ضابطہ حیات اور لائحہ عمل دیا ہے اس میں دنیا کے تمام اعمال آجاتے ہیں ان میں وہ کام بھی ہیں جن کو کرنے کا حکم دیا گیا جنہیں "اوامر" کہا جاتا ہے اور وہ بھی ہیں جن سے رک جانے اور باز رہنے کے لئے کہا گیا ان سب کاموں میں احکام خدا و رسول ؐ کی تعمیل کے وقت لذت محسوس ہوتی رہے تو ایسا مزہ ہے جس سے زندگی کی ہر نقل و حرکت لطف اندوز ہوتی ہے اسلام کے دین ہونے کا یہی مطلب ہے۔

چوتھی بات یہ کہ اسلام کے ہونے پر اس وقت ایقان اور یقین محکم پیدا ہوگا جب ہر ہر موقعہ و محل میں اتباع رسول ؐ کیا جائے۔

نکتہ: اس حدیث کے آخری حصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ احکام خداوندی بشریت سے باہر کی حقیقت ہے مگر ان احکام کو عملی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت ایک بشر عمل کر کے زندگی کے ہر حصہ کے لئے بہترین انسانی نمونہ پیش کر دیا اور اس کے اچھے نتائج ہمارے سامنے آگئے کہ اب ان کے اتباع کی لذت کو "ایمان" کہا جا سکتا ہے۔

۷

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات کی کہ محمد کی جان اس کے قبضہ میں ہے کہ جب سن لے کوئی شخص اس امت میں سے (خواہ) وہ یہودی ہو اور خواہ عیسائی ہو میری (رسالت کی) خبر پھر وہ ایمان نہ لائے اس پر جس کے لئے میں (پیغمبر بنا کر) بھیجا گیا ہوں تو یقیناً وہ دوزخی ہے۔ (مسلم)

الفاظ و معانی

و : قسم۔ واؤ قسمیہ — نَفسُ : جان

نصرانی : عیسائی — اصحٰب النّار : آگ میں جانیوالے۔ دوزخی

مقصود :

اسلام گزشتہ تمام الہامی مذاہب کی تکمیل کرنے والا اور قرآن تمام صحف سماوی کا مصدق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن اور سنت کے ذریعہ منشائے وحی کو مکمل طور پر اپنی سنّت مقدّسہ کے ذریعہ مکمل کر کے رہتی دنیا تک کے لئے انسانی زندگی کی ہدایت کے لئے ایک دائمی لائحہ عمل مرتب فرما دیا اس لئے قرآن کے نزول کے بعد تمام آسمانی کتابوں کی تکمیل اس طرح بھی ہو گئی کہ وہ تمام تعلیمات جو قرآن سے پہلے نازل ہونے والی صحف سماوی میں دی گئی تھیں اور جنہیں بدقسمت امتوں نے تحریف کے ذریعہ یا تو غائب کر دیا تھا یا تاویلات کے ذریعہ انہیں بدل دیا تھا قرآن کی محفوظ حیثیت نے ہمیشہ کے لئے نافذ فرما دیا اور اس پر عمل کی صورت کو سنتِ رسول کے واسطہ سے انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ قرار دیا۔ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے قیامت تک رہنما بنا دیا۔ اس لئے ادیانِ سابقہ منسوخ قرار دے دیے گئے ایسی صورت میں نجات کا ذریعہ اور حکم خداوندی کی بجا آوری کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کئے ہوئے دین کی پیروی اور اتباع رسول کی شرط ضروری قرار پائی۔ اسی بات کو اس حدیث مبارکہ میں واضح فرمایا گیا کہ کوئی شخص یہودی یا نصرانی ہو نے

Marfat.com

کا دعویٰ کرے تو وہ اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا اور اس کی نجات ممکن نہیں جب تک وہ رسول اللہؐ کے لائے ہوئے دین کی تعلیمات کو تسلیم کر کے اس پر عمل نہ کرے۔

۸

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَّھُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَّطَاُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص (ایسے) ہیں کہ ان کے لئے دوگنا اجر ہے (۱) ایک وہ شخص اہل کتاب جو (اول) اپنے نبی پر ایمان لایا اور (پھر) محمدؐ پر (۲) اور وہ خریدا ہوا غلام جب کہ وہ ادا کرے حق اللہ کا اور حق اپنے مالک کا۔ (۳) وہ شخص جس کے پاس کوئی لونڈی ہو اور اس سے مباشرت کرتا رہا ہو اور اسے ادب سکھاتا ہو پھر اسے اچھی طرح ادب سکھا کر (علم دین کی تعلیم دے کر) اسے آزاد کر دے اور اس سے نکاح کرے تو اسے دو اجر ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

ثَلٰثَۃٌ: تین شخص — اجران: دو اجر۔ دوگنا ثواب

مملوک: ملکیت میں آیا ہو۔ خریدا ہوا۔ — حق موالیہ: اپنے مالک کا حق

اَمَۃٌ: کوئی لونڈی — فادبھا: تو اسے ادب سکھائے

Marfat.com

اعتقھا: اسے آزاد کردے　　　تزوجھا: اس سے نکاح کرے

مقصود:

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی گنا ثواب واجر کا ذکر مندرجہ ذیل اصحاب کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

(۱) وہ شخص جو تعلیم دین محمدی کے اس تک پہنچنے سے پہلے اپنے گزشتہ نبی پر ایمان رکھتا ہو پھر دین محمدی کی تعلیم کو قبول کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور ان کی تعلیمات کو قبول کرے تو اسے اللہ تعالیٰ دو گونا اجر دے گا۔

(۲) کسی کی ملکیت میں کوئی غلام ہو اور وہ غلام حقوق ادا کرتا رہا ہو کہ ایک طرف اپنے آقا کی تعمیل کرتا ہو اور دوسری طرف اللہ کا حق بندگی ادا کرتا ہو تو اسے دونوں حقوق کی ادائگی پر دوگونہ اجر ملے گا۔

(۳) جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی ادبی تربیت کرتا ہو اور اسے اچھی طرح تعلیم دے کر آزاد کردے اور آزاد کرنے کے بعد ایک آزاد عورت کی طرح اس سے نکاح کرے تو ایسے شخص کو بھی دوگنا اجر ملے گا۔

ان تعلیمات وہدایات کا مطلب واضح ہے کہ جب تک دینِ حق ظاہر نہ ہو کسی آسمانی اور وحی پر قائم شریعت کی پیروی بھی اجر کا سبب ہے کیونکہ اس نے اسے الہامی تعلیم تصور کر کے عمل کیا تھا مگر جب حق واضح ہو جائے اور وہ دینِ حق کو قبول کرے تو اسے دوچند اجر ملے گا اسی طرح ایک غلام یا ملازم کے لئے اپنے مالک کی فرمانبرداری اور اس کے حکم کی تعمیل بھی ضروری ہے اس سے فارغ ہو کر اگر وہ اللہ کی بندگی کا حق ادا کرتا ہے تو یہ اس کے لئے دوچند ثواب کا باعث ہو گا۔

اسی طرح لونڈیوں اور زر خرید کنیزوں کو تعلیم دینا مہذب بنانا بھی اجر کا سبب ہے پھر اسے آزاد کر کے نکاح کر لینا بھی دوچند اجر و ثواب کا کام ہے کیونکہ اسلام حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا داعی ہے۔

Marfat.com

۹

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ يَذْكُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ میں لڑوں لوگوں سے جب تک کہ وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی (دوسرا) معبود نہیں ہے اور یہ کہ بیشک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، پھر جب وہ (ایسا) کرنے لگیں تو وہ محفوظ کرلیں گے اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو، اور ان پر اسلام کا حق رہ جائے گا اور ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے (کہ وہ لے گا)

الا انّ مسلماً لم یذکر الّا بحقّ الاسلام۔ مگر یہ کہ مسلم نے الا بحق الاسلام کا ذکر نہیں کیا۔

الفاظ و معانی:

اُمرتُ: میں حکم دیا گیا ہوں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اُقاتل الناس: لوگوں سے لڑوں

دماءھم: ان کے خون۔ ان کی زندگی

عصموا: انہوں نے بچالیا۔ محفوظ کرلیا۔

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاءؑ کو ظلم و ستم اور فساد و شر کے خاتمہ کیلئے بھیجا تاکہ انسان اپنی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ رکھ سکیں۔ اسلام نے کبھی کسی امن پسند اور عافیت کوش کے خلاف جنگ کرنے کا حکم نہ دیا مگر جو لوگ فتنہ و فساد اور ظلم و جور کو اپنا حق

Marfat.com

سمجھنے لگیں اور دوسروں کے حقوق اپنی طاقت کے گھمنڈ میں غصب کرنے لگیں تو پہلے انہیں راہِ راست پر لانے کے لئے زبانی تعلیم دینے ان کی ہدایت کرنے کا حکم دیا یہ ظاہر ہے کہ بعثت نبوی بھی اسی مقصد کے لئے ہوئی اور جب پیغام امن وامان بارگاہِ ایزدی سے نازل ہو چکا جب لوگوں کو ہر ہر طرح ظلم وستم سے روکنے کی تدبیریں ختم ہو چکیں تو ایسے سرکش اور انسانیت کش مغرور لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے ان کے غرور کا توڑنا ضروری قرار دیا گیا۔ ایسے وقت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالا ہمارے سامنے آیا کہ اب معاملہ حد سے گزر گیا تو انسان دشمنی کے خاتمہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے کافروں، ظالموں اور جابروں کے خلاف ان کی طاقت توڑنے اور براہِ راست پر لانے کے لئے حکم دیا گیا کہ ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے جائیں اور انہیں قرار واقعی سزا دے کر ان کے زعم باطل کو ختم کر کے امن وامان بحال کیا جائے۔

دوسرے حصہ میں ترغیب کی گئی کہ اگر ظالم اپنی خیر چاہتے ہیں تو وہ اسلام کی تعلیمات کو قبول کر کے اپنی جان ومال کو محفوظ کر سکتے ہیں۔ حدیث بالا کے آخری حصہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ قبولِ اسلام کے بعد ظالموں اور جابروں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا کیونکہ شریعت ظاہری اعمال پر نظر رکھتی ہے اس کے بعد اگر وہ کسی بداعمالی میں مبتلا ہوں گے تو اللہ علیم وخبیر ہے اور وہی آخرت میں ان کے اعمال کا محاسبہ فرمائے گا۔

(۱۰)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو نماز پڑھے ہماری جیسی اور منہ کرے ہمارے قبلہ کی طرف اور کھائے ہمارے ذبح کئے

Marfat.com

ہوئے (جانور) تو وہ مسلمان ہے جو ذمہ داری میں ہے اللہ اور اس کے رسول کی اسلئے (اے مسلمانو!) نہ توڑو تم جو اللہ نے اپنی امان (ذمہ داری) میں لیا ہے۔ (بخاری)

الفاظ و معانی:

صلّٰی: نماز پڑھی — ذمّۃ: ذمہ داری

لا تخفروا: نہ توڑو تم۔ تم بدعہدی نہ کرو۔

مقصود:

اسلام امن و امان کا داعی ہے اور وہ کسی کے بارے میں ظاہری اعمال پر ہی حکم لگاتا ہے اس لئے اس حدیث مبارکہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو دوسروں کے بارے میں ٹوہ لگانے اور تجسس کرنے سے منع فرمایا اور مسلمانوں کا یہ فرض قرار دیا کہ وہ اسلام کی تعمیل کی بنا پر عمل کرنے والے کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور بدگمانی نہ کریں اگر کوئی ایسا کرے گا اور محض اپنی بدظنی کی بنا پر اسے نقصان پہنچائے گا یا اسے ذلیل و خوار کرے گا یا اس کے خلاف ریشہ دوانیاں کرے گا تو یہ ایسا جرم ہے کہ خود گنہگار ہو گا۔ اس بارے میں اس قدر تنبیہ کی گئی کہ اللہ نے جس کی ذمہ داری لے لی ہو اس کے خلاف کوئی غلط کارروائی کتنا بڑا گناہ ہو سکتا ہے ایسا ہی بڑا گناہ کسی مسلمان کے خلاف بدظنی ہے۔

(۱۱)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آیا ایک اعرابی (بدو) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگا کہ آپؐ بتائیے مجھے ایسا کام کہ جب میں اس پر عمل کروں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا تو اللہ کی عبادت کر اور اس میں کسی کو شریک نہ کر اور تو قائم کر نماز فرض اور روزے رکھ رمضان کے تو اس (اعرابی) نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نہ تو زیادہ کروں گا اس پر تھوڑا سا بھی اور نہ کمی کروں گا اس میں۔ پھر جب وہ (اعرابی) چلا گیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص پسند کرتا ہو کہ وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اسے دیکھ لے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

دُلّنی: میری رہنمائی کیجئے مجھے بتائیے — مکتوبۃ: فرض کی گئی۔

تؤدی: تو ادا کرے۔ — ولّٰی: لوٹ گیا۔ چلا گیا۔

مقصود:

اس حدیثِ رسول اللہؐ سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام نام ہے خود کو اللہ اور رسولؐ کے سپرد کر دینے کا اس لئے جب کوئی کلمۂ تشہد پڑھ کر اس کا عہد کرتا ہے کہ اس نے اللہ کو اپنا معبود مان لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیا تو گویا اس نے خود کو اللہ اور رسولؐ کے سپرد کر دیا کیونکہ اسلام کا ایک مادہ "سلم" بھی ہے جس کے معنی سپردگی کے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے تمام اختیارات اللہ اور اس کے رسولؐ کے سپرد کر دیتا ہے اس وقت صحیح اقرار اور معاہدہ مکمل ہوتا ہے جب وہ زندگی کے تمام معاملات میں حکم خداوندی اور حکم رسولؐ کو سامنے رکھے اور اپنی عقل کو اس میں دخیل نہ کرے۔ اس وقت اس کے سامنے سوائے تعمیلِ حکم کے کوئی دوسری راہ نہیں رہتی اور ایسا ہی شخص جنتی ہونے کا مستحق ہوتا ہے۔

(۱۲)

وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ

Marfat.com

اللّٰہِ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّآ اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَكَ
وَفِیْ رِوَایَۃٍ غَیْرَكَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بتائیے مجھے کوئی بات اسلام کے بارے میں کہ نہ پوچھنا پڑے مجھے آپؐ کے بعد (کسی سے) (اور ایک روایت میں اس کے علاوہ بھی ہے) تو آپؐ نے فرمایا کہ تو کہہ (زبان سے اور مان دل سے) کہ میں ایمان لایا اللہ پر پھر مضبوطی سے قائم رہ اُس پر (مسلم)

الفاظ و معانی:

قُل لی: کہئے مجھ سے۔ مجھ سے فرمائیے۔
قولاً: کوئی بات۔ ایک بات۔
لا اسئلُ: میں نہ پوچھوں۔ سوال نہ کروں۔
احداً: کسی ایک سے۔ کسی سے بھی۔
بعدك: آپ کے بعد۔ آپ کے علاوہ۔
استقم: قائم رہ۔ مضبوطی سے جما رہ۔

مقصود:

اس سے اوپر والی حدیث مبارکہ میں جو بات ارشاد فرمائی گئی تھی اس کی مزید وضاحت اس میں کی گئی ہے اور وہ یہ کہ اسلام لانے کے بعد ایک مؤمن اپنے تمام اختیارات سے دستبردار ہو کر ہر عمل میں زندگی بھر اللہ کے احکام کا پابند ہو جاتا ہے اور اس کے لئے حکم خداوندی کی تعمیل کے علاوہ کوئی دوسرا کام باقی نہیں رہتا۔

(۱۳)

وَعَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَھْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّاْسِ
نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْتِہٖ وَلَا نَفْقَہُ مَا یَقُوْلُ حَتّٰی دَنَا مِنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھُنَّ فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُہٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَ ذَکَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الزَّکٰوۃَ فَقَالَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا فَقَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَھُوَ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجد کے رہنے والوں میں سے اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم سن رہے تھے اس کی آواز لیکن سمجھ نہیں رہے تھے جو وہ کہہ رہا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلعم کے قریب ہوگیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں فرض ہیں دن اور رات میں پھر اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی (ضروری) ہیں تو آپؐ نے فرمایا "نہیں" مگر یہ کہ تجھے استطاعت (اختیار) ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اور روزے (رکھنا) رمضان کے تو اس نے عرض کیا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر (فرض) ہیں۔ آپ نے فرمایا "نہیں" مگر یہ کہ تجھے اختیار ہے۔ طلحہؓ کہتے ہیں کہ ذکر کیا اس کے سامنے رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ کا تو اس نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر (فرض) ہے تو آپؐ نے فرمایا "نہیں" مگر یہ کہ تجھے اختیار ہے۔ طلحہؓ کہتے ہیں لوٹ گیا وہ شخص یہ کہتا ہوا میں نہ بڑھاؤں گا اس پر اور نہ کم کروں گا اس پر۔ تو فرمایا رسول اللہ نے کہ کامیاب ہوگیا یہ شخص اگر اس نے (یہ) سچ کہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی :

ثائر الرّأس: بکھرے بال والا پریشان مو
اِن تطوّع : اگر تو استطاعت رکھتا ہو۔ تجھے اختیار ہے۔
غیرھن : علاوہ اُن کے۔
ذکر: ذکر کیا۔ بیان کیا۔
ادبر: لوٹ گیا۔ واپس ہوگیا۔
لا ازید : نہ بڑھاؤں گا۔
لا انقص : کمی نہ کروں گا۔
افلح : کامیاب ہوگیا۔
اِن : اگر
دنی : قریب ہوگیا۔

مقصود :

اوپر ذکر کی گئی حدیث نبویؐ میں جو تعلیم دی گئی تھی کہ اسلام لانے کے بعد تعمیل حکم خداوندی ہی اصل ایمان اور ذریعہ نجات ہے۔ اس حدیث میں بھی وہی تعلیم ذرا تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمائی گئی ہے کہ حکم خداوندی کے تحت جو فرائض عائد کئے گئے بلا چون و چرا ان پر عمل کرنا ایمان کا تقاضا ہے اور یہی ذریعہ نجات ہے اور فرائض کے علاوہ "نوافل" یعنی زائد از فرائض عبادات بھی ذریعہ اجر و ثواب ہیں جبکہ ان کی ادائگی کے لئے مقدرت اور استطاعت ہو مگر یہ عبادات نافلہ فرائض کے بعد ہیں کیونکہ فرائض کی ادائگی تو لازمی ہے جس سے تغافل گناہ اور عذاب کا سبب ہے مگر نوافل کی ادائگی فرائض کے بعد اجر کا سبب ہے اور اگر کسی کو اتنی استطاعت نہ ہو کہ وہ نوافل ادا کر سکے تو اس پر مواخذہ اور گرفت بھی نہیں البتہ نوافل ترقیٔ درجات کا سبب ہو سکتی ہیں۔

(۱۴)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ

Marfat.com

نَأْتِيكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا
الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ
بِهِ مَنْ وَرَآءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ
عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ
أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالَ
أَتَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالُوا
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَاءُ
الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ
وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَ
الْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ
وَّرَآءَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ
لِلْبُخَارِيِّ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وفد عبدالقیس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس قبیلہ کا وفد ہے؟ ان لوگوں نے کہا ربیعہ کا تو فرمایا مرحبا ہو تمہاری قوم یا وفد کے لئے اور تم (کبھی) رسوا اور پشیمان نہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم نہیں کر سکتے کہ حاضر ہوں آپ کے پاس سوائے ماہ حرام[1] اور ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ کفار مضر کا (حائل) ہے تو احکام بتائیے ہمیں کہ ہم بتلادیں اپنے علاوہ لوگوں کو، اور ہم (اس کی وجہ سے) جنت میں داخل ہو جائیں۔ اور سوال کیا انہوں نے پینے کے برتنوں کے متعلق تو آپ نے حکم دیا انہیں چار باتوں کا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ انہیں حکم دیا اللہ پر ایمان لانے کا کہ وہ ایک ہے۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ

---

[1] شہر الحرام سے مراد ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب

Marfat.com

ایمان کا کیا مطلب ہے ایک اللہ پر۔ انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ گواہی دینا کہ سوائے اللہ کے کوئی (دوسرا) معبود نہیں ہے اور بے شک محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور اگر دو تم مالِ غنیمت میں سے تو پانچواں حصہ۔ اور منع کیا انہیں چار قسم کے برتنوں سے لاکھ کئے مرتبان، کدو کے برتنوں سے، درختوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے برتنوں سے اور روال کئے ہوئے برتنوں سے اور فرمایا تم ان کو زبانی یاد کر لو اور بتا دو انہیں جو تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

غیر خزایا: ذلیل و رسوا ہوں۔

مرحبا: خوش آمدید

ولا ندامی: اور نہ پشیمان ہوں۔

لا نستطیع: ہم نہیں کر سکتے۔

نأتیک: آئیں آپ کے پاس۔

الحی: قبیلہ

شھو الحرام: وہ مہینے جن میں قتال ممنوع ہے۔

ورائنا: ہمارے پیچھے۔ پیچھے رہ جانے والے۔

المغنم: مال غنیمت

الاشربۃ: پینے کے برتن۔

الحنتم: لاکھ کئے ہوئے مرتبان

الخُمس: پانچواں حصہ

النقیر: درختوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے برتن۔

الدُّبَّاء: کدو کے بنائے ہوئے برتن۔

المزفّت: روال کئے ہوئے برتن (چاروں قسمیں ہیں ان برتنوں کی جو عرب میں اس وقت استعمال کئے جاتے تھے۔

مقصود:

اس حدیثِ نبویؐ سے ایمان کے وہی پہلو واضح ہوتے ہیں جو اس سے پہلی احادیث میں نمایاں ہیں جس میں توحید، تصدیق کے بعد ایمان کی توثیق کے لئے نماز، روزہ وغیرہ ہیں جن کے بغیر ایمان مستحق نہیں ہوتا۔

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوئی کہ اسلام صرف ذہنی طور پر اللہ اور رسولؐ پر

Marfat.com

یقین رکھنے کا نام نہیں اور نہ ہی صرف عبادات میں محصور ہے بلکہ اللہ اور رسول ؐ کے احکام زندگی کے ہر زاویہ پر حاوی ہیں۔

تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ دورِ نبویؐ میں صحابہ کرامؓ اپنی زندگیوں کو احکام اسلامی کے سانچہ میں ڈھالنے کے کتنے متمنی تھے کہ کوئی مشکل اور رکاوٹ ان کے شوق اور جذبۂ ایمانی پر اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔

۱۵

وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَوْلَہٗ عِصَابَۃٌ مِّنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَ اَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِہٖ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ کَفَّارَۃٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰہُ فَهُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ فَبَایَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ صحابہؓ کی ایک جماعت آپؐ کے گرد جمع تھی۔ تم بیعت کرو مجھ سے اس پر کہ تم شریک نہ کرو گے کسی کو اللہ کا، اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور قتل نہ کرو گے اپنی اولاد کو، اور بہتان نہ باندھو گے اور افترا پردازی نہ کرو گے اپنے سامنے اپنے لوگوں (مسلمانوں) پر اور نیکیوں کی نافرمانی نہ کرو گے تو جس نے پورا کیا (عہد) تم میں سے تو اس کا اجر اللہ کے پاس (محفوظ) ہے اور جس نے نافرمانی کی اُن باتوں میں تھوڑی بھی تو سزا دی گئی اُسے دنیا میں اور وہ (سزا) اس (گناہ) کا کفارہ ہے اور جس نے نافرمانی کی اس کی تھوڑی سی بھی پھر چھپا دیا اسے اللہ نے تو اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ

Marfat.com

میں ہے اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے۔ تو ہم نے بیعت کی اس (ہدایت) پر۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

حولہ: ان کے ارد گرد۔ رسول اللہ ؐ کے پاس

بایعونی: مجھ سے بیعت کرو۔ مجھ سے عہد کرو۔

لا تزنوا: تم زنا نہ کرو گے۔

لا تسرقوا: تم چوری نہ کرو گے۔

بین ایدیکم و ارجلکم: اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں۔ دیدہ و دانستہ

بھتان: جھوٹا الزام۔ تہمت

لا تعصوا: نافرمانی نہ کرو گے۔

اصاب: کر لیا۔ غلطی کی۔

فعوقب: تو سزا دی گئی۔

سترہ: اسے چھپایا۔ ظاہر نہ کیا۔

عاقبہ: اسے سزا دے۔

عِصابۃ: گروہ۔

مقصود:

اس حدیث نبویؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے ان کبیرہ گناہوں سے بچنے کی بیعت لی تاکہ وہ خود بھی اس جرم و گناہ سے بچیں اور دوسرے انسانوں کو بھی اطمینان و سکون حاصل ہو۔ ان کبیرہ گناہوں میں سب سے پہلے شرک سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ دوسرا عہد یہ لیا کہ ناجائز طور پر چوری کے ذریعہ کسی کے مال کو نقصان نہ پہنچایا جائے کہ یہ فعل حقوق العباد کے خلاف ہے۔ تیسرا عہد زنا اور بدکاری سے روکنے کے لئے لیا تاکہ شریفوں کی ناموس و عزت محفوظ رہے اور چوتھا عہد بہتان تہمت اور افترا پردازی سے بچنے کا لیا تاکہ صالح معاشرہ پیدا ہو۔

ظاہر ہے کہ برے افعال اگرچہ دورِ جاہلیت میں عام تھے لیکن آج بھی ان شنیع افعال کو امن و امان اور عزت و ناموس اور حقوق العباد کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہمیشہ کے لئے دی گئیں تاکہ انسان اطمینان اور سکون کے ساتھ خوشگوار زندگی گزار سکیں۔

Marfat.com

(۱۶)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلُ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا قَالَ اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ باہر چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ (بقرعید) یا عید الفطر پر نماز پڑھنے کی جگہ (عید گاہ) تو گزرے آپؐ عورتوں کے پاس سے پھر (انہیں مخاطب کرکے) فرمایا اے عورتوں کی جماعت تم صدقہ دیا کرو کیونکہ مجھے (عالم غیب کی طرف سے) دکھایا گیا ہے کہ تم میں اکثر (زیادہ تر) دوزخی ہیں۔ عرض کیا (عورتوں نے) اس کا کیا سبب ہے اے اللہ کے رسولؐ ؟ آپؐ نے فرمایا تم لعن (طعن) بہت کرتی ہو، تم شوہر کی ناشکری کرتی ہو، میں نہیں دیکھتا ہوں مگر یہ کہ (تم میں سے کوئی ایسی نہیں ہے) جو ناقص عقل دین کے باوجود ہوشیار مرد کو بے وقوف نہ بنا تی ہو۔ عورتوں نے عرض کیا کہ ہماری عقل اور دین میں کیا کمی ہے اے اللہ کے رسولؐ ؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیا نہیں ہے گواہی عورت کی مرد سے آدھی۔ انہوں نے کہا کہ "ہاں"، آپؐ نے فرمایا یہی تو تمہاری عقل کا نقصان (کمی) ہے

Marfat.com

پھر فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ تم حیض سے ہوتی ہو تو نماز نہیں پڑھ سکتیں اور روزہ نہیں رکھ سکتیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ "ہاں" تو فرمایا کہ یہ تمہارے دین کا نقصان ہے۔

(بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

المصلّٰی: نماز پڑھنے کی جگہ (عیدگاہ)	معشر: گروہ
تصدّقنَ: صدقہ دیا کرو۔	اُریتکنّ: دکھایا گیا تم (عورتوں) کے لئے
اھل النار: دوزخی	بِمَ: کیوں۔ کس لئے
تکثرن: تم کثرت سے کرتی ہو۔	اللعن: لعن و ملامت، طعنہ زنی
تکفرنَ: تم ناشکری کرتی ہو۔	العشیر: شوہر
لبّ: دل	الحازم: ہوشیار
حاضت: حیض میں ہوتی ہو۔	لم تصل: ہرگز نماز نہیں پڑھ سکتیں۔
لم تصم: ہرگز روزہ نہیں رکھ سکتیں۔	

مقصود:

اسلام کے احکام بغیر مصلحت کے نہیں ہوتے۔ اس حدیث نبویؐ میں عورتوں کے لئے سامانِ عبرت ہے۔ اسلام نے عورت کو مرد سے کم مقام آخر کسی مصلحت کی بنا پر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جہاں جسمانی حیثیت سے عورت مرد سے کم تر ہے وہاں ناتجربہ کاری کے سبب اس کی عقل بھی مرد کے برابر نہیں ہے۔ اسلام نے ہی نہیں بلکہ ہر الہامی اور غیر الہامی مذہب میں عورت کا مقام مرد سے کم دکھایا گیا ہے اب اس دور میں اگر آزادی کی لہر اُن میں دوڑ گئی ہے تو بھی حالات اور مشاہدات اسلام کی تعلیمات کی تصدیق کرتے ہیں۔

حدیثِ نبویؐ میں دینی نقطۂ نظر پر غور کیا جائے اور عورت اپنی جسمانی حالت و کیفیات پر غور کرے تو اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرد ہر وقت اور ہر حالت میں عبادات کا مکلّف ہے مگر عورت اس سے محروم رہتی ہے اور ہر وقت فرائض مذہبی کو ادا نہیں کر سکتی۔ اگرچہ بظاہر اسے عورت کے لئے رعایت کہا جا سکتا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ

Marfat.com

وہ مرد کے مقابلہ میں کم تر رہ جاتی ہے۔

بہر کیف ہر مسلمہ اور مؤمنہ کے لئے فرمودات رسول اللہ ﷺ حکم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ عورتوں کی تذلیل نہیں بلکہ ان کی ہدایت کے لئے ایک مؤثر پہلو ہے۔ خدا نہ کرے کہ ہماری مائیں اور بہنیں ان عیوب میں مبتلا ہوں جن کی جانب رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے اس لئے ہر مسلمہ اور مؤمنہ کو بڑی احتیاط سے اس حدیث کا مطالعہ کر کے اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

اس حدیث کی مصداق تمام خواتین نہیں مگر اس پر غور ضروری ہے کہ ہماری بہنوں اور ماؤں میں بہت اس کی مصداق قرار نہیں پاتیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بے شمار خواتین نے اسلام کی عظمت اور دینی تعلیم اور زہد و تقویٰ کی بہترین مثالیں تاریخ عالم پر مرتسم کی ہیں۔ اور یہ حدیث تو منہیات اور برائیوں سے بچانے کے لئے ہماری راہنما ہے۔

(۱۷)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِیْبُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ یُّعِیْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَلَیْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لِّیْ كُفُوًا اَحَدٌ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ لِیْ وَلَدٌ وَّسُبْحَانِیْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

○

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابن آدم (انسان) مجھے جھٹلاتا ہے اسے ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ اور مجھے بُرا کہتا ہے یہ بات اس کے لئے مناسب نہیں ہے لیکن اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ (اللہ) ہرگز مجھے دوبارہ زندہ نہ کرے گا جس طرح مجھے پیدا کیا ہے (حالانکہ) اس کا دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلے پیدا کرنے سے آسان ہے میرے لئے۔ اور اس کا بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے بنایا ہے اللہ نے اپنا بیٹا حالانکہ میں تنہا اور بے نیاز ہوں جسے نہ کسی نے جنا اور نہ میں کسی کو جنتا ہوں اور ہرگز نہیں ہے میرا کوئی کفو (ہم قوم) اور ایک عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ ہے کہ لیکن اس کا برا کہنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا لڑکا ہے اور میں بے نیاز (پاک) ہوں بیوی یا لڑکے سے (بخاری)

الفاظ و معانی:

کذّبنی: میری تکذیب کرتا ہے۔ مجھے جھٹلاتا ہے۔	ابن آدم: اولاد آدم۔ انسان
شَتَمَنی: مجھے بُرا کہتا ہے۔	لن یعیدنی: ہرگز مجھے دوبارہ پیدا نہ کر سکے گا۔
باھون: آسان	علیّ: میرے لئے
الصّمد: بے نیاز	کفو: خاندان
صاحبۃ: بیوی	ولد: بیٹا

مقصود:

اس حدیث نبویؐ میں خالص توحید کی تعلیم دی گئی۔ دراصل یہ سورہ اخلاص کی تفسیر اور توضیح دلنشین انداز میں پیش کی گئی ہے۔

(۱۸)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَ

Marfat.com

أَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے دکھ دیتا ہے آدم کا بیٹا (انسان) جب وہ گالی دیتا ہے زمانہ کو حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہی ہے حکم دینے کی قدرت اور میں ہی بدلتا رہتا ہوں رات اور دن کو۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

یؤذینی: مجھے ایذا دی جاتی ہے۔ دُکھ دیا جاتا ہے۔
الدھر: زمانہ
یسب: گالی دیتا ہے۔
اقلب: میں بدلتا رہتا ہوں۔

مقصود:

اس حدیث نبویؐ میں مسلمان کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور ساتھ ہی ایمان کی پختگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ جب ہم اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں تو اسی کے ساتھ اللہ کو قادر مطلق بھی تسلیم کرتے ہیں ایک مؤمن کے ایمانِ کامل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ سب کچھ اللہ کی طرف سے جانے۔ مصائب میں صبر اختیار کرے اور صاحب استطاعت ہونے پر اس کا شکر ادا کرے اس لئے اگر کوئی زمانہ کو بُرا کہتا ہے تو گویا قادر مطلق کی قدرت کا انکار کرتا ہے اس لیے رسول اللہ نے اس "حدیث قدسی" کے ذریعے مؤمنوں کو تعلیم دی ہے کہ اپنا ایمان راسخ اور مضبوط رکھو اور یقین جانو کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس طرح زمانہ کو بُرا کہنا گویا اللہ کو بُرا کہنا ہے لہٰذا اس سے روکا گیا ہے تاکہ ایمانِ راسخ پیدا ہو۔

(۱۹)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ يَدَّعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ صبر کرنے والا اللہ سے زیادہ کوئی نہیں ہے جو تکلیف پہنچانے پر جب کہ وہ سنتا ہے کہ لوگ اللہ کے لئے بیٹا قرار دیتے ہیں پھر بھی (ایسا کہنے والوں کو) عافیت میں رکھتا ہے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

ما احدٌ: نہیں ہے کوئی ایک بھی — اذی: تکلیف

یدعون: قرار دیتے ہیں۔ دعوی کرتے ہیں۔ — یعافیھم: عافیت دیتا ہے انہیں۔

یرزقھم: رزق دیتا ہے انہیں۔

مقصود:

اس حدیث مبارکہ کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو صبر اور استقامت کی تعلیم دی اور سمجھانے کے لئے ذاتِ خداوندی کی عظمت کا بیان کیا کہ اللہ قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہتا تو ان لوگوں کو جو اللہ کی واحد اور بے نیاز ذات پر اسے بیٹا پیدا کرنے اور اس کی ذات میں شرک کر کے ایذا پہنچانے میں فنا کر سکتا تھا۔ انہیں بدحال و پریشان روزگار بنا سکتا تھا مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ تہمت لگانے والوں کو عافیت میں بھی رکھتا ہے اور انہیں رزق بھی دیتا ہے۔

حکم ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنی اللہ نے اپنے ننانوے صفاتی ناموں میں اپنی جو صفات ارشاد فرمائی ہیں وہ صرف اس لئے کہ وہ تمہیں "اخلاقِ حسنہ" کی تعلیم دے اس لئے جب اللہ ہی نافرمانوں اور اتہام تراشنے والوں کو معاف فرما دیتا ہے تو ایک مؤمن کا بھی یہ وطیرہ ہونا چاہیے کہ وہ دشمنوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرے۔

حضرت سعدیؒ نے اسی حدیث کی روشنی میں کہا ہے:

Marfat.com

اے کریمے کہ از خزانہ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

اس لئے جب اللہ بھی انتقام نہیں لیتا تو ہمیں بھی اس کی پیروی کرنی چاہیئے
یہی بات حضرت سعدیؒ نے بھی کہی ہے کہ
اے کرم کرنے والے اللہ کہ تو غیب کے خزانے سے۔ آتش پرست اور عیسائی کو روزینہ عنایت کرتا ہے۔ اس لئے تو اپنے دوستوں کو کس طرح بھول سکتا ہے۔ جبکہ تو اپنے دشمنوں کی طرف بھی نظر کرم رکھتا ہے۔

(۲۰)

وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ : حضرت معاذؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھا ایک گدھے پر پیچھے بیٹھا ہوا اور میرے اور آپؐ کے درمیان سوائے زین کی لکڑی کے کوئی چیز حائل نہ تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ معاذ کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا اپنے بندوں پر اور کیا حق ہے بندوں کا اللہ پر؟ تو میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ (بندے) اس کی عبادت کریں اور تھوڑا سا بھی اس کا شریک کسی کو نہ بنائیں اور

Marfat.com

بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ عذاب میں نہ ڈالے جس نے اللہ کا شرک نہ کیا ہو۔ تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ؐ کیا میں اس کی خوشخبری دے دوں لوگوں تو آپؐ نے فرمایا تو انہیں خوشخبری نہ سنا نا وہ اس پر تکیہ کر لیں گے (عمل کرنا چھوڑ دیں گے)

الفاظ و معانی :

مؤخرۃ الرحل: زین کا پچھلا حصّہ
ھل تدری : کیا تو جانتا ہے
لا یُعذّب: عذاب نہ دیا جائے
اُبشّر: میں خوشخبری سنا دوں
فیتکلوا : تو وہ تکیہ کرنے لگیں۔

مقصود :

توحید پر یقین اور شرک سے اجتناب اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہے کہ اللہ ایسے موحد کو عذاب سے دور رکھتا ہے اور اس پر خاص کرم فرماتا ہے۔ اللہ نے جس طرح توحیدِ بلا شرک کو بندہ پر فرض کیا ہے اسی طرح خالص موحد کا حق اپنے لئے یہ طے کر کیا ہے کہ وہ اسے عذاب سے بچائے گا اور آتشِ دوزخ اس کے لئے حرام ہوگی۔

مگر صرف اللہ کو بلا شرکتِ غیرے معبود مان لینا اور ذہنی طور پر اس کا یقین کر لینا کافی نہیں ہوتا۔ اقرارِ توحید کے بعد اس کا عملی ثبوت دینا بھی ضروری ہو جاتا ہے اس لئے عبادات اور فرائض کی ادائیگی یقینِ توحید کی تکمیل کرتی ہے۔ رسول اللہ ؐ نے اسی لئے فرمایا کہ صرف اللہ کو ایک مان لینا اس وقت تک قابلِ اجر اور عذابِ دوزخ سے نجات کا سبب نہیں بن سکتا جب تک حکمِ خداوندی کے مطابق عمل نہ کیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کا تعلق صرف ذہنی وفکری اور نظریہ سے نہیں ہے بلکہ عمل اور احکامِ ربانی کی تعمیل اصل مقصود ہے۔

(۲۱)

وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جبتک میں اس کے لئے اس کے باپ اور اس کے لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لا یؤمن: مومن نہیں ہو سکتا۔ — احدکم: کوئی ایک تم میں سے

اکون: ہو جاؤں میں۔ — احب: زیادہ محبوب

مقصود:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار ہدایت کی ہے کہ رسولؐ کی پیروی اور اتباع کے بغیر فلاح اور نجات کی کوئی دوسری راہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اتباعِ رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنا اتباع قرار دے دیا اور اپنی پسندیدگی اتباعِ رسول پر موقوف کر دی۔ یہ کہ وہ محبت بھی محض لفظی اور زبانی نہ ہو بلکہ قلبی اور روحانی ہو جس پر اعمال کا وزن اور اس کی قدر و قیمت کا انحصار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے حسنِ عمل اور تحصیل اجر کے لئے اپنی محبت کو اصل قرار دیا ہے۔ کیونکہ عالم ظاہری اور اس عالم کون و فساد میں اللہ پر ایمان بالغیب ہے جس کی تکمیل حُبِ رسولؐ سے ہوتی ہے۔ اور رسولؐ کی ہر نقل و حرکت اور ہر لفظ اللہ کی ہدایت پر منحصر ہوتا ہے۔

تاریخ اسلام بھی اس کی شاہد ہے کہ دورِ نبویؐ اور اس کے بعد اسلامی دورِ مثالی میں اسلام قبول کرنے کے بعد تمام دنیوی رشتے بیکار اور بے اثر ہو جاتے تھے۔ دورِ حاضرہ اور مستقبل کے لئے حُبِ رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ کو اختیار کر کے ہی مسلمان کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہیں۔

(۲۲)

وَعَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُہٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ

Marfat.com

قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت انس رض روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور معاذ رض آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے معاذ تو انہوں نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول آپ کی خدمت مبارک میں آپ نے فرمایا اے معاذ! تو انہوں نے کہا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول آپ کی خدمت مبارک میں تین بار (آپ نے فرمایا) تو آپ نے فرمایا جو شخص اس کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی (دوسرا معبود) نہیں اور یقینا محمد اللہ کے رسول ہیں صدق دل سے تو اس پر حرام کر دی ہے اللہ نے آگ (دوزخ) تو عرض کیا (معاذ نے) اے اللہ کے رسول کیا میں خبر نہ کر دوں لوگوں کو وہ خوش ہو جائیں تو آپ نے فرمایا (نہیں) تب تو لوگ تکیہ کر لیں گے (سہارا لے لیں گے) اسلئے خبر کی اس کی معاذ نے اپنے مرتے وقت گنہگار ہونے کی وجہ سے (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

ردیف: ساتھ بیٹھا ہوا پیچھے بیٹھا ہوا۔ الرحل: سواری

لبیک: حاضر ہوں آپ کے پاس سعدیک: مبارک ہیں آپ۔ خدمت اقدس۔

تاثما: گنہگاری کی وجہ سے۔ گنہگار ہونے کے خوف سے۔

Marfat.com

مقصود:

اس سے پہلے اسی مضمون کی روایت ہوچکی ہیں کہ صدقِ دل سے اللہ کی ذات کو بلا شرکتِ غیرے تسلیم کرلینے کے بعد نجات کا وعدہ کیا گیا ہے مگر رسول اللہؐ نے اس کے اعلان سے اس لئے منع فرمادیا تھا کہ انسانی نفسیات یہ ہیں کہ جب اسے کہیں بہانہ مل جاتا ہے تو وہ عمل کو زحمت سمجھ کر باز رہنے کی تدبیریں اختیار کرنے لگتا ہے۔

اس سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اسلام میں صرف نظریاتی اور ذہنی وفکری حیثیت کو اہمیت نہیں جب تک اس یقین کے ثبوت میں اعمال نہ ہوں۔

تیسری بات یہ کہ رسول اللہؐ کے ہر قول اور ہر عمل کو دوسروں کے سامنے بیان کردینے کا ہر مسلمان مکلف ہے اسی لئے حضرت معاذؓ نے مرتے وقت اس خیال سے کہ کہیں اس حدیث مبارکہ کو روایت نہ کرنے کی وجہ سے میں گناہ میں ملوث نہ ہوجاؤں اسے بیان کردیا۔

(۲۳)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَھُوَنَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَکَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِھٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں۔ آپؐ سپید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے۔ پھر (دوبارہ) میں گیا تو

Marfat.com

آپؐ جاگ گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی ایسا نہیں ہے بندوں میں کہ جس نے کہا لا الٰہ الا اللہ (صدق دل سے) پھر اسی پر مرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا خواہ زنا کیا ہو اور خواہ چوری کی ہو۔ میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو خواہ چوری کی ہو؟ تو فرمایا خواہ اس نے زنا کیا خواہ چوری۔ پھر میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو خواہ چوری تو آپؐ نے فرمایا خواہ زنا کیا ہو خواہ چوری ابوذر کی ناک خاک آلود ہو (پیار بھری تہدید) اور ابوذرؓ جب بیان کرتے تھے اس حدیث کو تو "ابوذرؓ کی ناک خاک آلود ہو" کو بھی کھلم کھلا بیان کر دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معنی:

اتیتُ: میں حاضر ہوا۔ میں گیا۔ — ثوب: کپڑا۔ (چادر)

ابیض: سپید — نائم: سونے والا۔ سوئے ہوئے۔

قد استیقظ: جاگ گئے۔ — ان سرق: اگر چوری کرے خواہ چوری کرے۔

مقصود:

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرارِ توحید کس قدر اہم ہے کہ اس پر استقامت اور مضبوطی سے جمار ہنے کی صورت میں عذابِ دوزخ سے نجات مل جاتی ہے۔

مگر اس کے اصل معنی اور مقصود یہ ہے کہ جو مومن اللہ اور رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد مستحکم طور سے توحید پر قائم رہے اس سے کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ وہی شخص ایسے شنیع جرم و گناہ کر سکتا ہے جس کو اللہ پر یقین نہ ہو یا وہ یادِ الٰہی کو فراموش کر دے ایسی صورت میں اللہ پر یقین کس طرح مستحکم ہو سکتا ہے۔

(۲۴)

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ

Marfat.com

اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص گواہی دے کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے وہ ایک ہے اس کا کوئی (دوسرا) شریک نہیں ہے اور بے شک محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور یقیناً عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

اور اس کے رسول کی لونڈی کے بیٹے اور اللہ کا کلمہ ہیں جسے ڈالا (اللہ نے) مریم کی جانب اور اللہ کی بھیجی ہوئی روح ہیں اور یہ کہ جنت اور دوزخ حق (سچ) ہیں تو داخل کرے گا اسے جنت میں اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہوں (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

عبد اللہ: اللہ کا بندہ القھا: ڈالا اسے

کلمۃ: اللہ کی عنایت کردہ معجزاتی صلاحیت امۃ: لونڈی۔کنیز

سے پیدا ہوتے ہی گفتگو کرنے والے۔

خطاب حضرت عیسیٰؑ

روح منہ: اللہ کی طرف سے ڈالی ہوئی روح۔

خطاب حضرت عیسیٰؑ

مقصود:

اس حدیث نبویؐ سے چند امور کا پتہ چلتا ہے:

(۱) ایک تو یہ کہ توحید بلا شرک نجات کا سبب ہے کیونکہ جو اللہ کو قادر مطلق اور علیم وخبیر جانتا ہے اس سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔

(۲) دوسری توحید کی تکمیل کے لئے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا

Marfat.com

بندہ جاننا خصوصاً حضرت عیسیٰ ؑ کو جن کی پیدائش معجزاتی طور پر بغیر باپ کے کنواری اور محترمہ مریم ؑ کے بطن سے ہوئی بجائے انہیں اللہ کا بیٹا یا شریک خداوندی سمجھنے کے اللہ کا بندہ سمجھا جائے۔

(۳) تیسری بات یہ کہ دینِ محمدی میں دوسرے انبیاء کرام ؑ کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ وہ سب اپنے اپنے وقت میں اللہ کی طرف سے مبعوث کئے گئے اور سب کے لئے ہدایات اللہ نے ہی نازل فرمائیں۔

ان مذکورہ امور پر یقین رکھنے سے ہی توحید و تصدیق کی تکمیل ہوتی ہے اس لئے جو مندرجہ بالا حدیث کے مطابق صدقِ دل سے ایمان لائے گا تو وہ اعمالِ صالحہ ہی کرے گا اور جنت کا حقدار ہوگا۔

(۲۵)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِاُبَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهٗ فَقَبَضْتُ يَدِیْ فَقَالَ مَالَكَ يَا عَمْرُو قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ يُّغْفَرَ لِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْحَدِيْثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْاٰخَرُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِیْ سَنَذْكُرُهُمَا فِیْ بَابَیِ الرِّيَاءِ وَالْكِبْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پھر میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ ؐ) آپ اپنا سیدھا

Marfat.com

ہاتھ پھیلائیے تاکہ میں اس پر بیعت کروں (ایمان لاؤں) تو آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ۔ آپؐ نے فرمایا اے عمرو کیا ہو گیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ شرط کروں تو آپؐ نے فرمایا کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ مجھے بخش دیا جائے ۔ آپؐ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں اے عمرو! کہ یقیناً اسلام مٹا دیتا ہے ان گناہوں جو اس سے پہلے کئے گئے اور بےشک ہجرت ختم کر دیتی ہے اس سے پہلے کو اور حج ختم کر دیتا ہے اس سے پہلے اعمال کو ۔ (مسلم نے یہی بیان کیا) اور دو حدیثیں روایت کی گئی ہیں ابوہریرہؓ سے جو دی گئی ہیں "انا اغنی الشرکاء" والی شرک کے بارے میں اور دوسری روایت "الکبریاء ردائی" کہ ہم ذکر کریں گے ان دونوں دو بابوں کبر و ریاء میں اگر اللہ نے چاہا

الفاظ و معانی :

اُبْسُط : کھولئے ۔ بڑھائیے	یمینک : اپنا دایاں ہاتھ ۔
فلا بایعک : تو میں بیعت کرونگا آپ کی ۔	قبضتُ : میں نے کھینچ لیا ۔
مالک : تجھے کیا ہو گیا ۔	اَما علمتَ : کیا تجھے علم نہیں ہے ۔

مقصود :

اس حدیث نبویؐ میں اسلام لانے کی ترغیب اس طرح کی گئی کہ تین اعمال ایسے ہیں کہ ان کے ارتکاب کے بعد اس سے پہلے کئے گئے برے کاموں کی سزا اللہ تعالےٰ معاف کر دیتا ہے ۔

(۱) اگر کوئی اسلام قبول کرے تو اللہ کے نزدیک وہ اتنا پسندیدہ کام ہے کہ اللہ اسلام لانے والے کے گزشتہ قصور اور گناہ معاف فرما دیتا ہے ۔

(۲) دوسرے ہجرت ہے کہ کوئی مومن صرف رضاء معبود اور حکم رسول کے مطابق ترکِ وطن کرے تو اس مہاجر کے گزشتہ اعمال بد بھی بخش دیئے جائیں گے ۔

(۳) تیسرے جو شخص حج بیت اللہ صحیح ارکان اور خلوصِ نیت سے کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پیدا

Marfat.com

ہونے والا بچہ معصوم ہوتا ہے۔

لیکن غور سے دیکھا جائے تو اس میں اولیت اسلام قبول کرنے کو ہے کیونکہ بعد والے دونوں اعمال صالحہ اسلام کی بنیاد پر ہی اس اجر کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

باب اثبات عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر کا ثبوت

(۲۶)

١٧ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ يُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ (آپؐ نے) فرمایا مسلمانوں سے جب سوال کیا جاتا ہے قبر میں تو وہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بیشک محمد رسول ہیں اللہ کے۔ تو اس بارے میں فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ ثابت قدم رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو محکم بات کے ساتھ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی۔ اور ایک روایت میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپؐ نے "ثابت قدم (جما) رکھتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے محکم بات کے ساتھ" کہ یہ آیت قبر کے عذاب کے بارے میں اتری۔ اس سے کہا

Marfat.com

جاتا ہے کہ کون ہے تیرا رب تو وہ (مردہ) کہتا ہے میرا رب (تو) اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اِذَا: جب

سُئِلَ: سوال کیا جاتا ہے۔ پوچھا جاتا ہے۔

یَشْهَدُ: وہ گواہی دیتا ہے

یُثَبِّتُ اللّٰہُ ثابت قدم رکھتا ہے اللہ۔ جمار کھتا ہے اللہ۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: ایمان والوں

قَوْلِ الثَّابِتِ: محکم بات

نَزَلَتْ: اتری۔ نازل ہوئی۔

مَنْ رَّبُّكَ: کون ہے تیرا معبود۔

رَبِّیْ: میرا معبود۔ میرا رب

نَبِیِّیْ: میرا نبی

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آخرت کی کھیتی فرمایا ہے کہ انسان جو کھیتی میں بوتا ہے وہی کاٹتا ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ "جو اچھے کام کرتا ہے تو اس کا فائدہ خود اسی کو پہنچتا ہے اور جو برے کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔"

ہم جب فرمانِ خداوندی پر غور کرتے ہیں تو اپنی زندگی میں ہی اس کے اثرات، فائدے اور نقصانات کی صورت میں دیکھتے ہیں کہ دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک آخرِ کار خود اسے فائدہ پہنچاتا ہے اسی طرح بدسلوکی خود اس کے نقصانات کا سبب بن جاتی ہے۔

نیکی اور بدی کے بارے میں اگر ذرا بھی سوچا جائے تو ہم پر واضح ہوتا ہے کہ نیکی کا سب سے پہلا فائدہ ہمیں اپنے قلبی اطمینان اور مسترت کے ذریعہ فوری طور پر مل جاتا ہے اس کے ذریعہ وہ بہترین نعمت اطمینان وسکون کی ہمیں میسّر آجاتی ہے جو بے پایاں دولت سے بھی حاصل نہیں ہوتی اور جسے حاصل کرنے کے لئے ہر شخص اپنی استطاعت اور مقدرت کو کام میں لاتا ہے مگر وہ اسے اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتی سوائے نیکی اور حسن سلوک کے۔

ہر روز انسان ایک نہ ایک وقت سونے پر مجبور ہوتا ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ اس کا

Marfat.com

تمام جسم اس کے اختیار سے باہر ہو جاتا ہے گویا وہ ہر روز مرتا ہے اب اس حالت میں نیکیاں اس کے اطمینان وسکون کا سبب بن جاتی ہیں اور برائیاں اسے کسی آن چین نہیں لینے دیتیں اور یہ عمل ہر روز جاری رہتا ہے جس کے زیرِ اثر نیک سکون وطمانیت محسوس کرتے اور بُرے بے سکونی، پریشانی اور اذیت محسوس کرتے ہیں۔

اسی اصول کو سامنے رکھ کر ہم آسانی سے آخرت بارے میں اپنی عقل سے اندازہ کر سکتے ہیں. یہ تو ہوا اس کا عقلی پہلو اب ایمان اور ایقان کے زاویہ کے ذریعے جب اس پر غور کرتے ہیں تو ایمان لانے کے بعد کلام ربانی اور ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سب سے محکم اور صادق رہنما ہیں جن کے ذریعہ قبر میں اترنے کے بعد حساب اعمال کی کیفیت کو تسلیم کرنا لازم آجاتا ہے اس لئے اس حدیث میں رسول اللہؐ نے دنیوی زندگی میں نیک اعمال اختیار کرنے کی جانب مؤمنوں کو متوجہ فرمایا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے اللہ کے معبود ہونے اور خود حضورؐ کی نبوت پر ایمان ہی اسے دنیا میں بھی کامیاب اور بامراد کر سکتا ہے اور آخرت میں اسکی کامیابی، سکون اور اطمینان کا سبب بن سکتا ہے۔

اس کا دوسرا پہلو یہ کہ بُرائیاں اور فرمانِ خدا ورسولؐ سے سرکشی، عدم توجہ اور نافرمانی دنیا اور آخرت میں ناکامی، بے اطمینانی اور عذاب کا سبب بن جاتی ہے۔

۲۷

۱۱۸/۲ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّۃِ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکَافِرُ فَیُقَالُ لَہٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا

Marfat.com

يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَ يُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً بندہ جب رکھ دیا جاتا ہے اس کی قبر میں اور لوٹ جاتے ہیں اس سے اس کے ساتھی تو بیشک وہ سنتا ہے آواز (دھمک) ان کے جوتوں کی۔ آتے ہیں اس کے پاس دو فرشتے پھر اسے بٹھادیتے ہیں اور کہتے ہیں دونوں کہ تو کیا کہتا تھا اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو مؤمن کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے اس سے کہ دیکھ اپنے ٹھکانے جہنم کی طرف تبدیل کردیا ہے اللہ نے (تجھے) اس کے سبب وہ ان دونوں کو اچھی طرح دیکھتا ہے لیکن منافق اور کافر سے کہا جاتا ہے کہ تو کیا کہتا تھا اس شخص کے بارے میں پس وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے پھرتے تھے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ جانا اور نہ پڑھا اور اسے مارا جاتا ہے لوہے کے گرزوں سے۔ وہ چلاتا ہے جسے سنتے ہیں جن اور انسانوں کے سوا سب۔

(بخاری و مسلم، اور اس کے الفاظ بخاری کے ہیں)

الفاظ و معانی:

وُضِعَ: رکھ دیا جاتا ہے۔

تَوَلّٰی: منہ موڑ لیتے ہیں۔ لوٹ جاتے ہیں۔

اَصْحَاب: ساتھی۔

لَيَسْمَعُ: تو وہ سنتا ہے۔

قَرْعٌ: دھمک۔ پاؤں کی چاپ

نِعَال: جوتوں

مَلَكَان: دو فرشتے

يُقْعِدُ: وہ بٹھایا جاتا ہے۔

يَقُوْلَانِ: دونوں کہتے ہیں۔

كُنْتَ تَقُوْلُ: تو کہتا تھا۔

Marfat.com

هٰذَا الرَّجُلِ: اس شخص — اُنْظُرْ: تو دیکھ۔ دیکھ لے۔

وَلَا تَلَيْتَ: اور نہ تو نے پڑھا۔

بِمَطَارِقَ: گرزوں سے — مِنْ الحَدِيْدِ: لوہے کے۔

صَيْحَةً: پیخ — مَنْ يَلِيْهِ: اس کے پاس۔

مَقْعَدَكَ: اپنی بیٹھک۔ اپنا ٹھکانہ — قَدْ اَبْدَ: بچالیا ہے۔ تبدیل کردیا ہے۔

لَا اَدْرِي: میں نہیں جانتا — لَا دَرِيْتَ: تو نے نہ جانا۔

مقصود:

دنیا کی زندگی میں انسان جو اعمال کرتا ہے اس کے اثرات سے بچ نہیں سکتا اور وقت گزرنے کے باوجود اس کے نتائج سے بے نیاز اور بے خبر نہیں رہتا کوئی کسی کے کام کو دیکھے نہ دیکھے لیکن اس فعل کا کرنے والا اپنے ہر کام کی کیفیت سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور لاکھ بھلانا چاہے مگر وہ اسے بھلا نہیں سکتا۔

اسلام نے قرآنی احکام اور سنتِ رسول ﷺ کے ذریعہ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ سب انسانی فائدے اور اس کے قلبی اطمینان کا سبب ہیں اور جن کاموں سے روکا ہے وہ تمام اس کے لئے نقصان اور اذیت کا سبب ہوتے ہیں۔

اسلام کے آخری اور مکمل دین ہونے کی دوسری وجوہ کے علاوہ سب سے موثر اور مدلل وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان احکام پر عمل ہے جسے ہم سنت کہتے اور جو خوش نصیب اپنی زندگی کی کٹھن راہ میں اسے پیشِ نظر رکھتے ہیں ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔

حدیث بالا میں اس حقیقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کا وقت آنے سے پیشتر یوں ارشاد فرمایا کہ مومن اس کو سامنے رکھ کر زیادہ مطمئن اور دوسرے اپنی زندگی کی کامیابی کے لئے اسے اپنا راہنما بنالیں کہ آخرت کا اجر اور عذاب سے نجات صرف اس طرح حاصل ہوسکتی ہے کہ اللہ کو معبودِ حقیقی ماننے کے بعد اس کے آخری نبی کی سنت کو اپنا لائحہ عمل بنالیا جائے تو ایسا انسان عذابِ آخرت و جہنم سے نجات پاسکتا ہے۔

Marfat.com

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آخرت میں نجات اگر حاصل ہو سکتی ہے تو صرف اتباعِ سنت کے ذریعہ کیونکہ سنت عین توضیح و تفسیر قرآن ہے اور اس پر عمل نجاتِ آخرت کا ضامن ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ منافق کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور اسے بھی کافروں کی طرح عذاب دیا جائے گا۔

۲۸

۹۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک تم میں سے کوئی مرتا ہے تو پیش کیا جاتا ہے اس کا ٹھکانہ صبح اور شام اگر ہوتا ہے وہ جنتی تو جنتیوں کا ٹھکانا اور اگر دوزخی ہے تو دوزخیوں کا ٹھکانا پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن تجھ کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اَحَدُكُمْ: کوئی تم میں سے — اِذَا مَاتَ: جب مر جاتا ہے

عُرِضَ: پیش کیا جاتا ہے — اَهْلِ النَّارِ: دوزخی۔ جہنمی۔

مَقْعَدُكَ: تیرا ٹھکانا — يَبْعَثَكَ اللّٰهُ: اٹھائے گا اللہ

مقصود:

افلاطون نے کہا تھا کہ مصیبت تو ایک ہوتی ہے مگر اس کا تصوّر اور ہول اس سے بڑھ

Marfat.com

کر مصیبت ہوتی ہے۔" حدیثِ بالا پر اگر اس قول کو مطابق کیا جائے تو ظاہر ہے کہ عذابِ آخرت ایک حقیقت ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن میزانِ عدل میں انسانی اعمال کا وزن کرنے کے بعد جزاء و سزا کی خبر دی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ کسی پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا بلکہ جزاء و سزا کا عمل عین عدل کے ساتھ انجام پائے گا اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ انسان کا ہر عضو اپنے اعمال کی گواہی دے گا اس لئے اس بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ نیکیوں اور برائیوں کی جزاء و سزا کم و بیش ہوگی۔ قیامت کا دن تو دور ہے اس زندگی میں ہی ہم خود اپنے اعمال کو محفوظ کرتے جا رہے ہیں اور کسی کو خبر ہو یا نہ ہو ہمیں اپنے اعمال کا پورا حال معلوم ہے تو پھر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ علیم و خبیر ذاتِ خداوندی سے ہمارے نیک و بد اعمال پوشیدہ رہیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نیکی کا سب سے بہتر پھل یہ ہے کہ ہمیں اس سے ایسی مسرت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے جو بے شمار وسائل اور دولت سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح برائیوں اور بد اعمالیوں سے جو اذیت اور دکھ ہم کو پہنچتا ہے اسے اپنے ذرائع اور وسائل استعمال کرنے کے بعد ہم کم نہیں کر سکتے۔ یہ عمل خود ہماری دنیوی زندگی میں جاری و ساری ہے تو جب انسان موت کے ساتھ اپنے عمل کی قوت کھو بیٹھتا ہے اس وقت برے اعمال پر اس کی اذیت کس قدر دردناک ہو سکتی ہے۔

حدیثِ بالا سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ نیکی اور بدی دونوں اپنے اثرات کے لحاظ سے برحق ہیں اور سزاءِ آخرت سے بچنے کی جب سبیل ہی باقی نہ رہے تو اذیت ناک وقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے آنے سے پہلے جب کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا انسانوں کو نیک اعمال کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

(۲۹)

۱۲۰/۴ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ

Marfat.com

عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی پھر وہ قبر کے عذاب کا ذکر کرنے لگی پھر وہ کہنے لگی کہ اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ تو حضرت عائشہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عذابِ قبر کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا ہاں! قبر کا عذاب حق ہے۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپؐ نے کبھی نماز پڑھی ہو مگر یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگتے۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

یَهُوْدِیَّةٌ: ایک یہودی عورت — دَخَلَتْ: اندر آئی۔ پاس آئی

فَذَكَرَتْ: تو ذکر کرنے لگی — اَعَاذَكِ: تجھے بچائے۔ تجھے پناہ دے۔

صَلّٰی صَلٰوةً: نماز پڑھی۔ — تَعَوَّذَ: پناہ مانگتے۔

مقصود:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل امت کے لئے بہترین نمونہ ہے اس لئے حضورؐ کا ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگنا ایسی سنّت قرار پا گیا جو امت کے لئے بہترین رہنما بن گیا۔

ہر کام کا انجام ہی اس کے بہتر اور بدتر ہونے کی دلیل ہوتا ہے اس لئے سنّتِ رسولؐ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا ایک طرف نجات طلبی کے لئے اتباعِ سنّت ہے اور دوسری طرف نیک اعمال کرنے کی طرف توجہ دلانا اور برائیوں سے بچنے کی سبیل بھی ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ نمازِ پنجگانہ ہر روز پانچ وقت ہمیں برائیوں اور بے حیائیوں سے بچانے کا جو ذریعہ ہے وہاں اپنے انجام پر نظر رکھنے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب بھی ہے۔

اگر اس سنّت پر عمل کیا جائے تو دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے مگر یہ سب کچھ توفیقِ خداوندی پر منحصر ہے۔ اسی بنا پر عذاب سے پناہ مانگنا دراصل اللہ کے کرم اور نوازش اور رسول اللہ ﷺ کی سنّت پر عمل کے ذریعہ ہماری دنیا اور آخرت سنوارنے کی کامیاب کوشش ہو سکتی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو مقصدِ زندگی پورا ہو۔

(٣٠)

١٢١/٥ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنو نجار کے ایک باغ کے پاس آپ ایک خچر پر سوار تھے اور ہم آپ کے ساتھ تھے جب کہ اس (خچر) نے شوخی شروع کر دی اور تقریباً ایسا ہو گیا کہ وہ آپ کو گرا دے اور جبکہ وہاں قبریں تھیں چھ یا پانچ تو آپ نے فرمایا کہ کون جانتا ہے ان قبر والوں کو ایک شخص نے کہا میں (جانتا ہوں) آپ نے فرمایا یہ کب مرے تھے۔ اس نے کہا شرک (کی حالت) میں تو آپ فرمانے لگے یہ امت آزمائی جاتی ہے قبروں میں تو اگر اس کا ڈر نہ ہو کہ تم انہیں دفن نہ کرو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا تاکہ تم کو سنایا جائے عذاب قبر جو میں سن رہا ہوں۔ پھر آپ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمانے لگے تم پناہ مانگو اللہ سے عذاب قبر کے بارے میں انہوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی قبر کے عذاب سے فرمایا تم پناہ مانگو اللہ سے فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور چھپے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ انہوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ کی ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ آپ نے فرمایا پناہ مانگو اللہ سے پناہ مانگو دجال کے فتنے سے۔ انہوں نے کہا ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ سے دجال کے فتنے سے (مسلم)

الفاظ و معانی:

حَائِط: باغ۔ صحن۔ میدان

بَغْلَۃ: خچر

حَادَت: بدکنے لگا۔ بدلگامی کرنے لگا

فَکَادَتْ: تو قریب ہو گیا۔

تُلْقِیہ: گرا دے آپ کو

اَقْبُرٌ: قبریں

مَتٰی: کب

لَدَعَوْتُ: تو میں دعا کرتا

اَنْ یُسْمِعَکُمْ: کہ سنائی جائے تمہیں

اَسْمَعُ مِنْہُ: اس سے (قبر سے) سن رہا ہوں۔

تَعَوَّذُوا: تم پناہ مانگو

مَا بَطَنَ: جو پوشیدہ ہو۔

فِتْنَۃِ الدَّجَّال: دجال کا فتنہ

مقصود:

عذاب قبر حق ہے جیسا کہ دوسری احادیث نبوی سے ظاہر ہے اور یہ عذاب شرک کے

Marfat.com

علاوہ منافقت اور بداعمالیوں کی پاداش میں ہر اس انسان کو دیا جاتا ہے جو اپنی عقل اور سوجھ بوجھ سے بھی اللہ کی قدرتِ کاملہ اور خالقیت کی شان دیکھتے ہوئے توحید کا منکر ہوتا ہے یا پھر دنیوی منفعت یا کسی فاسد نفسانی خواہش کی وجہ سے بظاہر زبان سے کلمہ شہادت پڑھتا ہے مگر دل سے اس پر یقین نہیں رکھتا یا پھر وہ لوگ جو قبولِ اسلام کے بعد جزاء وسزائے آخرت کا پورا یقین نہ رکھنے کے سبب حرام کاریوں اور فسق وفجور میں پھنسے رہتے ہیں اس طرح وہ کلمہ تشہد کے اقرار باللسان کے بعد قلبی تصدیق سے محروم رہ کر اپنے لئے عذاب آخرت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ سے جہاں عذاب قبر کی وضاحت فرمائی وہاں عذابِ قبر سے بچنے کے لئے وہ کلمات بھی ارشاد فرمائے جن کے ذریعہ بارگاہِ خداوندی سے عذاب سے بچنے کی تدبیر بھی بطور سنّت امّت کو بتلادی تاکہ اس کو سامنے رکھ کر ایک جانب مؤمن اپنے معبودِ حقیقی سے پناہ طلب کرے اور دوسری جانب اس عذاب سے بچنے کی جد وجہد جاری رکھ سکے۔

حدیث بالا سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ ظاہری اور باطنی طور پر خود کو اللہ کی پرسش اور جواب دہی کے لئے ہر مؤمن کو آمادہ رہنا چاہیئے۔ اور ہر اس فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے جو خلل ایمان کا سبب ہو۔

Marfat.com

بَابُ الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب و سنّت کو مضبوطی کیساتھ پکڑے رہنے کا بیان

(۳۱)

۱۳۲ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے نئی بات نکالی ہمارے حکم (دین) میں جو اس میں نہ ہو تو وہ مردود ہے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اَحْدَثَ: نئی بات نکالی — اِمْرِنَا: ہمارے حکم۔ دین۔ احکام خدا و رسول ؐ

مَا لَيْسَ: جو نہ ہو۔

فَهُوَ رَدٌّ: تو وہ بے ممنوع۔ تو وہ ہے مردود۔ قابلِ ترک۔

مقصود:

اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان لانے کے بعد ان کے احکام کی بجا آوری فرض ہو جاتی ہے۔ قرآن نے جامع انداز میں احکام بتائے جن کی تفسیر و توضیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی احادیث کے ذریعہ اور کہیں اپنے عمل (سنّت) کے ذریعہ فرما دی۔ اس کے بعد اُمتِ مسلمہ کے لئے کتاب و سنّت دائمی لائحہ عمل قرار پا گئے اور اس سے تجاوز معصیت قرار دیدیا گیا۔

حدیث بالا میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ؐ کی جانب سے یہ حدیث

Marfat.com

روایت کی جس کے ذریعہ انہوں نے بدعت کے دروازے بند کر دینے کی تاکید فرمائی تاکہ نفسانی خواہشات یا ذاتی مقاصد وغیرہ کے لئے دین اسلام میں اس کی تکمیل کے بعد ہر نئی بات کو دین کہہ کر شامل کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی مذمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کو پیش کرتے ہوئے اسے مردود قرار دے دیا اور اُمتِ مسلمہ کو تاکید کی کہ احکامِ ربانی اور سنتِ رسول کے خلاف کوئی نئی بات دین کہہ کر اختیار نہ کی جائے بلکہ کتاب و سنت کو ہی عین دین سمجھا جائے۔

اس لئے اگر ہم ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ کو سامنے رکھ کر کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہیں تو یہی ہماری نجات کا سبب بن سکتا ہے۔

۳۲

۱۳۳/۲ وَعَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حمد و ثنا) کے بعد بہترین کلام اللہ کی کتاب (قرآن) ہے اور بہترین رہنمائی محمدؐ کی رہنمائی ہے اور بدترین چیز نئی نکالی ہوئی چیز ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم)

الفاظ و معانی:

خَیْرُ الْحَدِیْثِ: بہترین کلام — خَیْرُ الْھَدْیِ: بہترین راہ بہترین راہنمائی

مُحْدَثَاتُھَا: نئی نکالی ہوئی بات — ضَلَالَۃٌ: گمراہی

Marfat.com

مقصود:

اہلِ ایمان کی رہنمائی کے لئے اوّلیت کلام اللہ کو حاصل ہے یہ وہ کلام ہے جس نے انسانی زندگی کے لئے قطعی احکام متعین فرما دیئے۔ اسلام میں کتاب اللہ (قرآن حکیم) کو احکام نکالنے کے لئے سب سے پہلا محکم ذریعہ بتایا گیا ہے اور وہی ہماری رہنمائی کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ مگر چونکہ قرآن کے احکام جامع ہیں اس لئے اس کی وضاحت اور تعبیر و تفسیر رسول اللہ ﷺ کا منصب قرار دیا گیا اس لئے حدیثِ نبوی ہو یا سنّت رسول اللہ کوئی جداگانہ قانون نہیں بلکہ قرآنی اور خداوندی احکام کی زبانی اور عملی تفسیر و توضیح ہے۔ اب چونکہ قرآن کے نکات اور احکام کا پوری طرح سمجھنا ہر ایک کے لئے ممکن نہیں اس لئے اس کی تعبیر اور مفہوم کو زبانی وضاحت کے ذریعہ یا عمل کر کے بتانا رسول اللہ کا منصب ہے گویا قرآن کے بعد جو احکام واجب التعمیل ہوں وہ سنّتِ رسول اللہ ﷺ ہے اسی لئے حضور ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق اس کا اظہار خود فرمایا کہ بہترین راہ اور راہنمائی وہ ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے بیان کیا یا اس پر عمل کیا۔ اس لئے قرآن و سنّت دو جداگانہ ہدایات نہیں بلکہ ہر حکم کی حکمت اور اس کے ہر پہلو کو حدیث و سنّت واضح کرتی ہے۔ اور اسی قرآن و سنّت کے ذریعہ انسانی راہنمائی کا کام مکمل کر کے اللہ تعالیٰ نے تکمیلِ دین فرما دی۔

ان دونوں مرکزِ ثقل و کشش کو چھوڑ کر اگر کوئی بات دین کے احکام کی حیثیت سے پیش کرتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک قابلِ قبول نہیں کیونکہ جب حضور ﷺ کی حیاتِ مقدسہ میں دین مکمل ہو گیا اور راہنمائی کے لئے دو چراغ قرآن و سنّت موجود و برقرار رہیں تو احکامِ اسلام کے بارے میں پھر کسی نئی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے حدیثِ بالا کے آخری حصّہ میں واضح الفاظ میں ہر نئی بات کو بدعت ہی نہیں فرمایا بلکہ اسے گمراہی قرار دے دیا۔

(۲۳)

۱۳۴/۳ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِى الْحَرَامِ وَمُبْتَغٍ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِّيُهْرِيْقَ دَمَهٗ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں اللہ کے نزدیک (۱) کج روی کرنے والا اور (۲) تلاش کرنے والا اسلام میں جاہلیت کا طریقہ (۳) اور ناحق طلب کرنے والا مسلمان کا خون کہ وہ اسے بہائے (بخاری)

الفاظ و معانی:

اَبْغَضُ: سب سے زیادہ قابلِ نفرت

مُلْحِدٌ: کج روی کرنے والا۔ دین کی راہ میں ٹیڑھی چال چلنے والا۔

مُبْتَغٍ: پسند کرنے والا۔ تلاش کرنے والا — سُنَّۃَ الْجَاهِلِيَّةِ: زمانہ جاہلیت کے طریقے

مُطَّلِبُ: چاہنے والا۔ مانگنے والا — دَمُ: خون۔

اُمْرِءٍ: شخص — لِيُهْرِيْقَ: تاکہ بہائے۔

مقصود:

اسلام میں کج روی اور صراطِ مستقیم سے ہٹ کر کوئی راہ نہیں جو اللہ کی پسندیدہ ہو اس لئے حضور نبی کریمؐ نے حدیث بالا میں تین قسم کے آدمیوں کو اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور قابلِ نفرت قرار دیا۔

۱۔ وہ شخص جو اسلام میں کج روی اور من مانی تاویلات کرے جن کا احکام کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ سے تعلق نہ ہو بلکہ اسلام کے نام پر اپنی نفسانی خواہشات کے لئے نئی باتیں اختیار کرے اور لوگوں کو گمراہ کرے تو ایسا شخص بدعتی ہی نہیں بلکہ ملحد ہے جو اسلام کے

Marfat.com

علاوہ کسی دوسرے راستہ پر چلتا ہے۔

۲۔ دوسرا وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد جو احکام قرآنی اور سنتِ رسول اللہ ؐ کے بجائے زمانۂ جاہلیت کے طریقے اختیار کرے جبکہ اسلام اُن ہی کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔

۳۔ تیسرا وہ شخص جو کسی ذاتی عداوت کے سبب کسی مسلمان کا خون بہانے کے حیلے بہانے تلاش کرتا ہو تاکہ اس کا خون بہائے۔ ان حالات میں رسول اللہ ؐ نے خونِ مسلم کو ماہِ حرام کی طرح قابلِ احترام قرار دے دیا تھا بلکہ ایک مسلمان کے لئے اس کے خون کی طرح اس کی عزت کو بھی قابلِ احترام قرار دے دیا تھا۔

اس لئے مذکورہ حدیث میں بدعتی اور اسلام کا نام لے کر نئی راہیں پیدا کرنے والے کو زمانۂ جاہلیت کے طریقے اختیار کرنے والے اور خونِ مسلم کو بہانے والے کی طرح اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ قرار دے دیا۔

۳۴

۱۳۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام میری امت والے داخل ہوں گے جنت میں سوائے اس کے جس نے قبول نہ کیا (صحابہ رضؓ کی طرف سے) کہا گیا کس نے قبول نہ کیا؟ تو فرمایا جس نے اطاعت کی میری وہ داخل ہوا جنت میں اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے قبول نہ کیا۔

الفاظ و معانی:

کُلُّ: تمام۔ سب کے سب　　اُمَّتِیْ: میری اُمت

Marfat.com

یَدْخُلُوْنَ: داخل ہو جائیں گے۔ اَبیٰ: انکار کیا۔ قبول نہ کیا۔
مَنْ اَطَاعَنِیْ: جس نے اطاعت کی میری مَنْ عَصَانِیْ: جس نے نافرمانی کی۔

مقصود:

حدیث و سنتِ رسول احکام خداوندی کی طرح واجب عمل ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرمائی۔ چنانچہ فرمایا گیا۔" رسول اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا بلکہ جب اس کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے تو وہ اس وحی کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے"۔
مذکورہ آیت گو قولِ رسول اور حدیثِ نبوی کے بارے میں ایک قطعی دلیل ہے پھر دوسرے مقام پر عملِ رسول کے بارے میں ارشاد ہوا" جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔
مذکورہ دلائل کو سامنے رکھ کر رسول اللہ نے خود فرمایا کہ جو لوگ اسلام میں میری احادیث اور سنت کے علاوہ خود نئے طریقے اختیار کریں گے وہ اسلام لانے کے باوجود اپنی خود ساختہ باتوں کو اسلام میں داخل کریں گے جبکہ عملِ رسول تکمیلِ دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا تو پھر بدعت اور مسلمہ عملِ رسول سے روگردانی گویا رسول اللہ پر ایمان لانے کا انکار ہے اس لئے ایسے لوگ جو اس طرح اطاعتِ رسول سے انکار کریں گے جنت سے محروم رہیں گے۔

(۳۵)

۱۳۶/۵ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَتْ مَلٰٓئِکَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ نَآئِمٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِکُمْ ھٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَہٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَآئِمٌ وَّقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَآئِمَۃٌ وَّالْقَلْبَ یَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُہٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَّجَعَلَ فِیْھَا مَاْدُبَۃً وَّبَعَثَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَاْدُبَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْکُلْ مِنَ

Marfat.com

الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اِنَّ لِهَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّ الْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ سوئے ہوئے تھے۔ تو وہ کہنے لگے کہ بے شک تمہارے اس صاحب کی ایک مثال ہے تو اسے بیان کرو تو کہا ان میں سے کچھ نے کہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور کچھ نے کہا کہ یقیناً آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے تو وہ کہنے لگے اس کی مثال ایک (ایسے) آدمی کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اور اس میں کھانا تیار کیا ہے اور بھیجا ہے بلانے والے کو جس نے بلانے والے کو مانا گھر میں داخل ہو گیا اور کھانا کھالیا اور جس نے بلانے والے کو نہ مانا وہ گھر میں داخل نہ ہوا اور اس نے کھانا نہ کھایا۔ فرشتوں نے کہا اس کو بیان کرو تاکہ سمجھیں بعض نے کہا کہ بے شک آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار ہے پھر انہوں نے کہا گھر سے مراد جنت ہے اور بلانے والے محمد ہیں تو جس نے اطاعت کی محمد کی تو اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے نافرمانی کی محمد کی اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور محمد فرق کرنے والے ہیں لوگوں کے درمیان (بخاری)

الفاظ و معانی:

مَلٰئِكَةٌ: فرشتے
نَائِمٌ: سونے والے۔ سوئے ہوئے
اَلْعَيْنَ: آنکھ
اَلْقَلْبُ: دل
يَقْظَانُ: بیدار۔ جاگتا ہوا
بَنٰى: بنایا
دَارٌ: ایک گھر
مَأْدُبَةً: کھانا
بَعَثَ: بھیجا
دَاعِيًا: ایک بلانے والا

Marfat.com

لَمْ یُجِبْ : بالکل نہ مانا۔ قبول نہ کیا
اُدْعُهَا: اسے بیان کرو۔ اس کی وضاحت کرو۔
یَفْقَهْهَا: اسے سمجھے
فَرَقٌ: فرق کرنے والے۔ الگ الگ کرنے والے۔

مقصود:

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث مبارکہ ارشاد فرما کر قرآن کی اس آیت کی تفسیر و توضیح فرمائی ہے کہ "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اس حدیث سے ایک بات تو یہ واضح ہو جاتی ہے کہ رسول کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔

دوسری اہم بات یہ کہ رسول اللہ کا فرستادہ اور منصب رسالت پر فائز ہوتا ہے اس لئے اس کا حکم عین حکم خداوندی ہوتا ہے اس لئے جو رسول کو اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا داعی سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ کا مقرر کردہ اور بھیجا ہوا ہے تو وہ اس کے حکم کو عین حکم خداوندی جان کر اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلتے ہیں اور گھر یعنی جنت میں پہنچ کر وہاں عطیات، انعامات اور نعمتیں کھاتے ہیں اور جو رسول کی رسالت اور دعوت کو قبول نہیں کرتے وہ جنت کی نعمتوں اور اجر آخرت سے محروم رہتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ اطاعتِ رسول ہی اسلام لانے والوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے کہ جس نے حکم خداوندی کے مطابق فرمان و عمل رسول کو عین حکم خدا سمجھا وہ کامیاب ہو گیا اس لئے سنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہنا کامیابی اور فلاح دارین کا ذریعہ ہے۔

(۳۶)

۱۳۷/۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ

Marfat.com

اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا وَّ قَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّھَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشٰکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقٰکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں (امہات المومنین) کے پاس آئے اور پوچھنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں ۔ پھر جب خبر دی گئی اس بارے میں تو گویا انہوں نے کم جانا پھر وہ کہنے لگے کہ ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا نسبت ہے اور (کیسے) بخش دیئے ہیں اللہ نے ان کے پہلے والے اور بعد والے گناہ۔ ایک کہنے لگا ان میں سے کہ نماز پڑھا کروں گا تمام رات اور کہا دوسرے نے میں روزے رکھا کرونگا ہر روز ہمیشہ اور اسے افطار نہ کروں گا اور کہا تیسرے نے میں عورتوں سے الگ رہا کروں گا اور شادی نہ کروں گا کبھی۔ پھر آگئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اور فرمانے لگے تم لوگوں نے کہا ہے ایسا ایسا خبردار رہو کہ اللہ کی قسم یقیناً میں بہت ڈرتا ہوں اللہ سے تمہاری بہ نسبت اور زیادہ تقویٰ کرتا ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں اور سوتا (بھی) ہوں اور نکاح بھی کیا ہے عورتوں سے تو جس نے روگردانی کی میری سنت سے وہ مجھ سے نہیں ہے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

رَھْطٌ: شخص
اَزْوَاج: بیویاں
تَقَالُّوْھَا: کم جانا اسے
مَا تَقَدَّمَ: جو گزر چکا۔ گزشتہ

Marfat.com

اُصَلِّی: میں نماز پڑھوں گا — اُصُوْمُ: روزہ رکھوں گا۔

لَا اُفْطِرُ: افطار نہ کروں گا — اِعْتَزِلُ: الگ رہوں گا

لَاَخْشٰکُمْ: زیادہ ڈرتا ہوں تم سے — اَتْقٰکُمْ: زیادہ تقویٰ کرتا ہوں تم سے

اَصُوْمُ: میں روزہ رکھتا ہوں — اَرْقُدُ: سوتا ہوں میں

اَتَزَوَّجُ: میں نکاح کرتا ہوں — رَغِبَ: روگرداں ہوا۔ پھر گیا۔

مقصود:

اسلام میں ترکِ دنیا کی اجازت نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں اور صلاحیتیں اپنے خاص کرم سے عنایت فرمائیں اور ان سے لطف اندوز ہونے کے لیے بے شمار نعمتیں دنیا میں پیدا کیں اس لئے ان کا مصرف یہ کہ انسان ان سے فائدہ حاصل کرے ورنہ تخلیق کائنات کا منشا پورا نہیں ہوتا اور یہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناسپاسی اور ناشکرگزاری ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جہاں ناداری کی حالت میں صبر پسندیدہ صفت ہے وہاں حصولِ نعمت کے بعد اس کا شکر ادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کو اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ پسند ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث مبارکہ کے ذریعے ترکِ دنیا سے منع فرمایا اور کھلے طور پر اُمتِ مسلمہ کو بتا دیا کہ اعتدال کے ساتھ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے استفادہ بھی آخرت میں بہترین اجر کا سبب بن جائے گا۔

اسی کے ساتھ ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار فرمایا جو ترکِ لذات اور ترکِ دنیا کو روحانی ترقی اور اسلام کی پیروی سمجھتے ہیں۔

اس کا ایک پہلو یہ بھی واضح ہے کہ ہر کام اور عمل میں اعتدال اور درمیانہ روی اختیار کرنا اسلامی تعلیمات اور سنتِ رسول سے عین مطابق اور ترقیٔ درجات کا سبب ہے۔

(۳۷)

۱۳۸ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْئِ اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا پھر اس میں آپؐ نے رخصت دی تو اس سے پرہیز کیا ایک جماعت نے۔ پہنچ گئی یہ بات رسول اللہ علیہ وسلم تک۔ تو آپ نے خطبہ دیا پھر اللہ کی حمد بیان کی اس کے بعد فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا کہ وہ پرہیز کرتے ہیں ان باتوں سے جسے میں کرتا ہوں تو قسم ہے اللہ کی میں زیادہ جانتا ہوں اللہ کو ان کی بہ نسبت اور میں زیادہ ڈرتا ہوں اس (اللہ) سے ان کے مقابلہ پر (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

فَرَخَّصَ: تو اجازت دے دی۔ اختیار دے دیا۔ فَتَنَزَّهَ: تو انہوں نے پرہیز کیا۔ معمجھنے لگے۔

قَوْمٌ: ایک جماعت۔ کچھ لوگ۔ ایک گروہ — مَا بَالُ: کیا حال ہے

يَتَنَزَّهُوْنَ: بچتے ہیں — اَصْنَعُهٗ: میں کرتا ہوں

اَشَدُّهُمْ: اور ان سے زیادہ ہے۔ — خَشْيَةً: خوفِ خدا

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر بھیجا تھا اور ساتھ ہی آپ تمام دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے اور چونکہ تکمیلِ دین آپ ہی کی تعلیمات اور سنت کی وجہ سے ہوئی اس لئے اس کا تمام انسانوں کے لئے نمونہ بننا لازم تھا۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ مختلف مقامات اور آیات میں غافل انسانوں

کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ارشاد فرمائی۔ کبھی فرمایا گیا "رسول کی زندگی تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے"۔ کبھی ارشاد ہوا "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" اس لئے انسانوں کے لئے اگر کوئی بہترین رہنمائی ملتی ہے تو صرف رسول اللہؐ کی حیاتِ مقدسہ اور سنت میں۔ جس میں ہر حالت اور موقع پر زندگی گزارنے کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ اب اگر کوئی دنیا کو اس لئے چھوڑ بیٹھے کہ وہ اسے فسق و فجور میں مبتلا کرتی ہے تو یہ پست اخلاقی اور اپنی کمزوری ہے ورنہ ہر کام اور ہر چیز کا اعتدال اور درمیانہ روی سے استعمال انسان کی بڑی فضیلت ہے اور ترکِ دنیا تو خود احساسِ کمتری کی علامت ہے کہ وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتا۔ اس لئے اتباعِ سنّت سے گریز دراصل ترقی نہیں بلکہ تنزل کا سبب ہے۔

مرحوم جگر مراد آبادی نے اسی مطلب کو کس لطیف پیرایہ میں ادا کیا ہے۔

اس حُسنِ برق وش کے دل سوختہ ہمیں ہیں
شعلوں سے بھی جو کھیلیں، دامن کو بھی بچائیں

(۳۸)

١٣٩/٨ وَعَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْ لَا تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْئٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْئٍ مِّنْ رَّاْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت ہے کہ تشریف لے آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) میں اور وہ کھجوروں کو تابیر کرتے تھے تو آپؐ نے فرمایا تم کیا کرتے ہو تو انہوں

Marfat.com

نے عرض کیا ہم سب ایسا ہی کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ شاید تم ایسا نہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہو۔ اس لئے انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو اس (کے پھل) میں کمی آگئی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ذکر کیا اس کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا بیشک میں ایک انسان ہوں جب میں حکم دوں تم کو کسی چیز کا تمہارے دین کے معاملہ میں تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جب میں کہوں تم سے اپنی رائے کے بارے میں تو یقیناً میں (اس حالت میں) ایک انسان ہوں (مسلم)

الفاظ و معانی:

قَدِمَ: تشریف لائے۔

یُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ: پھول ایک دوسرے پر ڈالتے تھے۔ شادی کرتے تھے۔

مَاتَصْنَعُوْنَ: تم کیا کرتے ہو۔ — لَعَلَّکُمْ: شاید کہ تم ہو سکتا ہے کہ تم

فَنَقَصَتْ: تو کمی آگئی۔ — فَذَکَرُوْا: تو ذکر کیا انہوں نے

اِذَا اَمَرْتُکُمْ: جب حکم دوں تمہیں۔ — اَمْرِ دِیْنِکُمْ: تمہارے دین کے معاملہ میں

فَخُذُوْا: تو اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ تو جم جاؤ اس پر

مِنْ رَّاْیٍ: اپنی ذاتی رائے سے

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے لئے نمونہ بتایا اور مختلف حالات میں آپؐ سے بشری جبلت کا اظہار بھی کرا دیا تاکہ غافل اور تغافل پیشہ انسانوں کو یہ بہانہ نہ مل جائے کہ آپؐ دوسرے انسانوں سے مختلف کوئی دوسری مخلوق تھے اور اسی کو بہانہ بنا کر وہ آپؐ کے اتباع سے جی چرانے نہ لگیں۔ آپؐ زخمی ہو گئے تو آپؐ کا خون بھی بہا۔ آپ بھوکے رہے تو اس زحمت سے بچنے کے لئے شکم مبارک پر پتھر بھی باندھے مگر دوسروں کے لئے صبر کا ایسا نمونہ چھوڑ گئے جو رہتی دنیا کے لئے بہترین نمونہ بن گیا۔

حاصل کلام یہ کہ اللہ نے جو دین آپؐ کے ذریعہ مکمل فرمایا اسے اپنی ہدایات اور احکام کے ذریعہ راہِ حیات استقامت کے ساتھ بسر کرنے کے لئے بحیثیت دین مکمل کر دیا اس لئے دینی ہدایات اور احکامِ اسلام کے علاوہ انسانی حیثیت سے دنیا داری میں جو حالات پیش

Marfat.com

آیئں ان کے لئے آپ کی ذاتی اور جزوی رائے کو صرف آپؐ کی بشریت ثابت کرنے کے لئے ضروری قرار نہ دیا کیونکہ اسلام آسان دین ہے البتہ برائیوں سے بچانے اور نیکیوں کی جانب خصوصی توجہ مبذول فرمائی۔

حدیث بالا سے جو بات ہمارے لئے اہم ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ حلال وحرام اور اوامر ونواہی کا اہتمام اور اس پر ثابت قدمی ضروری ٹھہرادی گئی تاکہ انسان برائیوں سے بچے اور دوسروں کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرکے خود اپنی تباہی کے اسباب پیدا نہ کرے اور احکام خداوندی اور سنتِ رسول اللہؐ کے ذریعہ تعمیری خدمات انجام دے اور تخریب سے بچتا رہے۔

۳۹

۴۹ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَا قَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَآئِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَہْلِہِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَآئِفَۃٌ مِّنْہُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَہُمْ فَصَبَّحَہُمُ الْجَیْشُ فَاَہْلَکَہُمْ وَاجْتَاحَہُمْ فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری مثال اس چیز کی مثال کی طرح ہے جس کو دے کر اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے ایک (ایسے) آدمی کی

Marfat.com

مانند ہے کہ وہ آتا ہے ایک قوم کے پاس اور کہتا ہے کہ یقین جانو کہ میں نے ایک لشکر دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے اور میں تمہیں ڈرانے والا ہے لاگ ہوں (ننگا) تو جلدی کرو جلدی کرو تو قوم میں سے ایک گروہ نے اس کی اطاعت کی تو وہ چلے گئے آہستگی سے رات میں پس وہ چھٹکارا پا گئے اور ان میں سے ایک گروہ نے جھٹلایا تو وہ اپنے ٹھکانہ پر رہے تو صبح کے وقت حملہ کر دیا ان پر لشکر نے پھر ان کو ہلاک کر دیا اور انہیں جڑ سے اکھیڑ پھینکا تو یہ بات مثال ہے اس شخص کی جس نے میری اطاعت کی اور پیروی کی اس کی جو میں لے کر آیا ہوں اور مثال اس کی جس نے میری نافرمانی کی اور جھٹلایا اسے جو میں لے کر آیا ہوں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

بَعَثَنِيَ اللّٰهُ: اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا   الجیش: لشکر

بِعَیْنِي: اپنی آنکھ سے

النَّذِیرُ: ڈرانے والا۔ عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا۔

فَالنَّجَاءَ: جلدی کرو۔ بچو   فَاَطَاعَهُ: اطاعت کی، کہنا مان لیا۔

فَادْلَجُوا: تو راتوں رات چلے گئے۔   فَانْطَلَقُوا: تو بچ گئے۔ نجات پا گئے۔

كَذَّبَتْ: جھٹلایا   فَصَبَّحَهُمْ: تو صبح کو کر دیا۔ صبح حملہ کر دیا۔

اجتاحهم: انہیں جڑ سے اکھیڑ پھینکا۔   مَاجِئْتُ: جو میں لے کر آیا ہوں۔

مقصود:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے نبی بنا کر بھیجا تھا کہ آپ لوگوں کو عذاب سے ڈرائیں۔ تمام انبیاء کرامؑ بھی اپنے اپنے زمانۂ بعثت میں ان امتوں کو عذاب خداوندی سے ڈراتے رہے۔

جب بعثت نبویؐ پر نظر کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہی حکم نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ حکم دیا کہ "اپنے قریبی عزیزوں کو عذاب خداوندی سے ڈرائیں"؛ اس لئے آپ نے بعثت کے شروع میں ہی اہل قریش کو جمع کر کے پہلے اپنی صداقت اور سچ بولنے کی تصدیق کرائی جب سب نے آپؐ کی صداقت کی گواہی دے دی اور اس پر یقین کا اظہار کر دیا تو آپؐ نے انہیں آنے والے عذاب الٰہی

Marfat.com

سے ڈرایا جس کے زیرِ اثر کچھ خوش نصیب تو ایمان لائے باقی جنہوں نے نہ مانا وہ آخر کار اپنے کیفرِ کردار کو پہنچے۔

حدیثِ بالا میں اس طرف واضح اشارہ ہے کہ عذاب و ثواب آخرت سے جو انکار کرے گا اور نبی کے ذریعہ انہیں جو خبر دی جا رہی ہے اگر اسے تسلیم نہ کرے گا وہ آخر کار تباہ و برباد ہو کر رہے گا کیونکہ نبی کا کام تو خبر دے دینا ہے اس کے بعد حجّت مکمل ہو جاتی ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہو جاتا ہے۔

(۴۰)

١٤٢/١٠ وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم مثلي كمثل رجل استوقد نارا
فلما اضاءت ما حولها جعل الفراش وهذه
الدواب التي تقع في النار يقعن فيها وجعل
يحجزهن ويغلبنه فيتقحمن فيها فانا آخذ بحجزكم
عن النار وانتم تقحمون فيها هذه رواية
البخاري ولمسلم نحوها وقال في
آخرها قال فذلك مثلي ومثلكم انا آخذ
بحجزكم عن النار هلم عن النار هلم عن النار
فتغلبوني تقحمون فيها ۔ (متفق عليه)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری مثال اس شخص کے مانند ہے جس نے جلائی آگ پھر جب اس نے روشن کر دیا اپنے آس پاس کو پروانوں اور ان جانوروں نے جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنا شروع کر دیا وہ اس پر غالب آتے ہیں اور آگ میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں تمہاری کمریں پکڑ کر آگ میں داخل ہونے سے روکتا ہوں اور تم اس

Marfat.com

یں داخل ہوتے ہو (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے اور اس کے آخر میں آپؐ نے فرمایا میری اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ میں تمہاری کمریں پکڑتا ہوں آگ سے بچانے کے لئے اور کہتا ہوں میری طرف آؤ۔ آگ سے بچو! میری طرف آؤ آگ سے بچو! اور تم مجھ پر غالب آتے ہو اور اس میں داخل ہوتے ہو۔

الفاظ و معانی:

مَثَلِی: میری مثال

اِسْتَوْقَدَ نَارًا: روشن کرتا ہے آگ۔ آگ جلاتا ہے۔

فَلَمَّا: پھر جب — اَضَاءَتْ: وہ روشن کر دیتی ہے۔

مَاحَوْلَهَا: اپنے آس پاس کو — الفراش: پتنگے۔ پروانے

اَلدَّوَابُّ: جانور — تَقَعُ: گرتے ہیں

جَعَلَ یَحْجُزُهُنَّ: ان کو روکنے لگا۔ روکنا شروع کیا۔

یَغْلِبْنَهٗ: اس پر غالب آگئے

فَیَتَقَحَّمْنَ: ٹوٹ کرنے لگے۔ — اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ: تمہاری کمریں پکڑتا ہوں۔

اَنْتُمْ: تم — تَقَحَّمُوْنَ: داخل ہوتے ہو۔ گھس جاتے ہو۔

نَحْوُهَا: اس طرح — هَلُمَّ: بچو

فَتَغْلِبُوْنِیْ: تو تم غالب آجاتے ہو مجھ پر

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں فرمایا جب تک ان کے لئے کسی نبی کو نہیں بھیجا اور اس نبی نے انہیں احکام خداوندی بتا کر خود اپنے عمل سے اس کی وضاحت اور عملی مثال پیش نہ کر دی اس پر بھی وہ قوم نہ سدھری تو اسے عذاب سے ڈرایا گیا وہ پھر بھی باز نہ آئے اور اپنی بدکاری سے نہ رکے تو اس گمراہ قوم پر عذاب نازل کیا گیا تاکہ انکی بداعمالیاں دوسروں تک نہ پہنچیں اور ان کے عبرتناک انجام سے دوسرے عبرت حاصل کریں۔

اس نظام الٰہی کو سامنے رکھ کر جب ہم حدیث بالا پر غور کرتے ہیں تو اس سے یہ واضح

Marfat.com

ہوتا ہے کہ حضورؐ نے نورِ نبوت کو آگ بتایا جو ان لوگوں کے لئے رحمت ہے جو اس کی حرارت اور اثر سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی کے ساتھ یہ ہدایات خداوندی جو رسول اللہؐ کے ذریعہ نازل کی گئیں قوم اور مخاطب لوگوں کے لئے اس وقت عذاب بن جاتی ہیں جب وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

ممنوعات اور نواہی اپنے احکام کے ذریعہ اسی وقت ہدایت کا ذریعہ بن سکتے ہیں کہ انسان ان باتوں سے باز رہے جن سے رک جانے کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ نے فرمایا اس طرح ممنوعات اور ناجائز کاموں سے احتراز اور پرہیز ایمان کو تازہ کرتا اور احکامِ خداوندی کی تعمیل کے لئے آمادہ رکھتا ہے۔

دوسری بات اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوئی کہ حرام کام دہکتی آگ کی طرح ہیں جن سے بچ کر ہی زندگی کی راہ میں صحیح سمت معلوم ہوتی ہے۔

آخر میں حضورؐ کا یہ فرمانا کہ روکتا ہوں مگر وہ میرے قابو سے باہر ہو کر خود آگ میں کود پڑتے ہیں دراصل امتِ مسلمہ کے مستقبل کے بارے میں اس خدشہ کا اظہار ہے کہ کہیں یہ نورِ ہدایت ان کی غفلت اور نافرمانی کے سبب ان کی تباہی کا سبب نہ بن جائے۔

اس مثال کو ارشاد فرماتے ہوئے حضورؐ نے گمراہ انسانوں کو پتنگوں، پروانوں اور جانوروں سے مشابہ کیا تاکہ انسان اپنی حقیقت جانے اور جانور کی طرح خود کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔

۱۴

۱۴۲ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ الْغَیْثِ الْکَثِیْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْکَلَاَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَادِبُ اَمْسَکَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ

Marfat.com

مِنْهَا طَائِفَةٌ أُخْرٰى إِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ أُرْسِلْتُ بِهٖ ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثال اس کی جس کے لئے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے ہدایت اور علم ہے جس کی مثال بہت بارش (بادل) کی طرح ہے جو زمین تک پہنچی تو تھا اس میں ایک ٹکڑا اچھا اس نے پانی کو قبول کر لیا پھر اس نے گھاس اگائی خشک اور تر بہت زیادہ اور تھا اس میں ایک ٹکڑا سخت کہ اس نے تو اس پانی کو ٹھہرا رکھا تو فائدہ بخشا اللہ نے اس کے ذریعہ پھر انہوں نے اسے پیا اور سیراب ہوئے۔ اور انہوں نے کھیتی کی۔ اور پہنچا زمین کے ایک ٹکڑے کو مگر وہ چٹیل تھا اس نے نہ روکا پانی کو اور نہ گھاس اگائی تو یہ مثال اس شخص کی ہے جس کو سمجھ نصیب ہوئی اللہ کے دین کی اور جس چیز کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے تو اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا تو اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں کو علم دیا اور مثال اس شخص کی جس نے اس کے لئے سر نہ اٹھایا اور قطعی قبول نہ کیا ہدایت کو جسے دے کر میں بھیجا گیا ہوں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

الھدیٰ: ہدایتیں	اَلْغَیْثُ: بارش۔ بادل
اَصَابَ: پہنچا۔ برسا	طَیِّبَۃٌ: اچھا۔ بہتر
الکلاءُ: گھاس	العُشْبُ: سبز گھاس
اَجَادِبُ: سخت زمین	اَمْسَکَتْ: روک لیا۔ ٹھہرا لیا۔
فَشَرِبُوا: ان سب نے پیا	سَقَوا: سیراب ہوئے

Marfat.com

زَرَعوا: انہوں نے کھیتی کی
قِیْعَانٌ: چٹیپڑ
فَقُهَ: سمجھا
عَلِمَ: علم حاصل کیا۔
عَلَّمَ: دوسروں کو تعلیم دی۔
لَمْ يَرْفَعْ: قطعی نہ اٹھایا۔
راساً: سر
لَمْ يَقْبَلْ: بالکل قبول نہ کیا۔

مقصود:

دنیا میں تمام انسان برابر نہیں ہوتے ان میں ذہین بھی ہوتے ہیں اور غبی بھی خوش نصیب اور بدنصیب سب طرح کے لوگ ہوتے ہیں مگر انہیں اللہ نے ایک دوسرے سے بالکل مختلف صلاحیت دے کر پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود ترقی کرتے جد و جہد جاری رکھتے ہیں تو ترقی کر جاتے ہیں اور جو کاہل اور ناکارہ رہتے ہیں وہ پست سے پست تر ہوتے جاتے ہیں جیسے سورج کی کرنیں سب تک یکساں پہنچتی ہیں مگر کہیں اس سے پھول کھلتے میوے اور اناج پکتے ہیں اور کہیں ناکارہ پڑی ہوئی زمین غلیظ ہو کر بدبو دینے لگتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں ہدایاتِ ربانی کو بارش سے مثال دے کر واضح فرمایا کہ جو اپنی پوری توجہ ان ہدایات کی طرف رکھتا اور اسے محفوظ رکھتا ہے کامیاب اور بامراد ہو جاتا ہے اور جو اسے پوری طرح اپنی زندگی میں اسے سمو دیتا اور دوسروں تک اسے پہنچا کر انہیں فائدہ پہنچاتا ہے وہ بھی نقصان رساں نہیں ہوتا بلکہ اس سے دوسروں کو بہر حال فائدہ پہنچتا ہے تیسرا گروہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے کہ وہ تعلیمات کو بالکل حاصل نہیں کرتا بلکہ ضائع کر دیتا ہے اس پر ہدایات کا قطعی اثر نہیں ہوتا تو وہ ایک بنجر زمین کی طرح کھاری اور ناقابلِ نمو بن جاتا ہے۔

اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ خوش نصیب وہی شخص ہے جس کے دل میں گداز ہو اور جو ہدایات کو خوش دلی سے قبول کر کے خود اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مفید و کارآمد بنے۔

(۴۲)

۱۴۳/۱۲ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ
وَقَرَأَ إِلَى وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ
رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكَ الَّذِينَ
سَمَّاهُمُ اللهُ فَاحْذَرُوهُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ تلاوت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "وہی اللہ ہے جس نے نازل کی تیری طرف کتاب۔ اس میں آیات ہیں محکم" اور آخر تک پڑھی کہ "نصیحت حاصل نہیں کرتے اس سے مگر عقل والے"۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تو دیکھے اور مسلم میں ہے کہ جب تم دیکھو ان لوگوں کو کہ متشابہ آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام رکھا ہے۔ اُن سے بچتے رہو۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

تَلَا: تلاوت فرمائی — اَنْزَلَ عَلَيْكَ: نازل کیا تجھ پر

مُحْكَمٰتٌ: وہ آیتیں جو مدارِ دین اور احکام پر مبنی ہیں۔

قَرَأَ: پڑھا

اُولُوا الْاَلْبَابِ: عقلمند — يَتَّبِعُوْنَ: پیچھے پڑے رہتے ہیں۔

مَا تَشَابَهَ: جو متشابہ ہیں جن کا مطلب واضح نہیں۔

سَمّٰهُمُ: نام رکھا ہے اللہ نے

فَاحْذَرُوْهُمْ: تو بچتے رہو۔

مقصود:

حدیث بالا قرآن حکیم کی اس آیت کی توضیح ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آیاتِ قرآنی کو دو میں تقسیم فرمایا ہے۔ ایک وہ آیات جو "محکم" کہلاتی ہیں اور جن سے مراد آیاتِ احکام لیے جاتے ہیں جن کا مطلب صاف اور واضح ہوتا ہے اور یہی آیات دینِ اسلام کا مدار اور مرکز ہوتی ہیں۔

Marfat.com

دوسری قسم "متشابہ" آیات کی ہے جن کے بارے میں کرید کرنا اور ان کے مطالب معلوم کرنیکی اجازت نہیں دی گئی۔ ایک وجہ تو اس کی یہ ہے کہ ان پر عمل منحصر نہیں ہوتا دوسرے ان کے مطالب واضح نہیں ہوتے اور ان میں دو طرح کی متشابہات ہوتی ہیں ایک وہ جن کے معانی قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتے مثلاً الٓمٓ دوسرے وہ جن کے معانی تو معلوم ہوتے مگر ان کی کیفیت معلوم نہیں ہوتی مثلاً "اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے" اب اس پر غور کرنا کہ وہ کیسا، کتنا بڑا ہے اور اس کی کیا کیفیت ہے ممنوع قرار دے دیا گیا۔

اسی قرآنی ممانعت اور توضیح رسول اللہ کے بعد جو لوگ ایسا کریں تو انہیں قرآن نے فتنہ گر فرمایا ہے اور ایسے ہی فتنہ گروں سے بچنے کی تاکید رسول اللہ نے حدیث مذکورہ میں فرمائی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ ایک ایسے شخص کو جو مدینہ منورہ میں متشابہات کی کرید کر رہا تھا حضرت عمر فاروق نے سخت سزا دی تھی اور اسے باہر نکالنے کے بعد اس کے وطن میں رہنے والے مسلمانوں کو خبردار کر دیا تھا کہ اس سے کوئی بات نہ کرے اور میل جول چھوڑ دیا جائے۔

(۴۳)

۱۴۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ ھَجَّرْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَیْنِ اخْتَلَفَا فِیْ اٰیَۃٍ فَخَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْرَفُ فِیْ وَجْہِہِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِاخْتِلَافِھِمْ فِی الْکِتَابِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا کہتے ہیں تو سنی آوازیں دو شخصوں کی جو دونوں اختلاف کر رہے تھے ایک آیت کے بارے میں تو باہر آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اور ظاہر تھا آپ

Marfat.com

کے چہرہ پر غصہ پھر فرمایا قطعی طور پر ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے کتابِ الٰہی میں اختلاف کے سبب (مسلم)

الفاظ و معانی:

هَجَّرْتُ: میں دوپہر کو گیا　　　اَصْوَاتَ: آوازیں

رَجُلَيْنِ: دو مرد، دو شخص

يُعْرَفُ: سمجھا جا رہا تھا۔ نظر آ رہا تھا۔ ظاہر تھا۔

وَجْهِهٖ: آپ کے چہرہ سے　　　اَلْغَضَبُ: غصہ

مقصود:

حدیث بالا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کا علم ہوتا ہے کہ متشابہات وغیرہ کے بارے میں من مانی تاویلات اور اپنی عقل کا استعمال علاوہ ازیں اپنی عقل منوانے کیلئے بحث و مباحثہ کرنا غلط ہے اسی لئے مفسرین کرام اور علماء عظام نے تفسیر کلام اللہ کے بارے میں یہ طے کر دیا ہے کہ قرآنی آیات کی تفسیر و توضیح میں اپنی ذاتی اپج کو لانا حرام ہے جسے اصولِ تفسیر کی اصطلاح میں "تفسیر بالرائے" کہا جاتا ہے بلکہ یہ ضروری قرار دے دیا کہ صحابہؓ اور تابعین و تبع تابعینؒ نے قرآن حکیم کی جو تفسیر کی ہے اس کا ماخذ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے واسطے سے درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ خود رسول اللہؐ کے دور میں بھی تمام صحابہؓ کو تفسیر کلام اللہ کے لئے ان صحابہ عظام سے رجوع کرنا پڑتا تھا اس لئے حضورؐ نے کلام اللہ کے بارے میں مناقشات اور اختلافات کو ناپسند فرما کر اس کی تاکید فرمائی کہ اس بارے میں ذاتی خیال اور تحقیق کو دخل دینا غلط ہے۔

(۴۴)

۱۴۵/۱۴ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِی الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ

Marfat.com

اَجْلِ مَسْاَلَتِہٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے پوچھا کسی چیز کے بارے میں جو حرام نہیں تھی لوگوں کے لئے لیکن حرام ہوگئی اس کے سوال کرنے کی وجہ سے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اَعْظَمَ: سب سے بڑا — جُرْمًا: جرم

لَمْ یُحَرَّمْ: بالکل حرام نہ تھی — عَلَی النَّاسِ: لوگوں کے لئے

اَجَلِ: وجہ — مَسْاَلَتِہٖ: اس کے پوچھنے سے

مقصود:

اسلام سادہ اور آسان دین ہے اور حضورؐ نے بار بار اس بارے میں ارشاد فرمایا کہ دین میں آسانیاں تلاش کرو۔ سختیاں اختیار نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں کسی کام یا چیز کے بارے میں قطعی ممانعت نہ آئی ہو اور اسے قرآن و سنّت نے حرام قرار نہ دیا ہو اور اس کے اختیار کو مباح کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مباحات کا دائرہ بہت وسیع ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہیں کہ ہم زیادہ تر مباحات کو اختیار کرتے ہیں۔ مگر یہ کیسی بدنصیبی ہے کہ اب ہم کرید کرید کر مباحات کے لئے ایسے پہلو تلاش کرنے لگے ہیں کہ ان کو ناجائز قرار دے دیا جائے اس لئے ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکورہ کی رُو سے کوئی دینی خدمت نہیں بلکہ ایک طرح سے بڑا جرم ہے۔

حدیث رسول اللہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپؐ کا فرمانا "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" آسانیاں تلاش کرو اور سختیاں پیدا نہ کرو اس دور میں کس قدر بے معنی ہو کر رہ گیا ہے اور ہر روز کرید کر سختیاں اختیار کی جا رہی ہیں تو کیا یہی منشائے رسول اکرمؐ تھا اس پر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

۴۵

۱۴۶/۱۵ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ
یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَ
لَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَ اِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں فریب دینے والے جھوٹے ہوں گے۔ وہ لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں جن کو سنا نہ ہوگا۔ تم نے اور نہ تمہارے گزشتہ بزرگوں نے تو تم ان سے بچو اور بچو ان سے کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں تمہیں نہ ڈال دیں (مسلم)

الفاظ و معانی:

دَجَّالُوْن: دھوکہ دینے والے — کَذَّابُوْن: جھوٹ بولنے والے
یَاْتُوْنَکُمْ: وہ لائیں گے تمہارے پاس — لَمْ تَسْمَعُوْا: تم نے قطعی نہ سنا ہوگا۔
آبَاؤُکُمْ: تمہارے باپ، تمہارے بزرگوں۔ — اِیَّاهُمْ: تم بچے رہو اُن سے
لَا یَفْتِنُوْنَکُمْ: تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مقصود:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے من گھڑت اور وضعی و خود ساختہ باتوں کو حدیث رسول اللہ ﷺ کہہ کر بیان کرنے کے لئے امت کو بار بار تاکید سے منع فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کو کہ "جو شخص غلط بات مجھ سے منسوب کرے گا تو اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالیا" اس شد و مد سے بیان کرتے رہے کہ ان احادیث میں شمار کرلی گئی کہ اس کا منکر کافر قرار دے دیا گیا کیونکہ اصولِ حدیث کے لحاظ سے حدیثِ متواتر کا منکر کافر ہے۔

Marfat.com

اس نقطۂ نظر سے ہم اس کی اہمیت محسوس کر سکتے ہیں اور تقریباً اکثر محدثین کرام نے اپنے مجموعۂ احادیث میں دوسری احادیث بیان کرنے سے پہلے اسے اپنی ثقاہت اور اعتبار کے لئے نقل کیا ہے۔

حدیث بالا کو سامنے رکھ کر ہم موجودہ دور میں دیکھیں تو ہمیں بے حد افسوس بلکہ رنج ہوتا ہے کہ بہت لوگ جنہوں نے وعظ گوئی کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے۔ عوام میں اپنی مقبولیت کے لئے اسرائیلیات اور اہل کتاب کے من گھڑت قصوں کو گرمیٔ بازار کے لئے بے دھڑک مسلمانوں کے مجمعوں میں بیان کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ رح نے اصول تفسیر پر "الفوز الکبیر" لکھی اور ایسے مکار واعظوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے انہیں قصّاص یعنی قصہ گو یا داستان گو فرمایا اور ان کے اس رویہ پر سخت تنقید کی ہے۔

حدیث بالا کا ماحصل یہ ہے کہ کسی مسلمان کی یہ جرأت نہ ہونی چاہئے کہ وہ خود ساختہ اور وضعی باتوں کو حدیث رسول اللہ ؐ ظاہر کرے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(۴۶)

۱۴۷/۱۶ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

اور انہی (ابوہریرہ رض) نے کہا اہل کتاب پڑھا کرتے تھے توراۃ عبرانی زبان میں اور اس کی وضاحت عربی میں کیا کرتے تھے مسلمانوں کے لئے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل کتاب کو سچا نہ جانو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہا کرو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل کی گئی ہے ہم پر (کتاب) آیت ..... (بخاری)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

كَانَ يَقْرَؤُونَ: پڑھا کرتے تھے	بِالْعِبْرَانِيَّةِ: عبرانی زبان میں۔
يُفَسِّرُونَهَا: اس کی وضاحت کرتے تھے	لَا تُصَدِّقُوا: سچا نہ جانو۔ تصدیق نہ کرو
لَا تُكَذِّبُوهُمْ: نہ جھٹلاؤ انہیں	اٰمَنَّا: ہم ایمان لائے۔
اُنْزِلَ اِلَيْنَا: نازل کی گئی ہم پر	اَلْاٰيَةَ: قرآنی آیت

مقصود:

قرآن حکیم سے پہلے کئی انبیاء کرامؑ پر اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائی تھیں جن میں تورات، زبور اور انجیل وغیرہ شامل ہیں اور یہ کتابیں اللہ کا کلام ہی تھیں جو ان انبیاءؑ کے زمانہ کی رائج زبانوں میں اس لئے نازل کی گئی تھیں کہ انہیں سمجھنے میں سہولت ہو مثلاً قبلِ اسلام عبرانی کا رواج تھا لیکن بعثت نبوی کے وقت تبدیل ہو چکی تھی اور قرآن چونکہ اس وقت کی سب سے وسیع اور فصیح زبان عربی میں نازل ہوا تھا جو عرب میں اہلِ عرب کی زبان تھی اور اس کے سب سے پہلے مخاطب عرب ہی تھے اس لئے نزولِ قرآن کے بعد جس طرح قبلِ اسلام کی زبانیں تقریباً متروک ہو چکی تھیں اسی طرح گزشتہ صحفِ سماوی کو سمجھنے والا بھی کوئی نہ رہا تھا سوائے چند لوگوں کے۔
قرآن کے اثرات کو محسوس کر کے بنی اسرائیل اہلِ کتاب نے قرآن حکیم کی مخالفت شروع کی تو اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ مسلمان قرآنی ہدایات کے مطابق تورات کو بھی کتاب اللہ تسلیم کرتے تھے اگرچہ وہ نزولِ قرآن کے بعد تحریف اور تبدیلیوں کی وجہ سے منسوخ ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر گزشتہ کتابوں کا "مصدق" قرآن کو بتایا تھا اس لئے منافقین خصوصاً یہود اس سے فائدہ اٹھا کر تورات کے تحریف شدہ حصے اس کی اصلی زبان عبرانی میں مسلمانوں کے سامنے تلاوت کرتے جسے اب کوئی سمجھنے والا نہ تھا اور جب اس کی وضاحت کرتے تو عربی میں تاکہ اس کے مطالب اور ہدایات کو اپنی خود ساختہ توجیہات کے ذریعہ قرآنی ہدایات کے خلاف بیان کر کے عربوں خصوصاً مسلمانوں کو گمراہ کر سکیں۔

ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تورات اگرچہ کتاب اللہ تھی مگر اب اس میں بہت سی تحریفات کر دی گئی ہیں اس لئے اس کتاب سے انکار بھی

Marfat.com

نہ کیا جائے اور نہ اس کی تصدیق کی جائے بلکہ صاف طور پر قرآنی آیت کے مطابق یہ کہہ دیا جائے کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی۔

محققین اور علماء اسلام نے اسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن حکیم نے گزشتہ تعلیمات و ہدایات کی جہاں جہاں تصدیق کی ہے وہ مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول ہے اور جو اس سے ہٹ کر اور جداگانہ پایا جائے وہ مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول نہیں ہے کیونکہ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ تورات کے احکام اس کی تحریف کے سبب منسوخ قرار دے دیئے گئے ہیں اس لئے اب وہ قابلِ قبول نہیں رہے۔ دوسرے قرآن نے احکامِ تورات یا اس کے کسی پہلو کو بیان کیا ہے تو اصل وہی ہے کیونکہ قرآن گزشتہ آسمانی کتابوں کا مصدق ہے۔ اور وہ تمام آسمانی کتابوں میں سب سے زیادہ محفوظ کلامِ ربانی ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

اس کا دوسرا پہلو اسرائیلیات یعنی وہ خود ساختہ انبیاءؑ کے واقعات اور حالات ہیں جو گزشتہ امتوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے گھڑ کر اسے آسمانی کلام بنا دیا ہے۔ اور اسی تحریف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم نازل فرما کر قیامت تک کے لئے اس کی حفاظت کے اسباب پیدا فرما دیئے تھے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو اسرائیلیات سے بچنا چاہئے اور قرآن و احادیث کو اپنے سامنے رکھنا مسلمانوں کے لئے بمنزلہ فرض ہے۔

۴۷

۴۸/۱۷ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

اور اسی (ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی ہے یہی جھوٹا آدمی کیلئے کہ بیان کرنے لگے جو بھی سنے (مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

بِالْمَرْءِ: آدمی کے لئے — يُحَدِّثُ: بیان کرنے لگے

بِكُلِّ: ہرایک۔ ہر بات — مَا سَمِعَ: جو سُنے

مقصود:

اسلام نے اس کی تاکید کی ہے کہ جب تک کوئی بات مصدقہ طور پر معلوم نہ ہو جائے اُسے دوسروں سے بیان نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اسی لئے حدیث مذکور میں انتہائی احتیاط اختیار کرنے کے لئے حکم دیا کہ سُنی سنائی بات اکثر غلط اور جھوٹی ہوتی ہے اسلئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ کسی خبر کے بارے میں پہلے تحقیق کی جائے اور اس کے لئے سب سے پہلے اس کے بیان کرنے والے کو دیکھا جائے کہ وہ سچا اور معتبر ہے یا نہیں پھر اگر وہ سچا ہے تو بھی احتیاط کا تقاضا ہے کہ مزید اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے تاکہ نادانستگی میں کوئی ایسی بات اس کی زبان سے نہ نکل جائے جس کا انجام اچھا نہ ہو۔

حدیث بالا کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خصوصاً خیر و فلاح کے جذبات پیدا کرنے کی جانب متوجہ فرمایا اور بغیر تحقیق کسی بات کے کہنے سے منع فرما دیا۔

۴۸

۱۴۹/۱۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّتِهٖ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی نبی بھیجا گیا اس کی امّت میں مجھ سے پہلے مگر یہ کہ اس کے لئے ہوتے تھے اس کی امّت میں مددگار اور اصحاب مضبوطی اختیار کر لیتے اس کی سنّت میں اور پیروی کرتے اس کے حکم کی یقیناً اس کے بعد والے مخالفت کرتے اور وہ کہتے مگر خود عمل کرتے اس پر جس کا انہیں حکم نہ دیا گیا ہوتا تو جو کوئی ان کے ساتھ جہاد کرے اپنے ہاتھ سے تو وہ ایمان والا ہے اور جو کوئی جہاد کرے ان کے ساتھ زبان سے تو وہ مؤمن ہے اور جو کوئی جہاد کرے ان سے اپنے دل کے ذریعہ تو وہ بھی ایمان والا ہے اور نہیں اس کے علاوہ رائی کے دانے کے برابر ایمان۔

(مسلم)

الفاظ و معانی:

مَا مِن نَبِیٍّ: جب کوئی نبی — قَبْلِی: مجھ سے پہلے

حَوَارِیُّوْنَ: مددگار ہستیاں — اَصْحٰبٌ: ساتھی، ساتھ رہنے والے۔

یَاْخُذُوْنَ: پکڑ لیتے ہیں۔ مضبوطی سے اختیار کرتے ہیں۔

یَقْتَدُوْنَ: پیروی کرتے ہیں۔

تَخْلُفُ: بعد میں آتے ہیں۔ — یَخْلُفُوْنَ: مخالفت کرتے ہیں۔ چھوڑ دیتے ہیں۔

یَفْعَلُوْنَ: وہ کرتے ہیں — لَا یُؤْمَرُوْنَ: حکم نہیں دیا نہیں۔

فَمَنْ: تو جس نے — جَاھَدَھُمْ: جہاد کیا ان سے

بِیَدِہٖ: اپنے ہاتھ سے — بِلِسَانِہٖ: اپنی زبان سے

بِقَلْبِہٖ: اپنے دل سے — وَرَاءَ: سوا۔ علاوہ

حَبَّۃٌ: دانہ بھر۔ ایک دانہ کے برابر — خَرْدَلٍ: رائی

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے تین مدارج متعین فرمائے۔ پہلا یہ کہ جب خلافِ اسلام کسی بات کو دیکھے تو اسے روکنے کے لئے اگر قوت کی ضرورت ہو تو اپنے ہاتھ اور

Marfat.com

قوت سے اُسے روک دے یہ مقام ایمان کا اعلیٰ مقام ہے۔ دوسرا درجہ یہ کہ اگر اس کی استطاعت نہ ہو کہ وہ طاقت کو استعمال کرکے اس خلافِ شریعت کام کو روک سکے تو پھر اپنی زبان کے ذریعہ اس کی مخالفت کرے اور اس کی برائیاں بیان کرنے کے لئے زبانی ہر حربہ استعمال کرے۔ یہ ایمان کا درمیانی درجہ ہے۔ اور اگر اسے اپنی زبان کے ذریعہ بھی اس بُرائی کو روکنے کی ہمت اور جرأت نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں اس کے خلاف نفرت رکھے۔ ایمان کا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

اس لئے مسلمانوں کا یہ فرض قرار پاتا ہے کہ وہ احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کو کسی حال میں برداشت نہ کریں اور ہر طرح جدوجہد کریں کہ جس طرح ممکن ہو خلافِ شرع امور میں رکاوٹیں پیدا کریں اور کم سے کم یہ کہ ان ممنوعات سے نفرت کریں۔

دوسری بات اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوئی کہ جوں جوں دورِ نبوت سے دوری اور بُعد ہوتا جاتا ہے عمل میں غفلت اختیار کی جاتی رہی ہے یہ حال جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر کیا ہے گزشتہ انبیاء کرامؑ کی امتوں کا تھا مگر جب ہم اسے اپنے زمانہ پر منطبق کریں تو آج ہمیں کچھ ایسی ہی فضا امتِ مسلمہ کے لئے نظر آتی ہے اور کھلے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اس وقت مخاطب ہیں۔

اعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا

(۴۹)

۵۰/۴۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے

Marfat.com

بُلایا ہدایت کی طرف تو اسے اجر ہوگا ان لوگوں کی طرح جو اس کی پیروی کریں گے۔ یہ کمی نہ کرے گی اس کے اجر میں جو (نیک کام کرنے والوں کو) دی جائے گی۔ پھر جس نے بلایا گمراہی کی طرف تو ہو گا اس پر گناہ اس شخص کی طرح جس نے اس کی پیروی کی اور کمی نہ ہوگی اس سے اس کے گناہ میں تھوڑی سی بھی (مسلم)

الفاظ و معانی:

دَعَا: بُلایا۔ متوجہ کیا۔

مَنْ تَبِعَہٗ: جس نے پیروی کی

اٰثَامِ: اثم کی جمع۔ گناہوں

اُجُوْر: بہت سے اجر۔ اچھے بدلے

مِنَ الْاِثْمِ: گناہ کی باتوں میں

لَا یُنْقُصُ: کمی نہ ہوگی۔

مقصود:

اللہ تعالیٰ ہر نیکی کی ترغیب اور اچھائیوں کی تبلیغ پر مبلغ اور محرک کو بے حد اجر عنایت فرماتا ہے جیسا کہ دوسرے موقع پر ارشاد ہوا کہ "نیکی کی طرف بلانے والا ایسا ہی اجر کا مستحق ہوتا ہے جیسا اس نیکی کو کرنے والا" اسی طرح آپؐ نے فرمایا "جس نے کسی نیکی کی تبلیغ کی تو اسے تسلیم کر کے عمل کرنے والے نیک شخص کی طرح اس جانب متوجہ کرنے والے مبلغ کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی بُرائی کو رواج دیتا ہے تو اس بُرائی کے کرنے والے کی طرح رواج دینے والے کو بھی سزا ملے گی۔"

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں اسی بات کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی رہنمائی کے لئے بیان فرمایا ہے کیونکہ ہر مسلمان اُمتِ مسلمہ کا ایک فرد ہے جسے خیر الامۃ فرمایا گیا ہے اور اس کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس اعلیٰ منصب کو برقرار رکھنے کے لئے نیکیوں کی طرف لوگوں کو بلائے اور بُرائیوں سے روکے۔ یہ ایسا صدقہ جاریہ ہے جو اس پر عمل کرنے والے کے ذریعہ اسے مرنے کے بعد بھی اجر پہنچاتا رہے گا۔

(۵۰)

۱۵۱/۲۰ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

اور ان ہی (ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام شروع ہوا غریبوں میں اور لوٹ آئے گا جیسا شروع ہوا تھا۔ پس مبارک ہو غرباء کے لئے۔

(مسلم)

الفاظ و معانی:

بَدَأَ: شروع ہوا۔ ابتدا ہوئی۔ — غَرِيْبًا: نادار، مفلس

سَيَعُوْدُ: لوٹ آئے گا — كَمَا بَدَأَ: جیسا شروع ہوا تھا

فَطُوْبٰى: پس مبارکی ہے۔ تو مبارک ہو — لِلْغُرَبَاءِ: غریبوں کے لئے

مقصود:

تاریخ مذاہب عالم پر نظر ڈالیں، تو نمایاں طور پر نظر آتا ہے کہ ہر قوم اور ملک میں مذہب کو قبول کر کے سبقت حاصل کرنے والے وہ لوگ رہے ہیں جو دنیوی اسباب سے بے بہرہ اور متاعِ فانی سے تہی دست رہے ہیں اس کے علاوہ ہر زمانہ، ملک اور اقوام میں غالب ترین اکثریت ایسے لوگوں کی رہی ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ عالم اسباب میں ایسے لوگوں کو برائیوں میں ملوث ہونا چاہئے تھا مگر یہ عجیب بات ہے کہ سب سے زیادہ یہی غریب مذاہب کو قبول کرنے والے اور اسے عام کرنے والے ہوئے ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیوی اسباب کے لحاظ سے اپنی پوری زندگی میں بے نیاز رہے اور چونکہ بعثت کی دوسری وجوہ میں ایک بڑی وجہ کو خود حضورؐ نے فرمایا کہ "میں دنیا کے مصیبت زدہ، پس ماندہ و مجبور و بے بس لوگوں کو سہارا دینے کے لئے بھیجا گیا ہوں"۔ اسی لئے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے۔ اے میرے رب مجھے زندہ رکھ تو مسکین اور مار تو مسکین اور مجھے میدانِ محشر میں مسکینوں کے ساتھ ہی رکھنا۔"

Marfat.com

حدیث مذکورہ بھی اسی مضمون کی وضاحت ہے کہ مذہب کے پرستار قدیم زمانے سے ہی غریب رہے ہیں اسی کے ساتھ مذہب کی بازگشت بھی غریبوں میں ہوگی اور وہی اس دینِ مبین کے سب سے زیادہ محافظ اور پاسدار ہوں گے۔"

حدیثِ بالا کو جب ہم اپنے زمانہ سے مطابق کر کے دیکھتے ہیں تو واضح طور پر حضورؐ کا فرمان آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اس وقت ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہم سے براہِ راست مخاطب ہیں۔ کاش اس پر ذرا غور و فکر کیا جائے تو ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

(۵۱)

۱۵۲/۱۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَارِزُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَارِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَ سَنَذْکُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُمْ فِیْ کِتَابِ الْمَنَاسِكِ وَحَدِیْثَیْ مُعَاوِیَۃَ وَجَابِرٍ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ وَلَا یَزَالُ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِیْ بَابِ ثَوَابِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سمٹ آئے گا ایمان مدینہ کی طرف جس طرح سمٹ آتا ہے سانپ اپنے بل کی طرف اور ذکر کریں گے ہم (بخاری و مسلم) ابوہریرہ کی حدیث" ذرونی ماترکتم فی کتاب المناسك" میں دو اور حدیثیں معاویہؓ اور جابرؓ کی جن میں ایک کے الفاظ ہیں لایزال من اُمّتی اور دوسرے کے الفاظ ہیں لایزال طائفۃ من اُمّتی ثواب ھٰذہ الاُمّۃ میں کریں گے اگر اللہ نے چاہا۔

الفاظ و معانی:

لَیَارِزُ: سمٹ آئے گا　　　کَمَا: جیسے، جس طرح

Marfat.com

جو: ہم بیان کریں گے

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ کے ذریعہ مدینہ منوّرہ کے بارے میں فرمایا کہ جس طرح اسلام کی ابتدا اور اس کا عروج یثرب یعنی مدینہ منوّرہ میں ہوا اسی طرح جب تمام دنیا میں اشاعت اسلام ہو چکے گی تو پھر اصل اسلام اور تعلیمات پر عمل خالص سنّت رسول اللہؐ کے مطابق اسی اصل مرکز کی طرف لوٹ آئے گا۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ آج چودہ سو سال بعد اگر کہیں سنّت نبویؐ کی چلتی پھرتی مثال ہمیں دیکھنی ہو تو وہ مقام صرف مدینہ منوّرہ ہے۔

Marfat.com

کتاب الآداب

۵۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ طُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَہٗ قَالَ اذْھَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ وَھُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ فَاِنَّھَا تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِكَ فَذَھَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ قَالَ فَزَادُوْہُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ وَطُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا لَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ بَعْدَہٗ حَتَّی الْاٰنَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ نے پیدا کیا آدمؑ کو اپنی صورت پر ان کی لمبائی ساٹھ گز کی تھی۔ پھر جب ان کو پیدا کر دیا تو فرمایا جاؤ پھر سلام کرو اس جماعت کو اور وہ جماعت (سب) فرشتوں کی تھی جو بیٹھی تھی پھر سنو کہ وہ کیا (سلام کا) جواب دیتی ہے اس لئے کہ وہ جو تجھ کو جواب دے تو وہ جواب ہے تیرا اور تیری اولاد کا۔ تو وہ (آدمؑ) گئے پھر انہوں نے کہا "السلام علیکم" (سلامتی ہو تم سب پر) تو انہوں نے (فرشتوں) نے کہا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ سلامتی تجھ پر ہو اور اللہ کی رحمت۔ فرمایا (رسول اللہؐ) نے کہ بڑھا دیا انہوں نے ورحمۃ اللہ (اللہ کی رحمت ہو) آپؐ نے فرمایا جو شخص داخل ہوگا جنت میں تو وہ آدمؑ

Marfat.com

کی صورت پر ہوگا اور اس کی لمبائی ساٹھ گز کی ہوگی۔ پھر مسلسل پیدائش (بنی آدم کی) کم ہوتی رہی۔ اس کے بعد تو یہاں تک پہنچ گیا۔

الفاظ و معانی:

خَلَقَ: پیدا کیا — لم یزل: مسلسل
طول: لمبائی۔ اونچائی — الخلق: پیدائش
ستّون: ساٹھ — ینقص: کم ہوتی ہے۔ گھٹ گئی
ذراعاً: گز۔ واحد ذرع

مقصود: مسلمانوں کا باہمی بہتر تعلق اور ایک دوسرے کے لئے نیک خواہشات و حسنِ معاشرت۔

(۵۳)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کون سی عادت اسلام میں بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کہنا اس شخص کو جسے تو جانتا ہے اور جسے نہیں جانتا (صحیح بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

ایّ: کون سی — خیرٌ: بہتر، نیکی
مَنْ عرفتَ: جسے تو جانتا ہے۔ — مَنْ لا تعرف: جسے تو نہیں جانتا۔

مقصود: ناداروں کی خدمت کھانا کھلا کر یا ان کی امداد جس میں جاننے اور نہ جاننے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

Marfat.com

۵۴

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِي وَلٰكِنْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ بِرِوَايَةِ النَّسَائِيِّ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مؤمن کے مؤمن پر چھ حقوق ہیں (۱) عیادت کرے جب وہ بیمار ہو (۲) اور شریک ہو جب وہ مرجائے (۳) اور قبول کرے جب مسلمان اس کی دعوت کرے (۴) اور سلام کرے جب اس سے ملاقات ہو (۵) اور دعا کرے جب اسے چھینک آئے (یرحمک اللہ) (۶) اور خیر خواہی کرے جب وہ غیر موجود ہو یا حاضر ہو۔

یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں پائی جاتی اور نہ کتاب الحمیدی میں ہے لیکن اس کو بیان کیا "جامع الاصول" کے مؤلف نے نسائی کے حوالہ سے۔

الفاظ و معانی:

مؤمن: صاحب ایمان، مسلمان

یعودہٗ: اسکی مزاج پرسی کرے۔

خصال: عادتیں، خوبیاں

یشمتہٗ: اس کے لئے دعاء خیر کرے۔ یرحمک اللہ کہے

یشھد: تجہیز و تکفین وغیرہ میں شریک ہو۔

عطس: چھینکے

ینصح: خیر خواہی کرے۔ اچھائی چاہے۔

ستٌّ: چھ

مقصود: مسلمانوں کی باہمی ہمدردی، امداد اور خیر خواہی کرنے کی تاکید۔

Marfat.com

(۵۵)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا وَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: اور ان ہی (حضرت ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم داخل نہ ہوسکو گے جنت میں جب تک تم ایمان نہ لاؤ اور ایمان (کامل) نہ ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو گے۔ کیا نہ بتاؤں تمہیں ایسی بات کہ جب تم اس پر عمل کرو تو محبت بڑھے تمہارے درمیان۔ پھیلاؤ سلام (کہنا) اپنے درمیان۔

(اسے مسلم نے روایت کیا)

الفاظ ومعانی:

لاتدخلون: تم داخل نہ ہوسکو گے۔ تحابوا: آپس میں محبت کرنے لگو۔

ادلکم: رہنمائی کروں تمہاری، تمہیں بتاؤں۔ افشوا: پھیلاؤ۔ عام کرو۔

مقصود: صاحب ایمان ہی اجر کا مستحق ہے اور مسلمانوں سے محبت کرنے والا اور ایک دوسرے مسلمان پر سلامتی بھیجنے والا جنت کا حقدار ہے۔

(۵۶)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

Marfat.com

ترجمہ: اور ان ہی (حضرت ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلام کرے سوار پیدل چلنے والوں کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے مسلمان بہت سے مسلمانوں کو (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

الرّاکب: سوار — الماشی: پیدل چلنے والا۔

القاعد: بیٹھنے والا۔ بیٹھا ہوا۔

مقصود: بہتر اور افضل کو کمتر کے ساتھ بہتر سلوک اور خیر خواہی کرنی چاہئے۔

(۵۷)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ: اور ان ہی (حضرت ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلام کرے چھوٹا بڑے کو اور گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو (بخاری)

الفاظ ومعانی:

یسلّم: سلام کہے، سلام کرے، سلامتی بھیجے۔ الصغیر: چھوٹا۔ کم عمر۔

الکبیر: بڑا۔ بڑی عمر والا۔ — القلیل: تعداد میں کم۔ تھوڑے۔

الکثیر: تعداد میں زیادہ۔ زیادہ لوگ۔

مقصود: حفظِ مراتب کے اسلامی آداب کی تعلیم اور تاکید۔

Marfat.com

۵۸

وَعَنْ اَنَسٍ رض قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ: حضرت انس رض سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے لڑکوں کے پاس سے تو سلام کیا ان سب کو (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

مرّ: گزرے — علیٰ غلمان: لڑکوں کے پاس سے

مقصود: باوجود بزرگی کے چھوٹوں کے سلامتی چاہنا اور چھوٹوں سے محبت کرنا۔

۵۹

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدَءُوا الْیَھُوْدَ وَلَا النَّصَارٰی بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِیْتُمْ اَحَدَھُمْ فِیْ طَرِیْقٍ فَاضْطَرُّوْہُ اِلٰی اَضْیَقِہٖ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہل نہ کرو یہود اور نصاریٰ (عیسائیوں) کو سلام کرنے میں اور جب ملے تمہیں راستہ میں کوئی ایک (اُن میں سے) کہ وہ مجبور ہو جائے تنگ جگہ سے گزرنے میں یکسو ہو کر (صحیح مسلم)

الفاظ ومعانی:

النصاریٰ: عیسائی۔ — لقیتم: تم ملو۔ تم سے ملاقات ہو جائے۔

احدھم: ایک ان میں سے۔ کوئی — فاضطرّوہ: تو وہ مجبور ہو جائے۔

Marfat.com

الیٰ ضیقھٖ : اپنی تنگ جگہ سے دو۔

مقصود : یہودی اور عیسائی چونکہ کافر ہیں اس لئے ان کو سلام کرنا درست نہیں بلکہ ان کے سلام کرنے سے پہلے انہیں اس طرح مجبور کرنا چاہئے کہ وہ گزرنے کی فکر میں لگے رہیں اور سلام نہ کر سکیں۔

(۶۰)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمُ الْیَھُوْدُ فَاِنَّمَا یَقُوْلُ اَحَدُھُمُ السَّامُ عَلَیْکَ فَقُلْ وَعَلَیْکَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سلام کہتا ہے تم کو یہودی تو وہ کہتا ہے السّام علیک (تجھ پر موت ہو) تو تم کہو تجھ پر ہو (تجھ پر بھی موت ہو) (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

السّام : موت۔ تباہی وعلیک : اور تجھ پر ہو۔

مقصود : بجائے بدزبانی اور سختی کے یہودی کی بدکلامی اور بددعا کو علیک کہہ کر اسی کی طرف لوٹا دینے کی ہدایت۔

(۶۱)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ اَھْلُ الْکِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ : حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب سلام کہے تم سے اہلِ کتاب (یہودی اور عیسائی وغیرہ) تو کہہ دیا کرو وعلیکم (اور

Marfat.com

تم پر ہو)

الفاظ و معنی:

علیکم: تم پر۔ تمہیں　　　　اذا: جب

مقصود: اہل کتاب کے سلام کے جواب میں خواہ وہ کچھ ہی کہیں "علیکم" تم پر ہو کہہ کر جواب دینا زیادتی اور بد دعا اور برائی نہیں بلکہ ان کے الفاظ ہی ان پر لوٹا دینا آداب اسلام میں شامل ہے۔

٦٢

وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حاضری کی اجازت مانگی ایک گروہ نے یہودیوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کہا السام علیکم (موت آئے تمہیں) تو

Marfat.com

میں نے (جواب میں) کہا علیکم السام واللعنۃ (تم پر موت اور لعنت ہو) تو آپؐ نے فرمایا اے عائشہ! بے شک اللہ نرمی کرنے والا ہے اور پسند فرماتا ہے نرمی ہر معاملہ میں تو میں نے کہا کہ کیا آپؐ نے نہیں سُنا جو انہوں نے کہا۔ آپؐ نے فرمایا میں نے کہا وعلیکم (اور تم پر ہو) اور ایک روایت میں ہے علیکم اس میں واؤ کا ذکر نہیں ہے۔

(بخاری و مسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ کہا (حضرت عائشہؓ نے) کہ بیشک یہودی آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر انہوں نے کہا اور کہنے لگے السام علیک تو آپنے وعلیکم (اور تم پر ہو) تو کہا (حضرت) عائشہؓ نے السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم (تمہیں موت آئے تم پر اللہ کی لعنت ہو اور تم پر اللہ کا غضب نازل ہو) تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھیرو عائشہ! تمہیں اختیار کرنی چاہیئے نرمی اور چھوڑ دو سختی اور بے شرمی سے بچاؤ اپنے آپ کو۔ کہتی ہیں عائشہؓ کیا آپ نے نہیں سُنا جو انہوں نے کہا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے کہا میں نے لوٹا دیئے ان پر۔ تو میری دعا ان کے لئے قبول ہوتی ہے اور قبول نہیں کی جاتی ان کی میرے بارے میں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا نہ بن جاؤ عائشہ فحش گو کیونکہ اللہ پسند نہیں کرتا بیہودہ باتیں اور بے حیائی۔

الفاظ و معانی :

بل : بلکہ

رفیق : نرمی کرنے والا۔

لم تسمع : نہیں سُنا

ولعنکم : اور تم پر لعنت ہو

غضب علیکم : تم پر (اللہ کا) غضب نازل ہو

مھلا : ٹھہرو

ایاک : تم بچاؤ۔

العنف : سختی۔ درشتی

فیستجاب : تو قبول ہوتی ہے۔

الفحش : بے حیائی

Marfat.com

مقصود: گزشتہ روایات کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ اپنی جانب سے کوئی سخت لفظ ادا نہ ہونا چاہیئے بلکہ جب کوئی سخت بات کہے تو صرف علیکم کہہ کر کہنے والے پر وہی بات لوٹا دی جائے مگر اپنی زبان کو اس سے آلودہ نہ کرے۔

گزشتہ روایت سے یہ روایت بھی مطابقت رکھتی ہے کہ اپنی زبان کو سخت کلامی اور بیہودہ باتوں سے روکنا چاہیئے۔ جب غیروں اور کافروں کے بارے میں یہ احکام ہیں تو اپنوں کے بارے میں اس کا پوری طرح خیال رکھنا ضروری قرار پایا۔

(۶۳)

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت اُسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے مجمع کے پاس سے گزرے جن میں ملے جلے تھے مسلمان اور مشرکین جو بت پرست تھے اور یہودی تو آپؐ نے ان کو سلام کیا (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اخلاط: ملے جلے۔ گڈمڈ   عبدۃ الاوثان: پجاری بتوں کے

مقصود: اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے جہاں ملا جلا مجمع ہو خواہ اُن میں غیر مسلم بھی ہوں رسول اللہؐ نے انہیں سلام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(۶۴)

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ

Marfat.com

فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ
فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ
حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ
غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم راستوں میں بیٹھنے سے تو صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم مجبور ہیں وہاں بیٹھنے پر۔ ہم باتیں کرتے ہیں وہاں پر ضروری معاملات پر۔ تو آپؐ نے فرمایا اگر تم مجبور ہو اس پر بیٹھنے کے لئے تو ادا کرو اس کا حق۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا راستہ کا حق کیا ہے اے اللہ کے رسولؐ! تو فرمایا آنکھیں بند رکھنا (حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالنا) اور باز رہنا تکلیف پہنچانے سے اور سلام کا جواب دینا۔ نیکیوں کا حکم دینا اور گناہوں سے روکنا (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

ایاکم: خبردار رہو تم۔ بچا کرو تم۔	نتحدث: ہم باتیں کرتے ہیں۔
بالطرقات: راستوں پر۔	فاعطوا: تو دو تم۔ ادا کرو تم
کف: ہاتھ روک لینا۔ باز رہنا۔	ابیتم: تم مجبور ہو۔ تم انکار کرتے ہو۔
ردّ: جواب دینا۔	غضّ البصر: آنکھیں بند کر لینا۔
المنکر: ناجائز۔ جن سے روکا گیا۔	الاذیٰ: تکلیف پہنچانا۔
الجلوس: بیٹھنا۔	المعروف: مشروع۔ جن کے کرنے کا حکم دیا گیا
بُدّ: ضروری۔	

مقصود: برائیوں اور ناجائز چیزوں سے آنکھیں بند کر لینا۔ کسی کو تکلیف نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا یعنی جو تم پر سلامتی بھیجے اس کے جواب میں اس پر بھی سلامتی بھیجنا اور لوگوں کو نیک کاموں کی ترغیب کرنا اور ممنوعات سے روکنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

Marfat.com

۶۵

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَإِرْشَادُ السَّبِيْلِ -
(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَعَقِيْبَ حَدِيْثِ الْخُدْرِيِّ هٰكَذَا)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں اس واقعہ کے بارے میں کہ آپؐ نے فرمایا اور راستہ بتانا (اگر کوئی راستہ دریافت کرے تو اسے راستہ بتادینا) ابوداؤد نے اسے روایت کیا بعد حدیث (بالا) خدریؓ کے اسی طرح۔

الفاظ و معانی:

ارشاد: رہنمائی کرنا — السبیل: راستہ

مقصود: اوپر والی حدیث میں برائیوں سے آنکھیں بند رکھنا، کسی کو تکلیف نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا، نیکیوں کی ترغیب اور گناہوں سے بچانے کے علاوہ اس حدیث میں پوچھنے والوں کی رہنمائی کی ہدایت کی گئی ہے۔

۶۶

وَعَنْ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ۔
(رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَعَقِيْبَ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هٰكَذَا
وَلَمْ أَجِدْهُمَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی واقعہ کے بارے میں کہ آپؐ نے فرمایا فریادرسی کرو مظلوم کی اور رہنمائی کرو گمراہ کی، ابوداؤد نے اسے روایت کیا۔ ابوہریرہؓ کی حدیث کے بعد اسی طرح بیان کیا اور نہیں پائیں ہم نے یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں۔

Marfat.com

الفاظ و معانی:

تغیثوا: فریاد رسی کرو۔ الملھوف: مظلوم۔ ستم رسیدہ

مقصود: گزشتہ احادیث میں مصیبت رسیدہ اور مظلوم کی فریاد رسی اور امداد کی طرف بھی رسول اللہؐ نے حکم دیا ہے۔

Marfat.com

باب الاستیذان

اجازت طلب کرنے کا بیان

(۶۷)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خُدری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے میرے پاس کسی کو بھیجا کہ ان کے پاس جاؤں تو میں ان کے دروازہ پر پہنچا۔ پھر میں نے سلام کیا تین بار (اجازت کے لئے) تو نہ ملا جواب مجھے۔ میں لوٹ آیا پھر انہوں نے (دوسرے وقت) مجھ سے کہا کس بات نے تمہیں روکے رکھا کہ تم ہمارے پاس آتے۔ میں نے کہا میں تو آیا تھا پھر میں نے سلام کیا آپ کے دروازے پر تین مرتبہ تو مجھے جواب نہیں دیا گیا اس لئے میں لوٹ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم میں سے تین مرتبہ اجازت مانگے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو وہ لوٹ آئے تو (حضرت) عمرؓ نے کہا

Marfat.com

لاؤ اس کے لئے گواہ۔ ابو سعیدؓ کہتے ہیں میں (کھڑا ہوگیا) ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ عمرؓ کے پاس اور میں نے گواہی دی (کہ یہ حدیث صحیح ہے) (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

ارسل الیّ : میرے پاس آدمی بھیجا

فسلّمتُ : میں نے سلام کہا۔

ثلثا : تین مرتبہ۔

فلم یُردُّ : تو جواب نہیں دیا گیا۔

ما منعک : کس بات نے تجھے روکا۔

استأذن : اجازت مانگے۔

البینۃ : گواہی۔ شہادت۔

فشھدتُ : تو میں نے گواہی پیش کی۔

مقصود : اس حدیث میں کسی کے یہاں جاکر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرنے کے بارے میں ہدایت کی گئی کہ کسی کے یہاں جاکر بلند آواز سے تین بار سلام کیا جائے اور جواب نہ پائے تو اسی طرح تین بار کرے پھر بھی جواب نہ پائے تو لوٹ آئے۔

۶۸

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْنُکَ عَلَیَّ اَنْ تُرْفَعَ الْحِجَابُ وَاَنْ تَسْتَمِعَ سَوَادِیْ حَتّٰی اَنْھٰکَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے اجازت ہے تجھے کہ تو اٹھادے پردہ اور یہ کہ تو سُنے میری خفیہ باتیں یہاں تک کہ میں تجھے منع کردوں (مسلم)

الفاظ و معانی :

اذنک : تجھے اجازت ہے۔

علیّ : میری طرف سے۔

ترفع : تو اٹھادے۔

الحجاب : پردہ۔

سوادی : میری خفیہ باتیں۔

انھاک : تجھ کو منع کردوں۔ تجھے روک دوں۔

Marfat.com

مقصود : جب کسی کو اجازت دے دی جائے کہ بے تکلف آسکے تو وہ بلا اجازت اندر جایا جاسکتا ہے مگر جب منع کردیا جائے تو رک جانا چاہیئے۔

(٦٩)

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
ذخیرہ
لاہور پاکستان

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قرض کے بارے میں جو تھا میرے باپ پر تو میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا میں ہوں، میں ہوں (کیا ہے) گویا کہ آپؐ نے برا سمجھا میرے الفاظ کو۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

دَیْنٍ : ایک قرض — فدققت : تو میں نے کھٹکھٹایا

مَنْ ذا : کون ہے — کرھھا : اسے ناپسند کیا

مقصود : کسی کے یہاں جاکر اگر صاحبِ خانہ نام پوچھے تو صاف طور پر اپنا نام بتانا چاہیئے۔

(٧٠)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَيَّ فَاَتَيْتُهُمْ

Marfat.com

فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؐ کے گھر میں تو پایا دودھ ایک پیالہ میں نے پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوہریرہ یہ اہل صفہ کا حق (حصہ) ہے۔ ان کو بلا لاؤ میرے پاس تو میں ان کے پاس گیا اور انہیں بلایا وہ آ گئے۔ پھر انہوں نے اجازت مانگی تو آپؐ نے انہیں اجازت دے دی پھر وہ اندر آ گئے۔ (بخاری)

الفاظ ومعانی :

فوجد : پایا — لبنًا : دودھ

قدح : بڑا پیالہ — الحق : حصّہ

فادعھم : تو ان کو بلا لے

مقصود : اہل صفہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی تلامذہ اور طالبعلم تھے حضور نبی کریمؐ کی تعلیمات کے مطابق اندر آنے سے پہلے اجازت طلب کرتے تھے۔

Marfat.com

باب المُصَافَحَةِ والمُعَانَقَةِ
مصافحہ اور معانقہ کا بیان

(۱۷)

۴۴۷۰/۱۱ عَنْ قَتَادَةَ رض قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ رض أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

حضرت قتادہ رض سے روایت ہے کہ میں نے کہا حضرت انس رض سے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رض مصافحہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! (بخاری)

الفاظ و معانی:

اَ: کیا کَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ: کیا کرتے تھے مصافحہ

مقصود:

اسلام نے باہمی آشتی و صلح اور آپس کے تعلقات کی خوشگواری کے لئے مصافحہ کرنے کا حکم دیا اور یہ سنت قرار پا گئی کہ مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں تو سلام کے علاوہ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کریں تاکہ ان کے درمیان اتحاد مضبوط ہو اور رنجشوں کا خاتمہ ہو۔

مصافحہ اس سنت کا نام یونہی رکھا گیا کہ اس کے معنی درگزر کرنے کے ہیں اسی وجہ سے نماز پنجگانہ باجماعت میں شریک ہونے والوں کے لئے ایک دوسرے سے دل صاف کر لینے، رنجشوں کے خاتمہ اور اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے مسلمانوں کا باہم مصافحہ ضروری قرار دیا گیا۔

Marfat.com

۶۷

۱۴۲۱ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رض وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ رض فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَثَمَّ لُکَعُ فِیْ بَابِ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَذُکِرَ حَدِیْثُ اُمِّ هَانِیٍٔ فِیْ بَابِ الْاَمَانِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما حسن بن علیؓ کو اور آپؐ کے پاس اقرع بن حابس رضؓ تھے تو کہا اقرع نے بیشک میرے دس لڑکے ہیں میں نے نہیں چوما ان میں سے ایک کو بھی تو دیکھا اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا تو اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی

قَبَّلَ: چوما۔ بوسہ دیا — مَاقَبَّلْتُ: میں نے نہیں چوما۔

لَایَرْحَمُ: رحم نہیں کرتا — لَایُرْحَمُ: (اس پر) رحم نہیں کیا جاتا

مقصود:

ہر بڑے پر چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آنا اسلام نے ضروری قرار دے دیا تاکہ اس کے ذریعہ چھوٹوں میں حوصلہ پیدا کیا جائے اور بڑوں کی شفقت ومحبت انہیں آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہو۔ یہ ایک فطری عمل بھی ہے کہ ہر ماں باپ اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں

Marfat.com

جس میں فطری جذبہ کار فرما ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جذبہ انسان میں بدرجۂ اتم پیدا کیا ہے کہ وہ مستقبل کی امیدیں وابستہ کئے بغیر اپنے دلی جذبہ سے اپنی اولاد کو چاہتے اور پیار کرتے ہیں۔

حدیث بالا سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ بڑوں کا چھوٹوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور پیار خوشنودیٔ خداوندی کا سبب ہے۔

○

Marfat.com

باب القیام
قیام کا بیان

(۷۳)

۴۴۸۸ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ وَکَانَ قَرِیْبًا مِّنْہُ فَجَآءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَمَضَی الْحَدِیْثُ بِطُوْلِہٖ فِیْ بَابِ حُکْمِ الْاُسَرَآءِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بنو قریظہ سعد کے حکم پر اُترے تو پیغام بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اور وہ آپؐ کے قریب ہی تھا تو وہ آیا اپنے گدھے پر پھر جب وہ قریب پہنچا مسجد کے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کھڑے ہو جاؤ تم اپنے سردار کی طرف۔ (بخاری ومسلم) اور گزر چکی ہے یہ حدیث تفصیل کے ساتھ حکم اسراء کے بیان میں

الفاظ ومعانی:

بَعَثَ: بھیجا۔ پیغام بھیجا

حِمَارٍ: گدھا

دَنَا: قریب ہوا

لِلْاَنْصَارِ: انصار سے۔ مدینہ منورہ کے مسلمان باشندوں سے

قُوْمُوْا: تم کھڑے ہو جاؤ

سَیِّدِکُمْ: اپنے سردار کے لئے

Marfat.com

الاَسْرَاء: مراد معراجِ نبوی

مقصود:

اسلام حفظِ مراتب کا داعی ہے تو جس طرح چھوٹوں کے ساتھ بڑوں کی شفقت ضروری قرار دی گئی اسی طرح چھوٹوں کے لئے بڑوں کی تعظیم اور احترام لازم کر دیا گیا کسی بڑے کی آمد پر اس کی تعظیم اور احترام کے لئے کھڑا ہو جانا اس حدیث سے ثابت ہے کیونکہ اگر کوئی بڑا آکر چھوٹوں سے ملے اور چھوٹے بیٹھے رہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انہوں نے اپنے بڑے شخص کا احترام اور عزت نہیں کی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ معاشرت اور باہمی حسبِ مراتب تعلقات کے لئے بڑوں کے احترام میں کھڑے ہو جانے کا حکم دیا۔

(۴۷)

۴۴۸۹ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑا نہ کردے کوئی شخص کسی شخص کو اس کی مجلس سے پھر بیٹھ جائے (اس کی جگہ) بلکہ جگہ کو کشادہ کردو اور آنے والے کو جگہ دو (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لَا يُقِيْمُ: کھڑا نہ کردے۔ جگہ سے نہ اٹھا دے۔

مَجْلِسِهٖ: اس کی نشست سے — تَفَسَّحُوْا: کشادگی رکھو۔ کھل کر بیٹھو

تَوَسَّعُوْا: اور جگہ دو۔ آنے والے کو جگہ دو۔

Marfat.com

مقصود :

اسلام نے کسی کے مرتبے اور دولت و اسباب کو وجہ شرف و عزت تسلیم نہیں کیا بلکہ ہر انسان کی خود داری اور عزتِ نفس کی پاسداری کو برقرار رکھا خصوصاً مجالس میں جہاں عام اجتماعات ہوں ہر ایک کی نشست کو اس کا حق تسلیم کیا اور کسی حال میں بھی انکے درمیان تفریق اور اونچ نیچ کو پسند نہ کیا۔

حدیثِ بالا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ مسلمانوں کے اجتماعات میں سب کا حق برابر ہے اس لئے مجلس میں جس جگہ بیٹھے اس کا حقدار ہے کہ اس کو اس کی نشست سے نہ اٹھایا جائے اور اظہارِ فخر و برتری کے لئے اس کی بے عزتی نہ کی جائے کیونکہ اسلام کی نظر میں سب بنی نوعِ بشر برابر ہیں اس لئے کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کو بے عزت کرنے کے لئے اسے مجلس میں کھڑا کردے اور خود اس کی جگہ بیٹھ جائے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ جب مسلمان کسی مجلس میں بیٹھیں تو ذرا کھل کر بیٹھا کریں تاکہ بعد میں آنے والے کے لئے اگر ضرورت ہو تو گنجائش نکل سکے۔

اور خود رسول اللہ مجلس میں اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ سوائے آپؐ کے پُرنور چہرۂ مبارک کے نیا آنے والا آپؐ کی نشست کو پہچان نہ سکتا تھا۔ یہ تھا اپنے احکام پر عمل کیونکہ حضورؐ نے پہلے خود عمل فرمایا پھر دوسروں کو تعمیل کا حکم دیا۔

(۷۵)

۴۴۹۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اٹھ

Marfat.com

جائے اپنی نشست سے پھر لوٹ آئے اس (نشست) کی طرف تو وہ اس (نشست) کا زیادہ حقدار ہے (مسلم)

الفاظ ومعانی:

مَنْ : جو

قَامَ : کھڑا ہوگیا۔ اٹھ گیا

مِنْ مَجْلِسِہٖ : اپنی نشست سے

ثُمَّ : پھر

رَجَعَ : لوٹ آیا

اَحَقُّ : زیادہ حقدار

مقصود:

مسلمانوں کے درمیان باہم کشادہ دلی اور وسعتِ قلب ہونی چاہیئے اور ہر ایک کے دل میں دوسرے کا احترام اور عزتِ نفس کا خیال جاگزیں ہونا چاہیئے۔

اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان حسنِ معاشرت اور خوشگوار تعلقات کے لئے یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے کا خیال اور پاس رکھنا چاہیئے اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر کسی ضرورت کے تحت کوئی اپنی نشست سے اٹھ کر چلا جائے اور اس کام سے فارغ ہو کر واپس آئے تو اس کی نشست پر اسے جگہ دی جائے کیونکہ وہ پہلے سے اس جگہ بیٹھا تھا اس لئے وہی اس جگہ اور نشست کا زیادہ مستحق ہے۔

ماحصل یہ ہوا کہ مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کے احترام کا جذبہ کارفرما رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کا بیان

(۷۶)

۴۵۰۰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے صحن میں ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مارے ہوئے بیٹھے ہوئے (بخاری)

الفاظ و معانی:

بِفِنَاءِ: صحن میں

مُحْتَبِيًا: گوٹھ مارے۔ دونوں گھٹنوں کو ہاتھ سے گھیرے ہوئے۔

مقصود:

اندازِ نشست میں سادگی اور جسمانی سکون و آرام بھی درست ہے۔ دونوں گھٹنوں کو ہاتھ سے گھیر کر بیٹھنے سے جسمانی آرام اور سکون ملتا ہے اور ساتھ ہی سادگی کا احساس ہوتا ہے۔ اور چونکہ حضور ؐ نے کبھی تکلف کی زندگی اور اطوار کو پسند نہ فرمایا اس لئے نشست میں بھی سادگی کی تعلیم بطورِ سنت امت کو دی۔

(۷۷)

۴۵۰۱ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ

Marfat.com

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَّاضِعًا اِحْدٰی قَدَمَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں اور رکھے ہوئے ہیں اپنا ایک قدم دوسرے قدم پر
(بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

مُسْتَلْقِیًا: لیٹے ہوئے — وَّاضِعًا: رکھے ہوئے ہیں۔

قَدَمَیْہِ: اپنے دونوں پاؤں — عَلَی الْاُخْرٰی: دوسرے پر

مقصود:

جب کھڑے ہوئے زیادہ کام کیا جائے تو کمر اور جسم کے اوپری حصہ کو تکان محسوس ہوتی ہے اس لئے ان حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چت لیٹ کر پاؤں کو آرام دینے کے لئے اس انداز میں لیٹ جاتے تھے کہ ایک طرف کمر کو آرام پہنچے اور دوسری طرف پاؤں کی تکان دور ہو جائے۔ اس لئے یہ طریقہ بھی پسندیدہ قرار دیا گیا۔

(۶۸)

۲۰۶ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی وَھُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَھْرِہٖ۔
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس سے

Marfat.com

کہ رکھے کوئی شخص اپنی ایک ٹانگ دوسری پر جب کہ وہ لیٹا ہوا ہو بیٹھ کے بل (مسلم)

الفاظ و معانی:

نھٰی: منع فرمایا　　　مُسْتَلْقِ: لیٹا ہوا

مقصود:

لیٹے ہوئے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا پٹھوں میں خرابی کا سبب بن جاتا ہے اس لئے حضورؐ نے اس سے منع فرمایا۔

(۷۹)

۵۰۳ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت جابرؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک چت نہ لیٹے پھر رکھے ایک ٹانگ دوسری پر (مسلم)

الفاظ و معانی:

لَا يَسْتَلْقِيَنَّ: ایک چت نہ لیٹا کرے

مقصود:

اس حدیث مبارکہ میں بھی وہی ہدایت فرمائی جو اس سے پہلی والی حدیث میں وارد ہو چکی ہے۔

(۸۰)

۵۰۴ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِيْ بُرْدَيْنِ

Marfat.com

وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ ایک شخص اترا کر چل رہا تھا دو دھاریدار چادریں پہن کر اور اس کو تکبر میں ڈال رکھا تھا اس کے نفس نے دھنسا دیا گیا اسے زمین میں تو وہ دھنستا جائے گا اس (زمین) میں قیامت تک۔

(بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

يَتَبَخْتَرُ: تکبر کرتا ہے — بُرْدَيْنِ: دو دھاریدار چادریں

قَدْ اَعْجَبَتْهُ: عجب میں ڈال دیا۔ تکبر میں مبتلا کر دیا۔

خُسِفَ: دھنسا دیا گیا۔ — يَتَجَلْجَلُ: دھنستا رہے گا۔

مقصود:

فخر ومباہات، اترانا اور خود کو دوسروں سے برتر سمجھنا بڑی اخلاقی کمزوری بلکہ بڑی رذالت ہے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہ فرمایا بلکہ متکبر اور اترانے والے کو عذاب اور خواری میں مبتلا کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکورہ میں اسی کمینگی اور بداخلاقی کی طرف امت کو متوجہ فرمایا جس کا مآلِ کار اور مقصود یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی نعمت خواہ وہ کسی قسم کی ہو حاصل ہو جائے تو اس پر غرور کرنا اور دوسروں کو حقیر سمجھ کر اس کا اظہار کرنا زوالِ نعمت بلکہ عذاب کا سبب بن جاتا ہے اور اس خبثِ باطن کی وجہ سے متکبر کی کوئی بات اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہوتی۔

Marfat.com

بَابُ العَطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ
چھینکنے اور جمائی لینے کا بیان

(۸۱)

۴۵۲۴ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْعُطَاسَ وَیَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّیْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّیْطٰنُ ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّیْطٰنُ مِنْهُ)

ترجمہ:

ابوہریرہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بیشک اللہ پسند فرماتا ہے چھینکنے کو اور برا جانتا ہے جمائی لینے کو پھر جب چھینک لے کوئی تم میں سے اور تعریف کرے اللہ کی تو ضروری ہو جاتا ہے ہر مسلمان پر جو اسے سنے تو کہنا چاہیے "یرحمک اللہ" لیکن جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے پھر جب کوئی جمائی لے تم میں سے تو روکے اسے جہاں تک ممکن ہو کیونکہ بے شک کوئی تم میں سے جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (اسے بخاری نے روایت کیا) ایک روایت میں ہے مسلم کی تم میں سے کوئی ایک جب کہتا ہے ہا تو شیطان ہنستا اس سے

Marfat.com

الفاظ و معانی:

يُحِبُّ: پسند کرتا ہے — العَطَاسُ: چھینک

يَكْرَهُ: ناپسند کرتا ہے۔ نفرت کرتا ہے — إِذَا عَطَسَ: جب چھینک لیتا ہے۔

حَمِدَ اللهَ: اللہ کی تعریف کرتا ہے۔ "الحمد للہ" کہتا ہے۔

كَانَ حَقًّا: ضروری ہو جاتا ہے۔

اَلتَّثَاؤُبُ: جمائی لینا — تَثَاءَبَ: جمائی لیتا ہے۔

فَلْيَرُدَّهُ: تو روکے اُسے — مَا اسْتَطَاعَ: جس قدر ممکن ہو۔

ضَحِكَ: ہنستا ہے — ھا: جمائی لیتے وقت آواز

مقصود:

اسلام نے آدابِ معاشرت سنّتِ رسول اللہ کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ چنانچہ چھینک کے بارے میں ارشادِ رسول ہوا کہ جب چھینک لی جائے تو الحمد اللہ کہا جائے گویا اللہ کی تعریف کی جائے اب اس کی مصلحت کیا ہے وہ تو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں مگر طبی تحقیقات کے مطابق چھینک آتے ہی دل کی حرکت رُک جاتی ہے مگر اس عمل سے دوبارہ دل کی رگوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگتا ہے جو صحت کے لئے بے حد مفید ثابت ہوتا ہے اس لئے الحمد اللہ کہہ کر اللہ کے کرم کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے سننے والے دوسرے مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دے دیا گیا کہ وہ کہیں "اللہ تجھ پر رحم فرمائے"۔

اب رہا جمائی لینے کا معاملہ تو اس کی مصلحت بھی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں مگر اس کا ظاہری اثر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس طرح دوسروں سے بیزاری کا اظہار ہوتا ہے اور محسوس کیا جاتا ہے کہ دوسرے کی جمائی لینے کے بعد آس پاس کے لوگوں پر بھی سستی اور آرام پسندی کا اثر ہونے لگتا ہے ہو سکتا ہے کہ شاید اسی وجہ سے اس سے روکا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

Marfat.com

(۸۲)

۲۵۲۵/۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ
لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ
بَالَكُمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

اور ان ہی (ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب چھینکے کوئی تم میں سے تو کہا کرے "الحمد للہ" اور کہا کرے اس کا بھائی یا ساتھی "یرحمک اللہ" پھر جب وہ کہہ دے اس کے لئے "یرحمک اللہ" تو وہ (چھینکنے والا) کہے "یھدیکم اللہ و یُصلِحُ بالکم" (بخاری)

الفاظ ومعانی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: تعریف اللہ کے لئے زیبا ہے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ: رحم کرے تجھ پر اللہ
يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ: ہدایت کرے تمہاری اللہ
يُصْلِحُ بَالَكُمْ: نیک کرے تمہارے ارادے (خیالات)

مقصود:

اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ اس کے بندے اس کی عنایتوں کی شکر گزاری کریں۔ مذکورہ تعلیمات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ ایک دوسرے کے لئے اللہ کی طرف سے نیک خواہشوں کی دعا کریں۔ باقی مضمون کی وضاحت اس سے پہلے بیان کی گئی حدیث میں کر دی گئی۔

Marfat.com

(۸۴)

۴۵۲۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدُهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخصوں نے چھینکا تو آپؐ نے جواب دیا ان میں سے ایک کو۔ اور جواب نہ دیا دوسرے کو تو اس شخص نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے جواب دیا اُسے اور قطعی جواب نہ دیا مجھے تو آپؐ نے فرمایا بیشک اس نے اللہ کی تعریف کی تو نے قطعی اللہ کی تعریف نہ کی (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

فَشَمَّتَ: تو جواب دیا لَمْ يُشَمِّتِ: قطعی جواب نہ دیا گیا۔

لَمْ يُشَمِّتْنِيْ: قطعی جواب نہ دیا مجھے۔

مقصود:

اسلام خیر سگالی کے جذبات کو ابھارتا ہے اور اس صورت میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے جب کسی موقعہ پر اللہ کو یاد کیا جائے تو اللہ کو یاد کرنے والا جس طرح اللہ کے کرم کا شکر ادا کرتا ہے تو دوسرے سننے والے بھی اس کے لئے کلمات خیر اور اللہ سے اس کے لئے برکت و رحمت طلب کرتے ہیں۔ یہ ایسا اصول ہے کہ یہاں سب مل کر اللہ کو یاد بھی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے دعاء خیر بھی کرتے ہیں۔ اسی لئے حضورؐ نے ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی فرمایا ہے یہ وہ مستحکم اور روحانی رشتہ ہے جو خونی رشتہ سے زیادہ مضبوط اور قابلِ اعتبار ہوتا ہے اس لئے جو اللہ کا شکر گزار ہوگا وہی دوسروں کی دعائیں اور تعاون حاصل کرے گا اور جو خدا کی نعمتوں کا

Marfat.com

شکر گزار نہ ہوگا تو اس سے دوسروں کے بارے میں کیا امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

(۸۴)

۴۵۲۷ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ وَاِنْ لَّمْ یَحْمِدِ اللّٰهَ فَلَا تُشَمِّتُوْهُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں جب چھینک آئے کسی کو تم میں سے پھر وہ الحمد للہ کہے تو جواب دو اور اگر وہ اللہ کی حمد نہ کہے تو اسے جواب نہ دو۔ (مسلم)

الفاظ و معانی:

یَقُوْلُ: کہہ رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں   فَشَمِّتُوْهُ: تو جواب دو اس کا

مقصود:

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو آداب اسلام کی تعلیم دیتے ہوئے گزشتہ احادیث کی طرح حکم دیا کہ چھینک آجانے کی صورت میں اگر چھینکنے والا "الحمد للہ" کہے اور اللہ کی حمد بیان کرے تو دوسرے سننے والے مسلمانوں پر اس کا جواب دینا ضروری ہو جاتا ہے لیکن اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۸۵)

۴۵۲۸ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰی فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْکُوْمٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ

Marfat.com

اَنَّہٗ قَالَ لَہٗ فِی الثَّالِثَۃِ اِنَّہٗ مَزْکُوْمٌ)

حضرت سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سُنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص چھینکا آپؐ کے پاس تو فرمایا آپؐ نے "یرحمک اللہ" اس نے پھر چھینک کی دوسری تو آپؐ نے فرمایا یہ شخص زکام میں مبتلا ہے (اسے روایت کیا مسلم نے اور ایک روایت میں ترمذی نے کی کہ بیشک فرمایا اس کے بارے میں تیسری بار کہ اسے یقیناً زکام ہے)

الفاظ و معانی:

مَزْکُوْمٌ: زکام میں مبتلا ہونے والا

مقصود

آدابِ اسلامی میں شامل ہے کہ جب چھینکنے والا الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں سننے والے یرحمک اللہ کہیں یہ اس وقت کے لئے حکم ضروری ہے جب اتفاقاً کسی کو چھینک آجائے ورنہ بصورتِ زکام بار بار مسلسل چھینکنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں قرار دیا گیا کہ وہ ہر چھینک پر الحمدللہ کہے اور نہ دوسرے لوگوں پر اس کا جواب دینا ضروری ٹھہرایا گیا۔

(۸۶)

۴۵۲۹/۶ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جمائی لے کوئی تم میں سے تو رکھ لیا کرے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے (مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

تَثَاءَبَ: جمائی لیتا ہے

فَلْیُمْسِکْ: تو رکھ لیا کرے۔ تو ڈھانپ لیا کرے۔

بِیَدِہٖ: اپنا ہاتھ

عَلٰی فِیْہِ: اپنے منہ پر

مقصود:

اسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جن آداب کی تعلیم دی وہ اُمّتِ مسلمہ کے لئے ضروری ٹھہرادی گئی خواہ اس کی مصلحت معلوم ہو یا نہ ہو بلکہ اس پر عمل کرنا لازم ہو گیا کیونکہ ہمارا ایمان ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق "رسول جو تم سے کہیں وہ کرو اور جس سے روک دیں اس سے باز رہو" ہمارے لئے تعمیل ضروری ہو جاتی ہے۔ اب جمائی لیتے ہوئے جب منہ بالکل کھل جاتا ہے تو ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ جو لوگ بدنصیبی سے اس حکم نبوی پر عمل نہیں کرتے باہر کی کوئی چیز مثلاً مکھی، مچھر یا کوئی بھنگا منہ میں چلا جاتا ہے ورنہ اکثر اس کا شبہ ہو جاتا ہے کہ منہ میں کچھ چلا گیا۔ پہلی صورت میں انتہائی نقصان دہ اور دوسری صورت میں طبیعت میں انقباض اور بددلی پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ اب اس کی صرف یہی مصلحت ہے یا اس کے علاوہ بھی اس کے فوائد ہیں تو اللہ اور اس کے رسول ہی اس کے بارے میں بہتر جانتے ہیں بہرکیف ہر مسلمان کے لئے اس حکم کی تعمیل ضروری ہے۔

Marfat.com

بَابُ الضِّحْكِ

ہنسنے کا بیان

(۸۷)

۲۵۳۔ عَنْ عَائِشَۃَ رضقَالَتْ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی أَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مجموعی طور پر ہنستے ہوئے کہ نظر آجائے ان کے حلق کا کوا۔ بیشک صرف مسکراتے تھے۔

(بخاری)

الفاظ و معانی:

مَارَأَیْتُ: میں نے نہیں دیکھا
مُسْتَجْمِعًا: مجموعی طور پر
ضَاحِکًا: ہنسنے والے۔ ہنستے ہوئے
حَتّٰی: یہاں تک کہ
اَرٰی: ہم دیکھ لیں
لَھَوَاتِہٖ: آپؐ کے حلق کا کوا
کَانَ یَتَبَسَّمُ: مسکرایا کرتے تھے۔ مسکرادیا کرتے تھے۔

مقصود:

انسان کے ظرف کا اندازہ صرف دو وقت ہوتا ہے انتہائی خوشی اور مسرت کے وقت یا پھر بے حد صدمہ کے موقعہ پر اس لیے جو عالی ظرف اور باوقار ہوتے ہیں کبھی خوشی کے موقعہ

Marfat.com

پر بے قابو ہو کر قہقہے نہیں لگاتے اور اس طرح اپنی کم ظرفی کے اظہار سے بچتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بلند ظرف اور عالی ہمت کون ہو سکتا ہے اس لئے آپؐ نے کبھی کسی پسندیدگی اور خوشی کے موقعہ پر بے قابو ہو کر قہقہے نہیں لگائے کہ یہ عظمتِ نبوت کے خلاف تھا لہٰذا امت کیلئے بھی آپؐ کی یہ سنت وقار اور عالی ظرفی کا بہترین معیار ہے جسے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(۸۸)

۳۵۳۸ وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِي إِلَّا تَبَسَّمَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ جب مجھے پناہ دی (اسلام میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے کبھی نہیں روکا اور جب کبھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیا کرتے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

مَا حَجَبَنِي: جب پناہ دی مجھے۔ مجھے اسلام کی پناہ میں لیا۔ میں نے اسلام قبول کیا۔

مُنْذُ: جب۔ کسی وقت

اَسْلَمْتُ: میں اسلام لایا۔ میں نے خود کو رسول اللہ کے سپرد کیا۔

لَا رَاٰنِي: میں نے نہیں دیکھا۔ اِلَّا تَبَسَّمَ: سوائے مسکرانے کے۔

مقصود:

حدیث مذکورہ سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کر نہ ہنستے اور قہقہہ نہ لگاتے تھے بلکہ اپنی پسندیدگی کے وقت وقار کے ساتھ صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔

○

Marfat.com

(۸۹)

۵۳۹۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ يُصَلِّیْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَأْخُذُوْنَ فِیْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ۔)

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاء نماز سے کھڑے نہ ہوتے تھے سورج نکلنے تک جہاں آپ فجر کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورج نکل آتا پھر جب طلوع ہو جاتا سورج کھڑے ہو جاتے اور گفتگو فرمایا کرتے اور باتیں کرنے لگتے زمانۂ جاہلیت کی (تو صحابہ رضی اللہ عنہم) ہنستے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صرف) مسکرا دیتے (مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا اس روایت میں جو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی "یَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ" (شعر پڑھنے کے بارے میں)

الفاظ و معانی:

مُصَلَّاہُ: جائے نماز — تَطْلُعُ: نکل آنا

اَلشَّمْسُ: سورج — يَتَحَدَّثُوْنَ: باتیں کرنے لگے۔

فَيَأْخُذُوْنَ: پھر اختیار کرنے

مقصود:

انسانی وقار کے لئے ضروری ہے کہ وہ خوشی اور خوش طبعی کے وقت بے قابو ہو کر

Marfat.com

بے تحاشا قہقہے نہ لگایا کرے کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے وقار میں فرق آتا ہے۔

یہی بات اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے دورِ جاہلیت کے مضحکہ خیز حالات اور ان باتوں کا ذکر فرماتے جو انسان کے شایانِ شان نہ ہوتی تھیں تو صحابہ کرامؓ وہ باتیں سُن سُن کر ہنسنے لگتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے۔ حضورؐ کے بیان کا مدعا بھی یہی ہوتا کہ مسلمانوں کو گزشتہ بدبختی اور گمراہی کا حال سن کر عبرت ہو۔ مگر جو فرق رسول اور غیر رسول میں ہونا چاہیے وہ اس وقت بھی نمایاں رہتا کہ آپؐ شانِ نبوت کے وقار کو برقرار رکھتے ہوئے ان حالات میں صرف مسکرانے پر اکتفا فرماتے اور کبھی دوسروں کی طرح قہقہہ لگا کر نہ ہنستے۔

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مومن کو وقار کا احساس رہنا چاہیے۔

Marfat.com

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کی حفاظت، غیبت اور بُرا کہنے کا بیان

(۹۰)

۴۵۹۹ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو مجھے اس کی ضمانت دے جو اس کے دونوں کلّوں کے درمیان ہے اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں ضمانت دیتا ہوں اس کے لئے جنّت کی (بخاری)

الفاظ و معانی:

مَنْ يَّضْمَنُ لِيْ: جو ضمانت دے مجھے

مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ: جو دونوں کلّوں کے درمیان ہے۔ زبان

مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ: جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ شرمگاہ

اَضْمَنُ: میں ضمانت دیتا ہوں۔

مقصود:

اسلامی تعلیمات میں کہیں سے کہیں تک بد زبانی، گالی گلوچ اور سخت کلامی کی اجازت نہیں دی گئی اسی طرح زناکاری سے سختی کے ساتھ روکا گیا۔ اور یہ دونوں ایسے افعال و اعمال

Marfat.com

قرار دیئے گئے کہ ان کے لئے آخرت کا عذاب اور دنیا میں بھی سخت ترین سزا مقرر کر دی گئی۔

مذکورہ ممنوعہ کاموں میں جن کے بارے میں ممانعت وارد ہوئی ہے وہ پہلی اپنی زبان کی حفاظت ہے کہ زبان سے جھوٹ نہ بولے اور دوسروں کو گالیاں نہ دے، سخت و سست نہ کہے اور کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہ کرے گویا غیبت نہ کرے۔ پھر اپنی عفت و عصمت کی حفاظت کرے شرمگاہ کو حرام کاری سے محفوظ رکھے۔ یہ ایسے ممنوعات ہیں کہ ان کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ان عیوب سے پاک اور مبرا ہوگا میں اس کے جنتی ہونے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

(۹۱)

۲۳۶/۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجٰتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) وَفِیْ رِوَايَةٍ يَهْوِیْ بِهَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک جو کوئی بندہ ایسا کلمہ بولتا ہے جو اللہ کی رضامندی کا ہے اور نہیں جانتا اس کی شان تو بلند کر دیتا ہے اس کی وجہ سے اس کے درجے اور بیشک جب بندہ کہتا ہے ایسا کلمہ جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے اور اس کی شان اسے معلوم نہیں ہوتی تو اس کی وجہ سے اُسے ڈال دیا جاتا ہے دوزخ میں (بخاری) اور ایک روایت میں ہے وہ جا گرتا ہے دوزخ کی آگ میں اس کی دوری اتنی ہوتی ہے جیسے مشرق اور مغرب کی ہوتی ہے۔

Marfat.com

الفاظ و معانی:

اَلْعَبْدُ: بندہ — یَتَکَلَّمُ: کہتا ہے

رضوان اللہ: اللہ کی خوشنودی — لَا یُلْقِی: نہیں جانتا

بالاً: شان — یَرْفَعُ: بلند کر دیتا ہے۔

دَرَجٰتٍ: درجے — سَخَطِ اللہ: ناراض ہوتا ہے اللہ

یَھْوِی: پھینک دیا جاتا ہے۔ جا پڑتا ہے۔ بَیْنَ: درمیان

مقصود:

اللہ تعالیٰ اپنی حمد و تعریف کے لئے بندہ کی زبان سے ادا کئے گئے کلمات کو پسند فرماتا ہے خواہ اس کی شان اور خوبیوں کے معنی کہنے والا نہ جانتا ہو لیکن چونکہ اس کی نسبت اللہ کی تعریف ہوتی ہے اس لئے اس کو اجر دیا جاتا ہے مگر جو شخص ایسے کلمات زبان سے نکالے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوں تو اگرچہ وہ اس کے مطلب سے واقف نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ عقل رکھنے کے باوجود اس کے نہ جاننے کے سبب اسے دوزخ میں مبتلا کرتا ہے۔

اس کا ماحصل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جب کچھ زبان سے نکلے تو وہ اچھا کلمہ ہی ہونا چاہئے ورنہ عذابِ آخرت سے بچنے کی کوئی راہ نہ ہوگی۔

(۹۲)

۷۶۰ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّ قِتَالُہٗ کُفْرٌ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گالی دینا مسلمان کو فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے (بخاری و مسلم)

Marfat.com

الفاظ ومعانی:

سِبَابٌ: گالی　　　　فسوق: فسق۔ گناہگاری۔ عہد شکنی۔

مقصود:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جامع اور مشہور خطبہ حجۃ الوداع میں جہاں دوسرے احکامات پر زور دیا تھا اس میں اس پر بھی تاکید کی تھی کہ مسلمان کی عزت اور جان و مال کو دوسرے مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی حضورؐ نے مسلمانوں کو مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کی یوں تلقین فرمائی کہ مسلمانوں کی عزت سے کھیلنا ممنوع ہے اس لئے کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو گالیاں نہ دے اور اس کی عزت سے نہ کھیلے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس نے جو عہد حکمِ خداوندی کی تعمیل کا کیا ہے وہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ایسی بدعہدی ہوگی کہ اس کے ایمان میں خلل انداز ہوگی۔ اس کے علاوہ مسلمان کا کسی مسلمان سے جنگ کرنا اور اس کا خون بہانا اللہ کے نزدیک ایسا بڑا جرم ہے کہ قاتل دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر کفر کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔

(۹۳)

۴٦٠٢ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِيْهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کبھی کوئی شخص نے کہا اپنے بھائی کو کافر تو وہ (کفر) لوٹ آتا ہے ان میں سے ایک کی طرف (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

اَيُّمَا: جبکہ　　　　لِاَخِيْهِ: اپنے بھائی کے لئے

Marfat.com

یاعَ بِہا: پھنس جاتا ہے۔ لوٹ آتا ہے۔ عائد ہوتا ہے۔

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیثِ مبارکہ میں امّت کو یہ نصیحت فرمائی بلکہ تاکید کی کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کے بارے میں کفر کے الفاظ استعمال نہ کرے کیونکہ اس کا اظہار بہت بڑی غلطی ہے اس لئے کہ اگر وہ واقعی کافر نہ ہو اجس کا حال اللہ ہی جانتا ہے تو کہنے والے پر وہی کفر عائد ہو جائے گا۔ یہ اتنی بڑی دھمکی ہے جس کے ذریعہ اس بُری روش سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔

(۹۴)

۴۶۰۳/۵ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو فسق کی تہمت نہ لگائے اور نہ کفر کی تہمت لگائے کیونکہ وہ لوٹ آئے گا اسی پر اگر نہ ہو گا وہ ایسا (بخاری)

الفاظ و معانی:

لَا یَرْمِیْ: تہمت نہ لگائے ۔ بِالْفُسُوْقِ: فسق کی۔

اِرْتَدَّتْ: لوٹ آئے گی۔ اِنْ لَّمْ یَکُنْ: اگر نہ ہو گا

مقصود:

اسلام میں کسی پر تہمت لگانا سخت ناپسندیدہ بات بلکہ جرم ہے تاکہ کسی مسلمان کو اپنے

Marfat.com

دوسرے مسلمان بھائی کے خلاف جھوٹا الزام لگانے کی جرأت نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام میں مسلمانوں کے باہمی خوشگوار تعلقات کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور رسول اللہ ؐ نے مذکورہ حدیث میں اسی کی وضاحت کی ہے کہ بلا تحقیقِ حال کسی مسلمان کے خلاف کسی مسلمان کا جھوٹا الزام اتنا قبیح اور ناپسندیدہ فعل بلکہ جرم ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی پر تہمت لگائے تو سزا کا مستحق ہے اور اگر اس پر کفر کا حکم لگائے اور وہ غلط ہو تو اس نے گویا اتنا بڑا جرم کیا ہے کہ وہ کفر تہمت لگانے والے پر عائد ہو جاتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض قرار دیا گیا کہ وہ کسی مسلمان پر کفر کا الزام نہ لگائیں ورنہ وہ خود کفر میں مبتلا ہو جائیں گے اس سے بڑھ کر اور کیا سزا ہو سکتی ہے غور و فکر کا مقام ہے۔

۹۵

۲۷۰۴/۶ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابوذرؓ سے ہی یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا جس نے کسی شخص کو کفر کے ساتھ یا کہا (اسے) اللہ کا دشمن اور وہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

دَعَا: بلایا۔ پکارا — عَدُوّ: دشمن

لَیْسَ: نہیں ہے — کَذٰلِکَ: ویسا

حَارَ: لوٹ آتا ہے، واپس ہو جاتا ہے، پلٹ آتا ہے۔

Marfat.com

مقصود:

اس حدیث مبارکہ کا بھی وہی مطلب ہے جو اس سے پہلے والی حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ غلط طور پر کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کفر عائد کرنا جبکہ اس کا مخاطب ایسا نہ ہو کہنے والے کو کافر بنا دیتا ہے۔

(۹۶)

۴۶۰۵ وَعَنْ اَنَسٍؓ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَا لَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہل کرنے والا گالی دینے والوں میں سے گناہگار رہے جب تک مظلوم (گالی کھانے والا) اس سے تجاوز نہ کرے (مسلم)

الفاظ و معانی:

مُسْتَبَّانِ: دو گالی دینے والے	فَعَلَی: تو اس پر (گناہ) ہے۔
اَلْبَادِیْ: پہل کرنے والا	یَعْتَدِ: زیادتی کرتا ہے۔

مقصود:

اسلام نے کسی بُرائی کی ابتدا کرنے والے کو ظالم ٹھہرایا۔ کہا جاتا ہے "البادی اظلم" کہ ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہے اور جسے گالی دی گئی وہ مظلوم ہے اور اس وقت تک وہ مظلوم ہی رہے گا جب تک وہ خود اس کا جواب نہ دے اور اگر جواب بھی دے تو اتنا ہی جتنا اس کے لئے کہا گیا لیکن جب اس کی گالی سے بڑھ کر اس کے جواب میں وہ جواب دے گا تو حضورؐ کے نزدیک اس نے اس کا بدلہ چکا لیا اسلئے وہ مظلوم نہ رہے گا۔ اس لئے گالی کا جواب اس سے بڑھ کر دینا

Marfat.com

مناسب نہیں ہے۔

(۹۷)

۴۶۰۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مناسب نہیں ہے کسی سچ بولنے والے کے لئے کہ وہ بہت لعنت بھیجنے والا ہو۔ (مسلم)

الفاظ ومعانی:

لَا یَنْبَغِیْ: مناسب نہیں ہے۔ نہیں چاہئے — لِصِدِّیْقٍ: سچ بولنے والے کے لئے

اَنْ یَّکُوْنَ: کہ ہو جائے وہ — لَعَّانًا: بہت لعنت بھیجنے والا

مقصود:

سچائی پسندیدہ صفات میں سے ہے اور سچا اللہ کا محبوب ہوتا ہے ایسی عمدہ خصلت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی دوسروں کی دل آزاری کرتا ہے خواہ اس کی نوعیت کچھ ہی ہو لیکن دوسروں پر لعنت بھیجنا چونکہ دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہوسکتا ہے اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناگوار جانا اور فرمایا کہ دوسروں پر لعنت بھیجنا مناسب نہیں ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی دل آزاری پسندیدہ فعل نہیں ہے۔

(۹۸)

۴۶۰۷ وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ لَا یَکُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ یقیناً" زیادہ لعنت کرنے والے نہ تو ہوں گے شہادت دینے والے اور نہ شفاعت کرنے والے قیامت کے دن (مسلم)

الفاظ و معانی:

يَقُوْلُ: آپؐ کہہ رہے ہیں ۔ لَعَّانِيْنَ: زیادہ لعنت کرنے والے
شهداء: شہادت دینے والے ۔ شفعاء: شفاعت کرنے والے۔

مقصود:

کسی پر لعنت بھیجنا چونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دل آزاری اور قبیح اور ناپسندیدہ فعل ہے اس لئے لوگوں پر جو زیادہ لعنت بھیجتا ہے خواہ اس کے دوسرے اعمال کیسے ہی اچھے کیوں نہ ہوں اللہ کے نزدیک باعزت نہیں رہتا اس لئے قیامت کے دن اس کی گواہی کسی کے بارے میں تسلیم نہ کی جائے گی اور نہ اس کی شفاعت سُنی جائے گی۔

احادیث بالا سے لوگوں کی دل آزاری کو بڑا مکروہ اور ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا جس کی بدولت اعمال صالحہ اور نیک کام بھی قبول نہیں کئے جاتے اور وہ اکارت جاتے ہیں اس لئے بدزبانی اور تنگ مزاجی سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔

(۹۹)

۲۶۰۸ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کہے کوئی شخص کہ آدمی ہلاک ہو گئے تو وہ (کہنے والا) سب سے زیادہ ہلاک ہونیوالا ہے (مسلم)

Marfat.com

الفاظ ومعانی:

هَلَكَ النَّاسُ : لوگ ہلاک ہو گئے۔

اَهْلَكُهُمْ: وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

مقصود:

کوئی انسان جب خود پسند بن جاتا ہے اور خود کو سب سے بہتر سمجھنے لگتا ہے تو اس کی انانیت اور غرور اسے لے ڈوبتا ہے اور یہی کبر و نخوت اسے لے ڈوبتے ہیں کیونکہ اسی وقت تک نیکی نیکی ہے جب فضل و کرمِ الٰہی پر تکیہ ہو ورنہ وہ غرور و تکبّر کا سبب بن کر اس کے اعمال کو تباہ کر دیتی ہے۔

یہی سمجھانے کے لئے حضورؐ نے حدیث مذکورہ میں فرمایا کہ جو کوئی دوسروں کے بارے میں بدظنی رکھتا ہو اور خود کو ان سے برتر تصور کرتا ہو تو اس کے کہنے سے دوسرے تباہ نہیں ہو جائیں گے کیونکہ جو اپنے اعمال کے بارے میں قبولیت کی امیدیں اللہ تعالیٰ سے وابستہ رکھے اس وقت تک اس کا شمار نیکوں میں ہو گا لیکن جو دوسروں کو بُرا جانے اور اپنی برتری کی وجہ سے انہیں کمتر اور گنہگار سمجھے تو دراصل وہ غلط فہمی کا شکار ہے اور خود اپنے غرور اور برتری احساس کی وجہ سے سب سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والا ہے۔

(۱۰۰)

۳۶۰۹/۱۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ -
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

اور اسی (ابو ہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پاؤ گے لوگوں میں سب سے زیادہ بُرا اس شخص کو قیامت کے دن جو دو رُخا (منافق) جو

Marfat.com

آتا ہے (ایک جماعت کے پاس) ایک طریقہ سے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے طریقہ سے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

تَجِدُوْنَ: تم پاؤ گے۔

شَرَّ النَّاس: بدترین لوگوں میں۔ لوگوں میں سب سے بُرا

ذَا الْوَجْهَیْنِ: دو رخا۔ منافق

هٰؤُلَاءِ: ان کے پاس۔ ایک جماعت کے پاس۔

مقصود:

اسلام صاف ستھرا دین ہے جس میں کہیں سے کہیں تک دھوکہ اور فریب کی گنجائش نہیں ہے۔ سچائی کو اسی لئے بڑی فضیلت قرار دیا گیا اور جھوٹ کو بڑی بُرائی بتایا گیا ہے۔

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے منافق کو اس کے دورخے پن کی وجہ سے بدترین انسان فرمایا کہ کبھی سچ نہیں بولتا۔ کسی سے کچھ کہتا ہے اور دوسرے سے اس کے خلاف باتیں کہا کرتا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دورخے پن کو چھوڑ کر ہمیشہ صحیح اور سچی بات کہا کریں۔

(۱۰۱)

۴۶۱۔ وَعَنْ حُذَیْفَةَ رض قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ نَمَّامٌ)

ترجمہ:

حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ داخل نہیں ہوگا جنت میں چغلخور (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں مسلم کے آیا ہے لگائی بجھائی کرنے والا۔

Marfat.com

الفاظ و معانی:

قَتَّاتٌ: چغلخور۔

نَمَّامٌ: لگائی بجھائی کرنے والا۔ لوگوں کو آپس میں لڑانے والا۔ لُترا۔

مقصود

ایک بُری خصلت اسلام کے نزدیک چغلخوری ہے کہ کوئی کسی کی بات سُن کر دوسرے سے کہہ دے اس طرح دو شخصوں کے درمیان دشمنی اور نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرے جس کے سبب باہم اتحاد اور یکجہتی کو نقصان پہنچے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو۔ چونکہ یہ بات اتحاد باہمی کے لئے نقصان دہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تہدید کی اور سختی سے مسلمانوں کو اس بُری خصلت سے روکنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ چغلخور کبھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

دوسری روایت میں جو مسلم میں بیان کی گئی ہے" نمّام" کا لفظ ہے جس سے مراد لُترا پن ہے کہ لوگوں کو آپس میں لڑانے کے لئے ایک دوسرے سے ایسی باتیں کہنا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگیں۔

اس لئے حضورؐ نے چغلخوری اور لگائی بجھائی کرنے اور لُترے پن کی مذمت فرمائی تو مسلمانوں کے لئے لازم ہو گیا کہ وہ چغلخوری اور لگائی بجھائی سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

(۱۰۲)

۴۷۶۱/۱۳ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَإِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ

Marfat.com

وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَّاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْكِذْبَ فُجُوْرٌ وَّاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے ضروری ہے سچائی کیونکہ سچائی راہ دکھاتی ہے نیکی کی اور نیکی جنت کا راستہ بتاتی ہے اور ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہے اور کوشش کرتا ہے سچ بولنے کی یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے اللہ کے نزدیک "صدیق" اور بچتے رہو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ راہ بتاتی ہے فسق (گناہگاری) کا اور بیشک گناہگاری راستہ بتاتی ہے جہنم کا اور ہمیشہ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے جھوٹ بولنے کی یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے اللہ کے پاس جھوٹا (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں مسلم کی آپؐ نے فرمایا یقیناً سچائی نیکی ہے اور بے شک نیکی راستہ بتاتی ہے جنت کا اور یقیناً جھوٹ گناہ ہے اور بے شک گناہگاری راستہ بتاتی ہے جہنم کی طرف ۔

الفاظ و معانی:

عَلَيْكُمْ: تم پر فرض ہے۔ تمہارے لئے لازم ہے۔ صِدْقٌ: سچائی۔ سچ بولنا۔

اَلْبِرُّ: نیکی

يَهْدِيْ: راستہ بتاتی ہے۔ رہنمائی کرتی ہے۔

يَتَحَرّٰى: کوشش کرتا ہے

اِيَّاكُمْ: بچو تم۔ تم بچتے رہو

اَلْكِذْبُ: جھوٹ

اَلْفُجُوْرُ: گناہگاری۔ فسق

يُكْتَبُ: لکھا جاتا ہے۔

مقصود:

سچائی کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے کہ جیسا دیکھے اسی طرح بیان کرے اور جو

Marfat.com

سُنے اُسے ٹھیک اور درست طریقہ پر بیان بھی کیا کرے اس لئے یہ ایمان کی علامت قرار پائی جس کی وجہ سے انسان ہزاروں بُرائیوں سے بچا رہتا ہے اور اسے اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے سچائی کی ترغیب فرمائی اور اس کا بڑا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ سچائی انسان کو کبھی بُرے کاموں اور گناہگاریوں میں مبتلا نہیں ہونے دیتی جس کا نتیجہ یہ کہ نیک اعمال اس کو جنت کا حقدار بنا دیتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں جھوٹ ایسی بُرائی ہے کہ وہ بُرے کاموں اور بداعمالیوں میں مبتلا کر دیتی ہے اور یہی بُرائیاں اور بداعمالیاں جھوٹے کو جہنم میں دھکیل دیتی ہیں اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ سچ اختیار کریں اور جھوٹ میں مبتلا نہ ہوں۔

(۱۰۳)

۴۶۱۲/۱۴ وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ام کلثومؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جھوٹا وہ شخص جو صلح کراتا ہے لوگوں کے درمیان اور کہتا ہے اچھی بات اور پہنچاتا ہے دوسروں تک اچھی بات (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

لَيْسَ: نہیں ہے۔

اَلْكَذَّابُ: جھوٹا

يُصْلِحُ: صلح کراتا ہے

بَيْنَ النَّاسِ: لوگوں کے درمیان

يَقُوْلُ: کہتا ہے

خَيْرًا: اچھی بات

Marfat.com

یَنۡمِیۡ: ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ دو شخصوں کے درمیان کہتا ہے۔

مقصود:

اسلام نے بعض مقامات پر حالات کے پیش نظر ایسے کاموں کی اجازت بھی دے دی جو عموماً اچھی نہیں سمجھی جاتیں مگر اعمال کی جزاء و سزا کا زیادہ تر دار و مدار نیتوں پر رکھا اس لئے جس طرح بعض امراض کے علاج میں اگر ضروری ہوتا ہے تو ایسی چیزیں اور دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں جو عموماً نقصان دہ ہوتی ہیں لیکن مرض کے دفعیہ کے لئے وہ مفید ثابت ہوتی ہیں اس طرح اگر کوئی شخص دو لوگوں کے درمیان تلخیوں اور اختلافات دور کرانے کے لئے اپنے ذاتی مفاد کے علاوہ دو فریقوں کے درمیان مصالحت کرانے اور دوسروں کے فائدہ کی خاطر کچھ اچھی باتیں کہہ دیا کرے تو اسے جھوٹ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ ایسے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی ہے کہ مصالحت کرانے کے لیے مصلحتاً جھوٹی مگر اچھی باتیں کہہ دی جائیں تو مضائقہ نہیں ہے۔

(۱۰۴)

۱۳ ۲۶ وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ۱۵ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْہِہِمُ التُّرَابَ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم دیکھو تعریف کرنے والوں کو تو ڈالو ان کے چہروں پر مٹی (مسلم)

الفاظ و معانی:

رَاَیْتُمْ: تم دیکھو	اَلْمَدَّاحِیْنَ: تعریف کرنے والے
فَاحْثُوْا: تو ڈالو تم	فِیْ وُجُوْہِہِمْ: ان کے چہروں پر

Marfat.com

التُّرَابَ: مٹی

مقصود:

کم ظرف ہی خوشامد پسند ہوتے ہیں کیونکہ وہ احساسِ کمتری کا شکار ہوتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بے جا تعریفیں انسان کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتی ہیں اور جس کی تعریف کی جائے وہ خود فریبی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضورؐ نے حقیقت پسندی پر زور دیا ہے اسی لئے خوشامد پسندی سے منع فرمایا کہ اس طرح انسان عملِ خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ عرب میں قاعدہ تھا کہ کسی سے اظہارِ نفرت و بیزاری کے لئے دھول اچھالا کرتے تھے اور اسی لئے "یرمی" جب بولا جاتا تو اس سے کنکریاں مارنے یعنی اظہارِ بیزاری کے معنی لئے جاتے تھے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی دھول ڈالنے کا محاورہ اظہارِ بیزاری کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے اور ہمارے یہاں بھی یہی محاورہ "دھول جھونکو" استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب اظہارِ بیزاری و نفرت لیا جاتا ہے۔

(۱۰۵)

۲۶۱۴/۱۶ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ ثَلٰثًا مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَۃَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ اِنْ کَانَ یُرٰی اَنَّہٗ کَذٰلِکَ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ تعریف کی ایک شخص نے دوسرے شخص کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپؐ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے کاٹ ڈالی ہے دوسرے شخص کی گردن۔ (یہ بات) آپؐ نے تین مرتبہ فرمائی جو کوئی تم میں سے جب تعریف کرے ضروری

Marfat.com

طور پر تو یہ کہے کہ میں خیال کرتا ہوں فلاں شخص اور اللہ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے کہ ہے وہ ایسا ہی اور اللہ پر کوئی رائے زنی نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اَثْنٰی: تعریف کی	وَیْلَکَ: افسوس ہے تجھ پر
قَطَعْتَ: تونے کاٹ دی	عُنُقَ: گردن
اَخِیْکَ: اپنے بھائی کی	مادحا: تعریف کرنے والا
اَحْسِبُ: میں خیال کرتا ہوں	حَسِیْبُہٗ: بہتر جانتا ہے۔

لَا اُزَکِّیْ: پوری طرح نہیں جانتا۔ قطعی طور پر نہیں جانتا۔

مقصود:

کسی کی تعریف کرتے ہوئے ہر شخص اس کی حقیقتِ حال سے واقف نہیں ہوتا کہ واقعی وہ ایسا ہی ہے جیسا وہ جانتا ہے کیونکہ اس کی اصلیت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ قابلِ تعریف ہے یا نہیں۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو تعلیم دی کہ کسی کی تعریف کرنا اپنے ممدوح کے عمل کو تباہ کرنا ہے۔ کیونکہ اس کی تعریف نہ معلوم حقیقت پر مبنی ہے یا نہیں اللہ ہی ہر ایک کی حقیقت اور اصلیت جاننے والا ہے اس لئے بلا یقین کے کسی کی تعریف کر دینا اچھا فعل نہیں ہے۔ اور کوئی اللہ پر رائے زنی کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ کسی کے اعمال کو اللہ نے قبول فرمایا ہے یا نہیں اس لحاظ سے کسی کی تعریف کر دینا مناسب نہیں ہے۔

۱۰۶

۴۶۱۵/۱۷ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ

Marfat.com

فَقَدْ بَهَتَّهُ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا قُلْتَ لِأَخِيكَ مَا فِيهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔

ترجمہ :

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے تو انہوں (صحابہؓ) نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں حضورؐ نے فرمایا تیرا بیان کرنا اپنے بھائی کے بارے میں جو اسے ناگوار گزرے کہا گیا کہ اگر دیکھا جائے کہ ہمارے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں تو فرمایا کہ اگر اس میں ہے وہ بات جو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے اس میں تو جو کہا تو نے وہ بہتان ہے (مسلم) اور ایک روایت میں ہے جب کہا تو نے (اپنے بھائی کے بارے میں اس کا ذکر کرے جو اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور جب کہا تو نے وہ جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان لگایا۔

الفاظ و معانی :

أَتَدْرُونَ : کیا تم جانتے ہو۔

يَكْرَهُ : اسے برا جانتا ہو ۔ اسے ناپسند کرتا ہو۔

أَفَرَأَيْتَ : کیا جبکہ تو دیکھ لے

اِغْتَبْتَهُ : غیبت کی تو نے اس کی۔

لَمْ يَكُنْ : قطعی نہ ہو۔

بَهَتَّهُ : تو نے اس پر بہتان لگایا تو نے اس پر تہمت لگائی۔

مقصود :

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید کی سورۃ الحجرات اور دوسرے مقامات پر غیبت کی سخت الفاظ میں ممانعت فرمائی اور رسول اللہؐ نے متعدد مواقع پر اس کی وضاحتیں بیان فرمائیں۔

حدیث مذکورہ سے غیبت کے معنی یہ قرار پاتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنے دوسرے بھائی مسلمان کے بارے میں اس کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہے کہ اگر اس کے سامنے کہی جاتی تو اسے ناگوار ہوتا اس برے فعل سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو پسند کرتا

Marfat.com

ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔"

صحابہ کرامؓ نے جب ارشادِ رسولؐ سنا تو عرض کیا کہ جو بات اس کی غیر موجودگی میں کہی جا رہی ہے اگر وہ واقعی اس میں موجود ہو تو؟ یہ سُن کر حضورؐ نے فرمایا کہ غیبت یہی تو ہے اور اسی سے منع کیا گیا ہے اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو تو وہ "تہمت" ہو گی۔

ماحصل یہ کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں ایسی نازیبا بات کہے کہ اگر اس کے مواجہ اور سامنے کہی جاتی تو اسے رنج ہوتا۔

(۱۰۷)

۲۱۶ وَعَنْ عَائِشَةَ رضؓ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اجازت طلب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی۔ تو فرمایا اسے اجازت دے دو کہ وہ اپنے قبیلہ کا بُرا آدمی ہے پھر جب وہ بیٹھ گیا تو آپ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور خوشی کا اظہار کیا اس کے بارے میں پھر جب

Marfat.com

چلا گیا وہ شخص تو عائشہ رضؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپؐ نے کہا اس سے ایسا اور ایسا پھر آپؐ اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب تو نے مجھے فحش گو پایا ہے یقیناً بدترین شخص قیامت کے دن وہ ہو گا جس کو چھوڑ دیں لوگ اس کی فحش گوئی سے بچنے کے لئے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اِسْتَأْذَنَ: اجازت مانگی — اِئْذَنُوْا: اسے اجازت دے دو۔

فَبِئْسَ: تو برا ہے — اَخُوالْعَشِيْرَةِ: قبیلہ کا فرد

تَطَلَّقَ: کشادہ کر لیا — وَجْهِهٖ: اپنا چہرہ

اِنْبَسَطَ: خوشی کا اظہار کیا مسکرائے — مَتٰى: کب۔ کس وقت

عَاهَدْتِنِيْ: تو نے مجھے پایا — فَحَّاشًا: فحش گو

شَرَّ النَّاسِ: بدترین شخص

مَنْ تَرَكَهٗ: جس کو چھوڑ دیں۔ جس سے دور بھاگیں۔

اِتِّقَاءَ: بچنا

مقصود:

حضورؐ نے فرمایا کہ "حیا ایمان کی ایک شاخ ہے" اس لئے جو شخص دوسروں سے اپنی عزت و احترام کی تمنا رکھتا ہے تو وہ خود بھی دوسرے کی عزت سے نہیں کھیلتا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہر شخص کی عزت اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے انسان پہلے اپنی عزت کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کی عزت کرنے لگتے ہیں۔

دوسری بات اس حدیث نبویؐ سے معلوم ہوتی ہے کہ آنے والے سے خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے ملنا سنتِ رسولؐ ہے۔ اور فحش گوئی انسان کی عزت خاک میں ملا دیتی ہے۔

۱۰۸

$\frac{۳۴۱}{۱۹}$ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فِيْ بَابِ الضِّيَافَةِ۔

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تمام اُمت معافی کی مستحق ہے سوائے ان لوگوں کے جو گناہوں کو بطور فخر بیان کریں اور بیشک لاپرواہ ہوتے ہیں کہ کوئی شخص کام کرتا ہے کوئی رات میں اور صبح اسے چھپایا اللہ نے پھر وہ کہتا ہے اے فلاں شخص میں نے کیا یہ کام ایسا اور ایسا اور رات کو چھپایا ہے اللہ نے اس کا کام پھر وہ صبح کے وقت اس کا پردہ چاک کر دیتا ہے۔

اور ابو ہریرہ رضؓ کی حدیث اس سے پہلے من کان یؤمن باللہ میں گزر چکی اسی باب میں۔

الفاظ و معانی:

المجاھر: فخریہ اپنی بدکاری کو بیان کرنے والا۔ بَاتَ: رات کو کیا

یَکْشِفُ: ظاہر کرتا ہے۔ سَتَرَ اللّٰہُ: چھپایا اللہ نے

مقصود:

گناہ بہرکیف گناہ اور نافرمانی الٰہی ہے۔ اب کسی گناہ کے سرزد ہو جانے کے بعد پشیمانی کا احساس ہو اور اس فعل کے ارتکاب کے بعد شرمندہ گر ہو تو اللہ تعالیٰ اس گناہگار بندے کے گناہ اور بدعملی کو چھپاتا ہے۔ مگر جب نوبت یہاں آ پہنچے کہ کسی گناہ کا کرنے والا اسے فخریہ طور پر دوسروں سے بیان کرنے لگے تو ایسے شخص کو اصطلاح اسلام میں مجاھر کہا جاتا ہے جو

کھلم کھلا اپنے گناہوں کا اظہار فخریہ انداز میں کرتا ہے۔ اس عالم میں چونکہ اسے احساسِ ندامت نہیں ہوتا بلکہ اس میں صریح طور پر ارتکابِ جرم اور بدکاریوں کی جرأت ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ کہ وہ ناقابلِ اصلاح بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے گناہوں کا پردہ چاک کر دیتا ہے اسی لئے حدیثِ مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دوزخی ہونے کی خبر دی ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْمُخَافَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

خاندان اور قوم کی حمایت اور فخر کا بیان

(۱۰۹)

۴۶۷۴ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ فَقَالَ اَکْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰهُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کون سا شخص زیادہ باعزت ہے تو آپؐ نے فرمایا ان میں زیادہ باعزت وہ شخص ہے جو ان میں زیادہ متقی ہو۔ صحابہؓ نے کہا ہم اس بارے میں آپؐ سے نہیں پوچھ رہے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا لوگوں میں زیادہ باعزت یوسف اللہ کے نبی ہیں بیٹے اللہ کے نبی کے ابن خلیل اللہ۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا ہم اس بارے میں آپؐ سے سوال نہیں کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو کیا عربوں کی ذاتوں کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے ہو تو سب نے کہا ہاں! آپؐ نے فرمایا تو جو بہترین ہیں تم میں سے (دورِ) جاہلیت میں تو وہ بہترین ہیں اسلام میں (بھی) جب دین کی سمجھ حاصل کریں (بخاری و مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

اَیُّ: کون سے

اَکْرَمُ: زیادہ عزت والے - زیادہ قابلِ احترام۔

اَتْقٰھُمْ: ان میں زیادہ متقی۔ خلیل اللہ: لقب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کا

نَسْاَلُکَ: ہم پوچھتے ہیں مَعَادِنِ: ذاتیں

خِیَارُکُمْ: تم میں بہتر

اِذَا فَقِھُوْا: جب وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

مقصود:

اسلام کی نظر میں انسان کی عزت و وقار مال و اسباب دنیوی وغیرہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ کے نزدیک وہی زیادہ باعزت ہے جو زیادہ متقی ہو خوفِ خدا رکھتا ہو اور مرضیٔ معبود کے مطابق زندگی گزارتا ہو۔ اس لیے حدیث مذکورہ سے ظاہر ہے کہ دینِ اسلام کی سمجھ رکھنے والا ہی باعزت ہوا کرتا ہے۔

(۱۱۰)

۱۶۷ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرٰھِیْمَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باعزت باعزت کا بیٹا باعزت کا پوتا، باعزت کے بیٹے یوسف ابن اسحٰق ابنِ ابراہیم ہیں (بخاری)

الفاظ و معانی:

اَلْکَرِیْمُ: باعزت: قابلِ احترام ابن: بیٹا

مقصود:

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ انبیاء ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلسل انبیاء میں اس سلسلہ کو جاری وساری رکھا۔ اس لئے اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی نیک اور برگزیدہ بندوں کی اولاد پر اپنا کرم نازل فرماتا ہے اور یہ کرم اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہوتا ہے اپنی ذاتی محنت اور جدوجہد سے حاصل نہیں ہوتا اور اسی سلسلہ کے آخری نبی حضور سرورِ کائنات اور خاتم النبین ہیں۔

(۱۱۱)

٤٦٤٧ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ فِي يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِيْ بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں جنگ حنین میں ابوسفیان بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی باگ پکڑے ہوئے تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی پھر جب مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے میں نبی ہوں جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں (راوی نے) کہا کہ کوئی نہیں دیکھا گیا لوگوں میں اس روز آپ سے زیادہ بہادر (بخاری ومسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

يَوْمَ حُنَيْنٍ : جنگِ حنین	عِنَانُ : باگ۔
بَغْلَتِهٖ : آپؐ کا خچر	غَشِيَهُ : آپؐ کو گھیر لیا۔
مَا رُؤِيَ : نہیں دیکھا گیا	يَوْمَئِذٍ : اس روز
أَشَدُّ : زیادہ بہادر	

مقصود:

اپنے آباء اور بزرگوں کی عظمت پر فخر کرنا بُری بات نہیں ہے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مقامات پر اپنے خاندان اور بزرگوں پر فخر کا اظہار ملتا ہے اور آپؐ کو اس فخر کا حق حاصل تھا اس لئے اگر کوئی اپنے اسلاف کی عظمت کے مطابق بلند اخلاق کا مالک ہو تو بجائے اپنے ذاتی فخر و مباہات کے بزرگوں کی عظمت کا ذکر خود کو ان کا خلف اور پاسدار ہونے کی وجہ سے کرے تو اس میں مضائقہ نہیں مگر جس میں خودلپسندی نہ ہو۔

(۱۱۲)

۴۶۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ إِبْرٰهِيمُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگا اے مخلوق میں سب سے بہتر تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے تو ابراہیم تھے۔

الفاظ و معانی:

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ : مخلوق میں سب سے بہتر	ذَاكَ : وہ

Marfat.com

مقصود:

اپنی ذاتی تعریف پر وہی لوگ اتراتے ہیں جو خود صاحب کمال نہیں ہوتے۔ حدیث مذکورہ سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ اولوالعزم وہی ہوتا ہے جو اپنی تعریف سن کر متاثر نہیں ہوتا بلکہ اس کے جواب میں اپنے بلند مقام اسلاف اور بزرگوں کی عظمت کا اظہار کر کے اپنے بلند مقام ہونے کا اظہار کرتا ہے اور کسی کی خوشامدانہ باتوں اور تعریفوں پر اتراتا نہیں۔

(۱۱۳)

۳۶۷۸/۵ وَعَنْ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عمر فاروق رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میری تعریف اس طرح نہ کیا کرو جیسی عیسائی ابن مریم (عیسیٰ) کی کرتے ہیں تو یقین جانو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں تو کہا کرو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لَا تُطْرُوْنِيْ: تم مبالغہ سے تعریف نہ کیا کرو میری۔ اَطْرَتِ: مبالغہ آرائی کرتے ہیں۔
اَلنَّصَارٰی: مسیح ناصری کے پیرو۔ عیسائی۔ عَبْدُ اللّٰهِ: اللہ کا بندہ

مقصود:

بندہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ وہ حق بندگی ادا کرے۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کا فرمانبردار کوئی نہ ہوا اسی لئے حضور اپنی سب سے بڑی فضیلت اللہ کی بندگی بیان فرمایا کرتے تھے کیونکہ آپ کا ہر عمل اور نقل و حرکت، اٹھنا بیٹھنا غرض ایک ایک لمحہ حکم خداوندی کی تعمیل میں بسر ہوتا تھا۔

Marfat.com

(۱۱۴)

۴۶۷۹/۶ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ الْمُجَاشِعِيِّ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَّلَا يَبْغِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت عیاض بن حمار رض سے روایت ہے کہ یقیناً فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے وحی کی میری طرف کہ تواضع کیا کرو اور فخر نہ کیا کرے کوئی دوسرے پر اور ظلم نہ کرے کوئی دوسرے پر (مسلم)

الفاظ و معانی:

اَوْحٰی: وحی کی۔ وحی بھیجی
اِلَیَّ: میری طرف۔ مجھے
تَوَاضَعُوْا: تم تواضع کیا کرو۔
لَا یَفْخَرَ: فخر نہ کیا کرے۔
لَا یَبْغِیْ: ظلم نہ کرے
عَلٰی اَحَدٍ: کسی ایک پر۔ کسی پر

مقصود:

خود کو کمتر سمجھنا انسانی ترقی مدارج کا سبب ہے اور مقام بندگی یہی ہے کہ انسان خود کو بڑا نہ جانے بلکہ سب کچھ اپنے خالق کی طرف سے عطیہ سمجھے کیونکہ انسان اپنی پیدائش سے موت تک بے اختیار ہے۔ یہ سب کچھ انسان کو اس کی آزمائش کے لئے دیا جاتا ہے اور متاعِ دنیوی خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو اپنی ذاتی نہیں ہوتی اسی لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اللہ کی طرف سے ہدایت فرمائی کہ اس فانی متاعِ دنیوی کے لئے جسے چھوڑ کر جانا ہے کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی نہ کیا کرے۔

O

Marfat.com

بابُ البِرِّ والصِّلَةِ
نیکی و احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

(۱۱۵)

۴۶۹۲/۱ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ عرض کیا ایک شخص نے کہ اے اللہ کے رسول میری مجالست (ہم نشینی) کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں! اس نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں! عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ! ایک روایت میں یہ ہے کہ فرمایا تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا باپ پھر تیرا قریبی عزیز پھر تیرا قریبی عزیز (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

احق: زیادہ حقدار۔ زیادہ مستحق

ادناک: تیرا قریبی رشتہ دار

حسن صحابتی: میری اچھی مجالست میری اچھی ہم نشینی

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں حقوق کی ادائگی کے لئے تاکید فرمائی وہاں ان کے

Marfat.com

مراتب اور مدارج بھی ارشاد فرما دیئے ہیں۔ ان تمام مستحقین میں قریب ترین عزیزوں کے حقوق کو ادا کرنا ضروری قرار دیا۔ چنانچہ ماں، باپ اور ان کے رشتہ کے لحاظ سے جو قریب تر ہوں ان کے حقوق ادا کرنے کی طرف متوجہ فرمایا۔ اس سے صاف طور پر اسلامی معاشرت کا اصلاحی پہلو سامنے آتا ہے کہ ماں اور باپ کے احسانات کا بدلہ تو خیر ہر مسلمان پر اہم ترین فرض ہے ہی مگر ان کے تعلق سے جو لوگ عزیز اور قرابت دار قرار پاتے ہیں۔ حسب مرتبت ان کی خدمت اور احترام بھی ضروری قرار دیا گیا۔ اگر اس اسلامی معاشرتی پہلو کو نظر میں رکھ کر ہر مسلمان اپنا حق ادا کرتا رہے تو افلاس و تنگدستی کے ساتھ احتیاج و پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائے۔

عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اسے "صلہ رحم" کی مخصوص اصطلاح کے ذریعہ بیان کیا گیا اور اس کی ادائیگی کے لئے اتنی تاکید کی گئی کہ فرمایا کہ "قاطع رحم جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا"

۱۱۶

۴۶۹۳ وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غبار آلود ہو اس کی ناک، غبار آلود ہو اس کی ناک، غبار آلود ہو اس کی ناک۔ عرض کیا گیا کہ کس کی یا رسول اللہ؟ فرمایا جس نے پایا اپنے والدین کو بڑھاپے میں ان دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو (اور ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم)

الفاظ و معانی:

رَغِمَ اَنْفُهٗ: خاک آلود ہو اس کی ناک۔ اَدْرَكَ: جس نے پایا۔

Marfat.com

وہ ذلیل وخوار ہوا۔ أو كلاهما: یا دونوں۔

احدهما: ان دونوں میں ایک

مقصود:

والدین کی خدمت خدا اور رسول ؐ کی اطاعت کے بعد سب سے پہلے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں توحید کے اقرار کے بعد سب سے پہلے والدین کی خدمت واطاعت کا حکم دیا ہے اور یہ بات کئی مقامات پر قرآنی آیات میں ارشاد فرمائی ہے یہاں تک کہ ان کو اُف کہنے کی بھی ممانعت فرمادی ہے۔ اور رسول اللہ نے بھی بار بار اس کی تاکید فرمائی اور یہاں تک فرمادیا کہ "جنت ماؤں" کے قدموں کے نیچے ہے"۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی ایک نئے انداز سے والدین کی خدمت کرنے کی تاکید فرمائی گئی کہ اس سے زیادہ بدنصیب کون ہوسکتا ہے جس کے والدین بوڑھے ہوجائیں اور وہ ان کی خدمت نہ کرے۔ یہ تو جنت میں جانے کا ایک وسیلہ ہے۔

(۱۱۷)

۴۶۹۴/۳ وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رضؓ قَالَ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس (مکّہ سے مدینہ) آئی اور وہ مشرکہ تھی۔ قریش کے زمانہ میں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ بیشک میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ رغبت رکھتی ہے (کفر کی طرف) تو کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ فرمایا (رسول اللہ نے) ہاں! اس کے ساتھ سلوک کرو۔

(بخاری ومسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

قَدِمَتْ عَلَیَّ: آئی ہے میرے پاس۔ رَاغِبَۃٌ: کفر کی طرف مائل۔

اَفَاَصِلُھَا: کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں۔ صِلِیْھَا: تو اس کے ساتھ سلوک کر۔

مقصود:

حضرت اسماءؓ کی والدہ مشرکہ تھیں۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب صلح حدیبیہ ہو چکی تھی اور بظاہر امن و امان کی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تنگدستی سے مجبور ہو کر مشرکہ ماں مومنہ بیٹی کے پاس مدینہ امداد کے لئے آئیں تو حضرت اسماءؓ نے پہلے تو اپنے یہاں نہ ٹھہرایا اور کسی دوسری جگہ ان کے قیام کا بندوبست کیا پھر حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کیفیت بیان کی اور ان کے شرک کی طرف توجہ کو بھی عرض کر کے حکم طلب فرمایا۔ غور طلب بات ہے کہ وہ اسلام سے بیزار ہے۔ کفار قریش مسلمانوں اور خود حضورؐ کو سخت تکلیفیں پہنچا چکے ہیں مگر وہ حضرت اسماءؓ کی ماں ہیں اسی وجہ سے انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ماں ہونے کا حق رکھتی ہیں اس لئے حضرت اسماءؓ کو نیک سلوک کرنے کی اجازت بلکہ حکم دیا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اسلامی حسنِ معاشرت کی کیا بہترین مثال ہو سکتی ہے اور ماں کے حقوق کی کس طرح حفاظت کی جا سکتی ہے۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ نے اس بات کو اور بھی واضح کر دیا کہ اگر والدین مسلمان ہوں تو پھر ان کے حقوق کی پاسداری اور ادائیگی کس حد تک ضروری قرار پاتی ہے۔

۱۱۸

۴۶۹۵ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا بِیْ بِاَوْلِیَآءَ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنْ لَّھُمْ رَحِمٌ اَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ بے شک ابو فلاں کی اولاد (ابولہب، ابوسفیان وغیرہ) نہیں ہیں میرے دوست۔ یقیناً میرے دوست ہیں اللہ اور نیک بخت مومن۔ لیکن ان لوگوں سے میری رشتہ داری ہے۔ میں اسے ترکرتا ہوں اسی تری کے ساتھ۔

الفاظ و معانی:

لیسوا: نہیں ہیں وہ۔

باولیاء: دوست۔ محبت کرنے والے۔

ولی: میرا دوست۔

رحم: قرابت داری۔

ابلھا: میں ترکرتا ہوں اسے۔ میں سلوک کرتا ہوں۔

ببلالھا: اس قرابتداری کی وجہ سے۔ اس کی تری کی وجہ سے۔

مقصود:

اس حدیث سے ایک بات واضح ہوگئی کہ اختلافات کتنے ہی کیوں نہ ہوں لیکن قرابتداری کا تقاضا یہی ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔

اس مقام پر یہ جان لینا چاہیے کہ ابولہب جو اگرچہ حضورؐ کا چچا تھا لیکن حالت کفر کی وجہ سے حضورؐ کا یعنی اپنے بھتیجے کا سخت دشمن بلکہ درپے آزار رہا۔ اسی طرح ابوسفیان بھی جب تک ایمان نہ لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمنوں میں سے ایک تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی رشتہ داری کی بنا پر پاسداری کو ضروری سمجھا اور کبھی ایذا پہنچانے کی کوشش نہ فرمائی اور جب موقع ملا تو رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک فرمایا۔ اس لیے صلہ رحم اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائگی خواہ وہ دشمنی ہی کیوں نہ کریں اسلامی تعلیمات اور اسوۂ رسول کے مطابق کرنی چاہیے۔

(۱۱۹)

۴۶۹۶ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ

Marfat.com

وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ
الْمَالِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت مغیرہ رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے "حرام" کر دیا تم پر ماں کی نافرمانی کو اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کو اور بخیلی اور بھیک مانگنے کو اور قیل وقال (بے جا بحث وتکرار) اور زیادہ سوال کرنا اور مال کو ضائع کرنا مکروہ" قرار دے دیا ہے۔

الفاظ ومعانی:

عقوق: نافرمانی۔ منع: انکار۔ بخل۔

واد: زندہ دفن کر دینا۔ ھات: بھیک۔ لاؤ۔

مقصود:

حدیث مذکورہ میں چند امور کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام صادر فرمائے۔

۱۔ چونکہ حکم خداوندی کے مطابق والدین کی اطاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری قرار دیا گیا اس لئے ان کے حکم سے سرتابی اور نافرمانی حرام قرار دے دی گئی۔

۲۔ دور جاہلیت میں عرب غیرت اور تنگدستی کی بنا پر لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ اس بُری رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ حکم نازل فرمایا کہ "تم افلاس کی وجہ سے انہیں قتل نہ کیا کرو ہم ہی تمہیں اور انکو رزق دیتے ہیں"۔ رسول اللہ نے بھی اپنی اس حدیث مبارکہ میں اس فعل کو حرام ارشاد فرما کر مسلمانوں کو دختر کشی سے تاکید کے ساتھ منع فرمایا۔

۳۔ تیسری نصیحت بخل سے باز رہنے کے بارے میں فرمائی اور چونکہ اس حدیث میں "حرم" کے تحت اسے ارشاد فرمایا اس لئے اپنی ضروریات زندگی کی بجا آوری کسی ستم رسیدہ اور پریشان حال سائل کے سوال پر اسے جھڑکنے اور انکار

Marfat.com

کرنے کی شدید ممانعت فرمائی اس طرح گویا بخل حرام فعل ہے۔

۴۔ اسی طرح اپنی خودداری کو ٹھیس پہنچانا اور بجائے اپنے دست و بازو اور محنت کی کمائی کے بھیک مانگنے کو قابلِ نفرت قرار دینے کے لئے اسے بھی "حرام" فرما کر ناجائز قرار دے دیا۔

۵۔ اور جن باتوں کو قابلِ نفرت قرار دیا ان میں زبردستی اور محض سخن پروری اور بیجا ضد سے بحث و مباحثہ کو مکروہ قرار دے دیا۔

۶۔ پہلے گداگری کو بطور پیشہ اختیار کرنے کو تو حرام قرار دے دیا گیا تھا مگر کسی شدید ضرورت کے وقت کسی سے مدد طلب کرنے سے بالکل نہ روکا۔ لیکن بار بار لوگوں سے امداد طلب کرنے کو بھی قابلِ نفرت قرار دے دیا۔

۷۔ مالداروں کو اپنی شان و شوکت کے اظہار کے لئے اسراف اور فضول خرچی سے روکنا بھی ضروری تھا کہ دولت کا بے مصرف ضائع ہونا اللہ کو ناپسند ہے جس کے لئے قرآن حکیم میں فضول خرچ کرنے والوں کو "اخوان الشیاطین" فرمایا گیا اس کی تاکید کرتے ہوئے اس نار وا فعل کو قابلِ نفرت ارشاد فرمایا۔

(۱۲۰)

۴۶۹۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:—

حضرت عبداللہ بن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کبیرہ گناہوں میں کسی کو والدین کو گالی دینا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا ہاں! جب کوئی گالی [illegible] کسی شخص کے باپ کو

Marfat.com

تو وہ اس کے باپ کو (جواب میں) گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو (اس کے جواب) وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی: الشتم: گالی

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ کے ذریعہ دوسروں کے بزرگوں خصوصاً ماں باپ کو برا کہنے اور گالیاں دینے سے منع فرمایا۔ اور اس انداز میں کہ اگر تم یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی تمہارے ماں باپ کو گالیاں دے تو پھر تم دوسروں کے ماں باپ کو گالیاں دینا کیوں پسند کرتے ہو اور باہم خوشگوار تعلقات کو نقصان پہنچا کر اسلامی معاشرہ میں بدمزگی کا کیوں سبب بنتے ہو اس لئے جب تم دوسروں کے والدین کی عزت کرو گے تو دوسرے تمہارے والدین کی عزت کریں گے۔

اس کے علاوہ اس پر غور کیا جائے کہ جب دوسروں کے والدین کا احترام ضروری قرار دیا گیا تو پھر اپنے والدین کے احترام کا خیال رکھا جائے گا جس سے زندگی میں خوشگواری پیدا ہوگی اور اس سے بڑھ کر والدین کے احترام کا جذبہ بڑھے گا۔

(۱۲۱)

۴۶۹۸ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُّوَلِّيَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً سب سے اچھی نیکی کسی شخص کا اچھا سلوک ہے اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اسکے (باپ) کے مرنے کے بعد (مسلم)

الفاظ و معانی:

ابر البر: سب سے اچھی بہترین نیکی۔ اھل ودّ: دوست۔ محبت کرنیوالا۔

Marfat.com

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے ایسے صالح معاشرہ کی بنیاد ڈالی جس میں بغض وعناد اور حسد و نفرت کی جگہ محبت و خلوص اور اتحاد و تعاون نے لی اور ایسا خاندانی ربط پیدا کیا کہ بدامنی و مخالفت کی جڑیں کٹ گئیں۔

حدیث بالا میں والدین کے علاوہ ان لوگوں کے احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی جو کسی کے والدین کے دوست رہے ہوں۔ کیونکہ حق دوستی صرف دوست کی زندگی تک ہی باقی نہیں رہتا بلکہ جس طرح اولاد کو ورثہ میں مال و دولت ملتی ہے اسی طرح والدین کے تعلقات کی بحالی اور اس کی پاسداری بھی دراصل والدین کے احترام میں شامل ہوجاتی ہے۔

(۱۲۲)

۴۶۹۹/۸ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَ يُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پسند کرتا ہو کہ اس کی روزی میں وسعت (کشادگی) اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے تو اسے اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا چاہئے۔ (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

من احب: جو پسند کرتا ہو۔ جو چاہتا ہو۔ یبسط: کشادہ کردیا جائے۔ فراخ کردیا جائے۔

ینسالہ: اور تاخیر کردی جائے اس کیلئے۔ فی اثرہ: اس کی موت میں

فلیصل۔ تو پورا کرے۔ ادا کرے۔ رحمہ: اس کی رشتہ داری۔

مقصود:

صلہ رحمی کی تاکید رسول اللہ ﷺ نے بار بار فرمائی اور اس ترغیب کے لئے ارشاد فرمایا

Marfat.com

کہ صلہ رحمی سے رزق میں کشادگی اور برکت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ عزیزوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کے لئے اس کی عمر میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

(۱۲۳)

۴۷۰۰/۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَیِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِیْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰی یَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور جب فارغ ہوا اس سے تو رشتہ داری قائم ہوئی تو اس نے رحمن (اللہ) کی کمر پکڑ لی۔ اللہ نے فرمایا کیا چاہتا ہے تو رحم نے کہا یہ جگہ اس کے کھڑے ہونے کی ہے جو پناہ مانگتا ہے تیرے ذریعہ سے قطع رحم سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس پر راضی ہے کہ جو اس کو قائم رکھے اس کے ساتھ اچھا سلوک کروں اور جو تجھ سے تعلق توڑے تو میں اس سے قطع تعلق کر لوں۔ اس نے عرض کیا کہ "ہاں" اے اللہ! تو اللہ تعالیٰ فرمایا کہ اچھا یہ وعدہ رہا۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

خَلَقَ: پیدا کیا۔ الخلق: مخلوق

فَرَغَ: فارغ ہوا۔ بحقوی: کمر

مَهْ: کیا چاہتا ہے۔ العائذ: پناہ مانگنے والا

القطیعۃ: کاٹنا۔ الا ترضین: کیا تو اس پر راضی ہے۔

ان اصل: کہ میں اچھا سلوک کروں۔ من وصلک: جو تجھ سے تعلق جوڑے

Marfat.com

واقطع: اور اس سے تعلق توڑ لوں۔ من قطعك: جو تجھ سے تعلق توڑ لے۔

فذاك: تو ایسا ہی ہوگا۔ یہ وعدہ پورا ہوگا۔

مقصود:

اس حدیث نبویؐ سے یہ واضح ہے کہ قطع رحم کرنے والا یعنی وہ شخص جو رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا کرم نہیں کرتا اور اسے خیر و برکت حاصل نہیں ہوتی مگر جو کوئی صلۂ رحمی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالے اپنی رحمتوں اور برکتوں سے اسے نوازتا ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ اصل مقصد کو ذہن نشین کرانے کے لیے تمثیلی انداز اختیار فرماتے ہیں۔ حضور جب کسی اہم نصیحت کو سمجھانا چاہتے تو مختلف انداز میں بیان فرماتے تاکہ اس کو ہر سطح کا شخص اچھی طرح جان لے اور وہ بات اہم سمجھنے لگے۔

۱۲۴

۴۷۰۱/۱۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

اور حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ رحم لیا گیا ہے رحمٰن سے۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص ملائے گا تجھے میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔ (بخاری)

الفاظ و معانی:

شجنةٌ: ایک حصہ، ماخوذ، لیا گیا، بنایا گیا۔ وصلكِ: تجھ سے ملے گا۔ تجھ سے تعلق جوڑیگا۔

وصلتهٗ: میں سے (تعلق) جوڑوں گا۔ قطعكِ: تجھ سے توڑے گا۔ تجھ سے قطع تعلق کرے گا۔

قطعتهٗ: میں اس سے (تعلق) توڑوں گا۔

Marfat.com

مقصود :

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی مدد فرماتا اور انہیں نوازتا ہے جو رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہیں اور جو قطعِ رحم کرتے اور رشتہ داروں سے بے تعلق ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی اپنی خیر و برکت ان سے روک دیتا ہے۔

(۱۲۵)

۴۷۰۲/۱۱ وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِیْ وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَہُ اللّٰہُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ :

حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم معلق ہے عرشِ الٰہی میں اور وہ (بطورِ دعا) کہتا ہے کہ جو مجھے ملائے گا (رشتہ داری قائم کرے گا) اسے اللہ تعالیٰ ملائے گا۔ اور جو شخص مجھے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے گا۔

(بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

مُعَلَّقَةٌ : ملا ہوا۔ لٹکا ہوا۔ وابستہ   العرش : عرشِ الٰہی

مقصود :

گزشتہ احادیث نبوی ؐ کی طرح اس حدیث مقدسہ سے بھی یہی واضح ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خبر گیری و امداد خوشنودیٔ رب اور فلاح و کامرانی کا سبب ہے اور جو اس کا خیال نہیں رکھتا وہ بڑا بدنصیب اور خیر و برکت سے محروم رہتا ہے کیونکہ قطعِ رحمی اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(۱۲۶)

۴۷۰۳/۱۲ وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل نہ ہو سکے گا رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنت میں۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لا یدخل: داخل نہ ہو سکے گا۔ قاطع: رشتہ داری کا لحاظ نہ کرنے والا۔

مقصود:

رشتہ داروں کا حق اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے مقابلہ میں مقدم رکھا ہے اس لئے اگر کوئی اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا خیال نہیں کرتا۔ ان کی مدد استطاعت کے مطابق نہیں کرتا تو گویا قاطعِ رحم اور نافرمانِ الٰہی ہے اس لئے جو نافرمانِ خداوندی ہو وہ کسی طرح بھی جنت اور کرمِ ربانی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

(۱۲۷)

۴۷۰۴
۱۳ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (صلۂ رحمی کرنے والا) وہ نہیں ہے جو بدلے میں کرے۔ لیکن (صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے) کہ جب رشتہ داری کا تعلق ختم کر دیا جائے تو بھی رشتہ داری کو قائم کرے (بخاری)

الفاظ و معانی:

الواصل: صلۂ رحمی کرنے والا۔ بالمکافی: بدلہ میں۔ عوض میں۔

Marfat.com

مقصود:

اس حدیث مقدسہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ کسی رشتہ دار کے حسن سلوک کے بدلہ میں اس کے ساتھ اچھا سلوک صلہ رحمی میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ کوئی رشتہ دار اس سے کٹ جائے اور تعلق نہ رکھے تب بھی اس کی رشتہ داری کا خیال کر کے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور محض صلہ رحمی کی بنا پر اس کی مدد کی جائے۔

(۱۲۸)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے۔ میں احسان کرتا ہوں ان کے ساتھ اور وہ برائی کرتے ہیں میرے ساتھ۔ میں بردباری کرتا ہوں اور وہ جہالت سے پیش آتے ہیں میرے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا ہی کرتا ہے جیسا تو نے کہا تو گویا تو انہیں گرم راکھ پھنکاتا ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے ان کے مقابلہ میں جب تک تو اس پر قائم رہے گا۔

(مسلم)

الفاظ و معانی:

یسیئون: وہ برائی کرتے ہیں۔ احلم: میں تحمل کرتا ہوں۔ برداشت کرتا ہوں۔

Marfat.com

یجھلون: وہ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ **تسفّھم:** تو پھنکاتا ہے۔

الملّ: گرم راکھ۔ بھوبھل۔ **ظہیرا:** مددگار۔

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں قطع رحم کرنے والوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے والوں اور اچھائی کے بدلے برائی کرنے والوں کے لئے عذابِ دوزخ کی خبر دی ہے اور ان لوگوں کو اللہ کی امداد کی خوشخبری دی جو رشتہ داری کا لحاظ کرتے اور صلہ رحمی کے خیال سے درگزر کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب الشفقت والرحمۃِ علی الخلق
اللہ کی مخلوق پر شفقت و رحمت کا بیان

(۱۲۹)

۴۷۲۸ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت جریر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ رحم نہیں کرتا اس پر جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (بخاری ومسلم)

الفاظ و معانی:

لا یرحم اللہ: اللہ رحم نہیں کرتا ۔ من لا یرحم الناس: جو رحم نہیں کرتا لوگوں پر

مقصود:

اسلامی معاشرہ کی بنیاد چھوٹوں سے شفقت سے پیش آنا اور مصیبت زدہ اور بدحال انسانوں پر رحم کرنے پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہؐ نے جہاں چھوٹوں کے ساتھ شفقت اختیار کرنے کی تلقین فرمائی وہیں ان لوگوں پر رحم کرنے کا حکم بھی دیا۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی وقت کسی مرحلہ میں دوسروں کی امداد کی ضرورت پیش آسکتی ہے اس لئے مفلوک الحال انسانوں اور ان لوگوں کے ساتھ جنہیں کسی وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا ہونا پڑے خواہ ان سے غلطی ہی سرزد ہوچکی ہو اور وہ اس کی بنا پر سزا و عقوبت کے لائق ہوں انہیں سزا دینے کا اختیار رکھنے

Marfat.com

کے باوجود معاف کردینا اور درگزر اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اس کی بہترین مثال فتح مکہ ہے کہ آپؐ نے اپنے جانی دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کے باوجود ان سے درگذر فرمائی اور سزا کا اختیار رکھنے کے باوصف معاف فرما دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ کافر جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

(۱۳۰)

۴۷۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آیا ایک دیہاتی رسول اللہؐ کی خدمت میں اور عرض کرنے لگا کیا آپ پیار کرتے ہیں بچوں کو ہم تو انہیں پیار نہیں کرتے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں اس پر قادر ہوں کہ جو (رحمت) اللہ نے تیرے دل سے نکال دی ہے پھر ڈال دوں۔

(بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

أ: کیا

تقبلون: تم پیار کرتے ہو۔ تم چومتے ہو۔

الصبیان: بچے

أملك: مجھے اختیار ہے۔ میں قدرت رکھتا ہوں

نزع اللّٰہ: چھین لی ہے اللہ نے

من قلبك: تیرے دل سے

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا حق دوسرے انسان پر مقرر فرمادیا ہے جس کی ادائگی ضروری ہے۔ اور سنتِ رسول اللہ ان احکام کی تشریح اور عملی تفسیر ہے۔ اگر بڑے چھوٹوں سے محبت وشفقت سے پیش نہ آئیں تو بچوں کے ذہن وفکر پر اس کا اچھا اثر نہیں پڑتا اور بڑوں کی شفقت

Marfat.com

سے محروم بچے نہ ترقی کر سکتے ہیں اور نہ معاشرہ کیلئے مفید و کار آمد بن سکتے ہیں۔ یہی بات مذکورہ حدیث نبویؐ سے واضح ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقِ حسنہ کی بہترین مثال تھے۔

حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو شفقت سے پیار کیا اور ان کا حق انہیں دیا ورنہ دورِ جاہلیت میں بچوں سے شفقت کا برتاؤ ناپید تھا اسی لئے اس زمانہ کے بچے صالح و امن پسند نہ بن سکے تھے۔ حضورؐ نے تعمیرِ معاشرہ فرمائی اور انسان کو اس کا حصہ دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بے مثال معاشرہ پیدا ہوا جس میں دیانت و صدق اور رحم و رافت پیدا ہوئی جس کی مثال اقوامِ عالم میں نہیں ملتی۔

(۱۳۱)

۴۷۳۰ وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں اور مجھ سے سوال کرنے لگی۔ میں نے اپنے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا تو وہ میں نے اسے دے دی۔ پھر اس نے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اور اس میں سے بالکل نہ کھایا۔ وہ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے وہ واقعہ کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا جو آزمائش میں مبتلا کیا جائے۔ ان لڑکیوں کے ساتھ تھوڑا سا بھی اور وہ ان کے ساتھ احسان کرے تو یہ وہ بن جائیں گی اس کے لئے آتشِ دوزخ سے۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

فلم تجد عندی: میں نے بالکل نہ پایا اپنے پاس۔ — النار: آگ۔ آتشِ دوزخ۔

غیر تمرۃٍ: سوائے ایک کھجور کے۔

فاعطیتھا: تو میں نے اسے دے دی۔ — ابنتیھا: اپنی دونوں لڑکیوں کو۔

من بتلی: جو آزمائش میں ڈالا جائے۔ جو مصیبت میں مبتلا کیا جائے۔ — فحدثتہ: تو میں نے بیان کر دیا آپؐ سے۔

ستراً: پردہ۔ رکاوٹ۔

بشیءٍ: کسی چیز میں تھوڑا سا بھی۔

مقصود:

ماں اگرچہ فطرتاً اپنی اولاد کے لئے ایثار کرتی ہے مگر دورِ جاہلیت میں لڑکیوں کو عار سمجھا جاتا تھا اور اس کی کچھ بھی قدر نہ تھی۔ ان حالات میں اگر ایک ماں جذبۂ ایثار سے خود بھوکی رہ کر اپنی بیٹیوں کا پیٹ بھرتی ہے تو وہ اللہ کی خوشنودی اور اجر کا سبب بن جاتا ہے۔ اگرچہ ماں ہونے کے لحاظ سے اس کا ایثار دراصل اس کا فرض ہوتا ہے مگر اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی ایثار اسے عذابِ جہنم سے محفوظ رکھنے کا سبب بن جائے گا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب ماں کو بھی اس جذبہ کا اجر ملے گا تو ماں اور باپ نہ ہونے کے باوجود کسی پر شفقت اور حسنِ سلوک کرنا کس قدر اجر کا سبب بن سکتا ہے۔

(۱۳۲)

۴۷۳۱/۴ وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پرورش کرے دو بیٹیوں کی یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو یک جا ہوگا قیامت کے دن وہ شخص اور میں اس طرح

Marfat.com

جس طرح دو انگلیاں اور دو انگلیاں ملا کر دکھائیں (مسلم)

الفاظ و معانی:

من عال: جس نے پرورش کی۔ جاریتین: دو لڑکیاں۔

حتیٰ تبلغا: یہاں تک کہ وہ جوانی تک پہنچ جائیں۔ ھٰکذا: اس طرح۔

اصابعہ: اپنی انگلیاں۔

ضمہ: ملائیں۔

مقصود:

آنے والی نسل اور مستقبل کی ذمہ داریاں اٹھانے والے لوگ اسی وقت معاشرہ اور سوسائٹی کے لئے مفید و کار آمد بن سکتے ہیں جب انہیں بڑوں کی شفقت حاصل ہو۔ اسی طرح قوم کی فلاح و بہبود اس پر منحصر ہے کہ اس کی نگہداشت شفقت سے کی جائے۔ بے وسیلہ لوگوں کو سہارا دینا اور لڑکیوں کی پرورش کو اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر اہمیت دی کہ انہیں پرورش کرنے والے کو اس اعزاز سے نوازا کہ وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ بیٹیوں کی پرورش کر کے کوئی جنت میں ایسے اعزاز کا مستحق قرار پائے جو حضور نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا۔

(۱۳۳)

۴۷۳۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
۵
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ
کَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ کَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ
وَکَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خبر گیری کرنے والا بیوہ عورت اور مسکین کا ایسا ہے جیسا کوئی جد و جہد کرنے والا ہو راہِ خدا میں۔ آپؐ نے یہ

Marfat.com

بھی فرمایا جیسے نماز کا پڑھنے والا کہ وہ کوتاہی نہیں کرتا۔ اور اس روزہ دار کی مانند جو روزہ افطار نہ کرتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اَلسَّاعِی: کوشش کرنے والا خبر گیری کرنیوالا۔ قائمٌ: کھڑا رہنے والا۔ نماز میں کھڑا رہنے والا۔

فی سبیل اللہ: اللہ کی راہ میں۔ مرضیٔ الٰہی کیلئے۔

لایفتر: کمی نہیں کرتا۔ کمی اٹھا کر نہیں رکھتا۔ لایفطر: روزہ افطار نہیں کرتا مسلسل روزہ رکھتا ہے۔

الارملۃ: بیوہ عورت

مقصود:

عورت بیوہ ہو کر بے سہارا ہو جاتی ہے اس لئے اس کی خدمت صاحبِ استطاعت لوگوں کے لئے حکمِ رسول کے مطابق ضروری ہے جو صرف رب کی رضا کے لئے ہو تاکہ معاشرہ میں ابتری پیدا نہ ہو۔ یہ حکم صرف قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے لئے ہی نہ تھا بلکہ قیامت تک کے لئے دیا گیا ہے۔ اسی طرح جو لوگ محتاج اور مسکین ہوں۔ اُن کی حاجت برآری بھی ضروری قرار دے دی گئی۔ حدیث مذکورہ سے یہ واضح ہے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا اس قدر اجر کا مستحق ہوگا جس قدر مسلسل قیامِ صلوٰۃ یعنی نمازیں پڑھنے والا اجر کا مستحق ٹھہرایا جائے گا یا اس کا اجر مسلسل روزہ رکھنے والے کی طرح اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے عنایت فرمائے گا۔

دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توحید کے اقرار اور ثابت قدمی کے بعد حقوق العباد کو بہت پسند فرمایا ہے۔

(١٣٤)

٤٧٣٣ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور پرورش کرنے والا یتیم کا وہ اس کا (عزیز) ہو یا غیر کا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپؐ نے اشارہ کیا انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر کشادگی رکھی دونوں کے درمیان (بخاری)

الفاظ و معانی:

کافل: کفالت کرنے والا۔ پرورش کرنیوالا۔ السبابہ: شہادت کی انگلی۔

الوسطیٰ: درمیانی اُنگلی۔ فرّج: کشادہ رکھی۔ الگ الگ رکھی۔

مقصود:

جس بچہ کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جائے تو اس کی یتیمی کا بار اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دوسرے صاحبانِ استطاعت پر ضروری ہے تاکہ معاشرہ کا کوئی پہلو کمزور نہ رہے اور صالح معاشرہ داغدار نہ بن جائے۔ اسی لئے نبی اکرمؐ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کے لئے یہ بشارت دی کہ اس کار خیر کا اتنا زیادہ اجر اللہ کی جانب سے دیا جائے گا کہ وہ جنت میں مجھ سے بہت قریب ہوگا۔

(١٣٥)

٤٢٣٤ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو پائے گا مومنوں کو آپس میں رحم کرنے، محبت کرنے اور مہربانی کرنے میں ایسا جیسے ایک

Marfat.com

ایسا جسم ہوتا ہے کہ دُکھتا ہے کوئی عضو تو شریک ہو جاتا ہے اس میں تمام جسم بیداری اور بخار میں۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

تری : تو دیکھے گا۔ تو پائے گا۔

تراحمھم : آپس میں رحم کرتے ہیں۔

توادّھم : باہم محبت کرتے ہیں۔

تعاطفتھم : ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنے میں۔

کمثل الجسد : ایک جسم کی طرح

اذا : جب

اشتکیٰ : دکھ ہوتا ہے

عضواً : ایک جوڑ کو

تداعیٰ لہٗ : تو شریک ہو جاتا ہے اس میں۔

سائر : تمام۔ سب

بالسھر : بیداری

الحمیٰ : بخار

مقصود :

حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی ایک علامت یہ ارشاد فرمائی کہ مسلمانوں کا باہمی ربط و تعلق اس قدر گہرا اور مستحکم ہونا چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کا دکھ درد اسی طرح محسوس کریں جس طرح جسم کے مختلف اعضاء بظاہر الگ الگ ہوتے ہیں مگر جب کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم اس کے احساس سے بے چین ہو جاتا ہے اور نیند نہیں آتی یہاں تک کہ اس ایک عضو کا دکھ اس قدر محسوس کیا جاتا ہے کہ تمام جسم اس صدمہ سے بخار کی کیفیت میں پھنکنے لگتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو باہمی تعلقات میں اس قدر حساس ہونا چاہئے کہ ایک مومن کی تکلیف اور زحمت تمام مومنین محسوس کریں اور اس کی تکلیف و زحمت کو اپنی تکلیف و زحمت محسوس کریں۔

اس لئے واضح ہو گیا کہ ربطِ باہمی ہی ایمان کی علامت ہے۔

○

Marfat.com

(۱۳۶)

۴۷۳۵/۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

اور ان ہی نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب مؤمن شخص واحد کی طرح ہیں اگر دکھتی ہے ایک آنکھ تو دکھتا ہے سارا جسم اور اگر دکھتا ہے اس کا سر تو دکھتا ہے تمام جسم (مسلم)

الفاظ ومعانی:

کَرَجُلٍ وَاحِدٍ: ایک شخص کی طرح ہوتے ہیں۔ عَیْنُہٗ: اس کی آنکھ

کُلُّہٗ: سب کا سب۔ تمام جسم رَأْسُہٗ: اس کا سر

مقصود:

اس حدیث مبارکہ میں بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنوں کے درمیان باہمی ربط واتحاد کو مثال دے کر ارشاد فرمایا کہ تمام مؤمن جسدِ واحد کی طرح ہوتے ہیں کہ ایک کی تکلیف اور زحمت تمام مؤمنوں کے لئے تکلیف وزحمت ہونی چاہئے ایمان کا ثبوت تو یہی ہے۔

(۱۳۷)

۴۷۳۶/۹ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰ رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مؤمن

Marfat.com

مومن کے لئے ایک مکان کی مانند ہے کہ مضبوط رکھتا ہے ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو پھر آپؐ نے انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے بتایا (کہ اس طرح)

الفاظ و معانی:

كالبنيان: ایک مکان کے مانند ہے۔ يشد: مضبوط کرتی ہے، سہارا دیتی ہے، کھینچے رکھتی ہے۔

شبك: آپس میں داخل کیا۔

بين اصابعه: اپنی انگلیوں کے درمیان۔

مقصود:

جس طرح ایک عمارت کی مختلف اینٹیں گو الگ الگ ہوتی ہیں مگر ہر ایک دوسری کو سہارا دے کر اسے اپنی جگہ قائم رکھتی ہے۔ اس حدیث نبویؐ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر ایک مکان سے مثال دے کر ذہن نشین کرایا کہ ہر اینٹ علیحدہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی مگر سب اینٹیں ایک دوسرے کو سہارا دے کر ایک مکان کی شکل میں متحد ہو جاتی ہیں تو ہر ایک اپنی جگہ محفوظ ہو جاتی ہے اسی طرح جب مومن ایک دوسرے غمخوار و ہمدرد ہوں گے تو اس سے ملّی تعمیر ہو گی اور ہر ایک اپنی جگہ اہم اور آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

(۱۳۸)

۲۷۴۳ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَآءَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوموسیٰؓ سے ہی روایت ہے کہ جب آتا آپؐ کے پاس کوئی سوال کرنے والا اور ضرورتمند آتا تو آپؐ (صحابہؓ سے) فرماتے اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں اس کا اجر ملے (اور یوں تو) جاری فرماتا ہے اللہ اپنے رسول کی زبان سے جو (حکم) چاہتا ہے (بخاری ومسلم)

الفاظ و معانی:

اتاه: آتا آپ کے پاس۔ اشفعوا: سفارش کرو۔

Marfat.com

فلتوجروا: تو اجر دیا جائے گا۔ یقضی: حکم جاری کرتا ہے۔

ماشاءَ: جو چاہتا ہے۔

مقصود:

مؤمن دوسرے ضرورتمند مؤمن کے لئے اگر کچھ سلوک کرنے کی حیثیت نہ رکھتا ہو تو دامے درمے کی طرح اس کی کسی صاحب استطاعت سے سفارش تو کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں اسے اس کا بھی اجر دیا جائے گا۔ مطلب واضح ہے کہ کسی نہ کسی طرح مؤمن کی مدد کی جائے۔ دوسرے حصّہ میں رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ضرورتمندوں کی حاجت برآری کے لئے اپنے رسولؐ کے ذریعہ حکم نازل فرما دیا مگر جو ایسا نہ کر سکے اور مجبور ہو تو کم از کم اس کی سفارش کرنے سے تو معذور نہیں ہے اس کا بھی اللہ تعالیٰ اجر عنایت فرماتا ہے۔

(۱۳۹)

۴۷۳۸ وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ فَذَالِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مدد کرا اپنے (مسلمان) بھائی کی وہ ظالم ہو یا مظلوم تو ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میں تو مدد کرتا ہوں مظلوم کی تو (بتایئے) ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ فرمایا تو اسے ظلم سے روکے۔ اس کا روکنا ظلم سے تو یہی مدد ہے اس کی۔ (بخاری و مسلم)

مقصود:

ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ غمخواری کریں اور ان کی ہر ممکن

Marfat.com

امداد کریں۔ ظاہر ہے کہ ظلم رسیدہ شخص کی مدد تو اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے مگر ظلم کرنے والا بھی مسلمان ہو اور وہ کسی اشتعال یا غلط فہمی کی بنا پر کسی پر ظلم کرتا ہے تو اس کی بھی مدد کرنی چاہیئے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکا جائے تاکہ وہ عذابِ آخرت سے بچ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خیر خواہی کا جہاں تک تعلق ہے تو وہ ہر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے لئے بمنزلہ فرض ہے۔ ان حالات میں مظلوم کی داد رسی کرنا اور اس کی امداد تو خیر کرنی چاہیئے مگر ظلم کرنے والے کو سمجھانا اسے ظلم سے باز رکھنا اور ضرورت پڑے تو ظلم سے روکنے کے لئے اس کے مقابلہ پر سخت رویہ اختیار کرنا بھی اجر کا سبب ہے۔

(۱۴۰)

$\frac{۲۷۳۹}{۱۲}$ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو کوئی مسلمان اپنے بھائی پر ظلم کرے اور نہ اسے ہلاکت میں ڈالے جو کوئی ضرورت پوری کرتا ہے اپنے بھائی کی تو اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو کوئی دور کر دیتا ہے مسلمان کی مصیبت کو تو اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے (خصوصاً) روزِ قیامت کی مصیبت اور جس نے چھپایا کسی مسلمان کا عیب اللہ چھپائے گا قیامت کے دن اس کا عیب۔

(بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

اخوا: بھائی۔ **لایظلمہ:** اس پر ظلم نہیں کرتا۔

Marfat.com

لا یُسْلِمُہٗ: اسے ہلاکت میں نہیں ڈالتا۔ — من فرّج: جو دور کرتا ہے۔

کُرْبَۃً: کوئی مصیبت — من ستر: جو چھپاتا ہے۔ جو پوشیدہ رکھتا ہے۔ جو ڈھانپتا ہے۔

مقصود:

اسلامی تعلیمات نے بتایا کہ مسلمان آپس میں ایک بھائی کی مانند ہیں اس لئے کسی مسلمان کے لئے روا نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی مسلمان پر ظلم و زیادتی کرے اور اسے نقصان پہنچائے۔

دوسری تعلیم یہ دی گئی کہ جب اپنے بھائی پر کوئی بُرا وقت آجائے تو اس مصیبت کو دور کرنے میں مدد کی جائے اس لئے جو کوئی کسی بھائی کی حاجت برآری کرے گا تو اللہ اس کی حاجت روائی فرمائے گا اور قیامت کے روز کی زحمت سے اسے محفوظ فرمائے گا۔

تیسری بات یہ کہ بھائی ہونے کے لحاظ سے اگر کسی سے بُرائی سرزد ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسے چھپائیں اور دوسروں کی نظر میں اُسے رسوا اور بے عزت نہ کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

ان تمام توضیحات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان رافت و عطوفت، مہربانی اور اُخوّت کے جذبات باہم پیدا کرنے کی طرف مسلمانوں کو متوجہ فرمایا ہے۔ اور اس کے لئے اجر کی خبر دی ہے۔ تاکہ مسلمان باہم صدقِ دل سے اخوّت پر کاربند ہیں۔

(١٤١)

٣٢٣٠/٣ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اسے ذلیل کرے اور نہ اس کی توہین کرے تقویٰ یہیں ہے (یہ فرماکر) آپؐ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کیا تین مرتبہ (پھر فرمایا) انسان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ حقیر جانے اپنے بھائی کو۔ مسلمان کے لئے مسلمان کی ساری زندگی (چیزیں) حرام ہیں، اس کا خون اس کا مال اور اس کی آبرو (مسلم)

مقصود:

اسلام عام امن وامان کا داعی ہے اور ظلم وجبر کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار متعدد آیات میں ظلم نہ کرنے کی تاکید فرمائی اور یہ بھی ارشاد ربانی ہوا کہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور ارشاد رب العالمین کی مختلف موقعوں پہ نئے نئے انداز میں تشریح فرمائی۔

حدیث مذکورہ میں حضورؐ نے چند وضاحتیں فرمائیں:

۱۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس لئے ان کے درمیان ظلم و زیادتی کا وجود نہیں ہونا چاہیئے۔

۲۔ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عزت سے نہ کھیلے اور اس کو رسوا نہ کرے اور نہ ذلت کا رویہ اختیار کرے۔

۳۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو حقیر اور کمتر نہ سمجھے اور اس کے ساتھ ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو اس کے شایانِ شان نہ ہو۔

۴۔ تقویٰ تکمیل ایمان ہے جس کا مقام انسان کا سینہ اور دل ہے ظاہری اعمال نہیں۔

۵۔ مسلمان کے خلاف کسی مسلمان کی اتنی سی بات بھی شر اور برائی ہے کہ وہ اسے حقیر و ذلیل سمجھے۔

۶۔ ہر مسلمان کا خون اور جان لینا یا اس کے مال پر ناجائز قبضہ یا اسے تلف اور ضائع کرنا اور اس کی آبروریزی کرنا حرام کردیا گیا ہے۔

Marfat.com

(۱۴۲)

۲۴۲۱/۱۲ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلٰثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَّ رَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ وَّعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْ عِيَالٍ وَّ اَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَّا يَبْغُوْنَ اَهْلًا وَّ لَا مَالًا وَّ الْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ وَّ اِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ وَالْكَذِبَ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت والے تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ حاکم اور بادشاہ جو انصاف کرنے والا اور احسان کرنے والا ہو جسے (نیکی کی) توفیق دی گئی ہو۔ دوسرا وہ شخص جو رحم کرنے والا اور نرم دل ہو رشتہ داروں کے ساتھ۔ تیسرا وہ جو اسلام پر پختہ یقین رکھے اور پرہیزگار ہو اور اہل وعیال رکھتا ہو۔ اور دوزخ والے پانچ قسموں کے ہیں ایک تو وہ جو کمزور عقل رکھتا ہو جو اسے ناشائستہ معاملات سے نہ روکے وہ تمہارے ماتحت ہیں جو پرواہ نہیں رکھتے بیوی اور مال کی۔ دوسرے وہ خیانت کرنے والا کہ جسے لالچ بیٹھنے نہیں دیتی اور ٹوہ میں لگا رہتا ہے تاکہ اس میں خیانت کرے۔ تیسرے وہ شخص کہ وہ نہ صبح دیکھے نہ شام دیکھے اور تجھے دھوکہ دینے کی فکر میں لگا رہے تیرے اہل و مال کے بارے میں۔ اس کے بعد ذکر فرمایا آپؐ نے بخیل اور جھوٹ بولنے اور بد خلق اور فحش گو کا۔ (مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

مُقسط: عادل۔ انصاف کرنے والا۔ | متصدقؔ: احسان کرنے والا۔
موفق: نیکیوں کی توفیق دیا گیا۔ | رقیق القلب: نرم دل۔
ذی قربیٰ: عزیز رشتہ دار۔ | عفیف: حرام سے بچنے والا۔ پاکدامن۔
متعفف: سوال سے بچنے والا۔ | ذو عیال: اہل و عیال کی خبر گیری کرنے والا۔
تبع: خادم۔ ماتحت۔ نوکر چاکر۔ | لا یبغون: خواہشمند نہ ہوں
اِن دقؔ: چین سے نہ بیٹھنے والا۔ | الا خانہ: سوائے خیانت کرنے کے۔
لا یصبح ولا یمسی: نہ صبح دیکھے نہ شام۔ | یخادعك: تجھے دھوکہ دے۔
الشنظیر: بخیل، کاذب۔ | الفحاش: فحش گو۔

مقصود:

مندرجہ بالا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک اور جنتی ہونے کی چند علامتیں ارشاد فرمائیں:

۱۔ حاکم وقت جو انصاف سے حکمرانی کرے اور جسے اللہ تعالےٰ نے نیکیوں کی توفیق عنایت فرمائی ہو۔

۲۔ وہ شخص جو چھوٹے پر مشفق اور بڑوں پر مہربان ہو اور نرم دل اور رشتہ داروں کا لحاظ رکھنے والا ہو۔

۳۔ وہ شخص جو حرام چیزوں اور کاموں سے بچتا رہے، سلامت روی سے جئے اور اہل وعیال کے بارے میں اللہ پر بھروسہ رکھے۔

پھر اُن لوگوں کے بارے میں فرمایا جو دوزخی ہوں گے

۱۔ وہ کمزور عقل والا اور نفس پرست جسے عقل نازیبا کاموں سے باز نہ رکھے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ زیادہ تر اس زمرہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو بدکاری کے سبب نکاح کی رغبت نہیں رکھتے اور حرام کاری میں خوش ہیں اور نہ انہیں حلال و حرام کی توجہ ہوتی ہے بلکہ انہیں اپنا پیٹ بھرنے سے غرض ہوتی ہے۔

Marfat.com

۲۔ وہ خیانت کرنے والا اور بددیانت جسے اس کی حرص چین سے نہ بیٹھنے دے اور وہ پوشیدہ طور پر ٹوہ میں لگا رہے تاکہ کسی طرح اسے کسی نہ کسی قبضہ میں کرلے اور بددیانتی سے اپنا مقصد پورا کرے خواہ وہ معمولی چیز ہی ہو۔

۳۔ وہ شخص جو تیرے گھروالوں اور دولت کے لئے صبح دیکھے نہ شام بلکہ ہر وقت اس گھات میں لگا رہے کہ کسی طرح تجھے دھوکہ دے سکے۔

۴۔ وہ بخیل جو نہ خود کھائے نہ کسی کو کچھ دے اور جھوٹ بولنے والا ہو۔

۵۔ وہ شخص جو کسی کی کوئی مدد نہ کرے اور فحش گو ہو جس کی وجہ سے بے حیائی پھیلے اور لوگوں کی عزتیں خراب ہوں۔

مندرجہ بالا ارشادات کو دیکھا جائے تو مستحقِ اجر وہ مومن قرار دیئے جا سکتے ہیں جو ہر ہر موقعہ پر حقوق العباد کا لحاظ رکھتے ہیں اور سزا کے لائق وہی لوگ ہونگے جو حقوق العبود کی پرواہ نہیں کرتے۔

(۴۳)

$\frac{4742}{15}$ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت انس کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ مومن بن ہی نہیں سکتا کوئی جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

و: قسم ہے۔ واو قسمیہ	نفسی: میری جان
یحب: پسند کرتا ہے۔ چاہتا ہے	لاخیہ: اپنے بھائی کے لئے

Marfat.com

مقصود:

دنیا میں خوشگوار اور مطمئن زندگی اسوقت تک نہیں گزر سکتی ہے جبتک دوسروں سے تعلقات خوشگوار نہ ہوں اور تعلقات اسی وقت اچھے رہ سکتے ہیں جبتک ایک دوسرے کا تعاون حاصل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو نئے انداز سے اس کی جانب متوجہ فرمایا کہ جب تم اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان امتیاز نہ کروگے اور اس کے لئے بھی وہی باتیں پسند کروگے جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تو تمہارے درمیان محبت وخلوص کی فضا پیدا ہوجائے گی جو تمہاری کامیابیوں اور اطمینان وسکون کے لئے ضروری ہے۔ یہاں اس بات کو نظر میں رکھنا چاہئے کہ رسول اللہؐ نے تکمیلِ ایمان کی علامت اسے قرار دیا اور اتنی تاکید فرمائی کہ بغیر اس کے کوئی مومن بن ہی نہیں سکتا۔

(۱۴۴)

۴۷۷۳ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم وہ مومن نہیں قسم خدا کی وہ مومن نہیں ہے۔ عرض کیا گیا کہ کون اے اللہ کے رسولؐ۔ فرمایا وہ کہ جس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں اس کی برائی سے۔ (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

قیل: کہا گیا۔ عرض کیا گیا۔ بوائقہ: اس کی برائی سے۔

مقصود:

اسلام نے اچھا معاشرہ پیدا کرنے کے لئے ہر ایک کے حقوق مقرر کردیئے۔ ان میں

Marfat.com

پڑوسی اور ہمسائگی کا حق بھی ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم امن و عافیت پسند فرماتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ پڑوسی ہر وقت کا ساتھی ہوتا ہے اور خوشی کے علاوہ رنج کا شریک ہونا چاہئے۔ سب سے بڑی نعمت اچھی ہمسائگی ہے اسی لئے اس میں مسلم و غیر مسلم سب شریک ہیں۔ حق جوار اس قدر اہم ہے کہ خود نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے اللہ کے حکم سے جوار کے حق کی اتنی تاکید کی کہ سمجھنے لگا کہ کہیں اسے وراثت میں شریک نہ کر دیا جائے۔ اسی لئے احادیث نبویؐ میں پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بہت تاکید فرمائی گئی اور دوسروں کے مقابلہ پر ان کے ساتھ ظلم و تعدّی کو دس گونہ عذاب و سزا کا مستحق قرار دیا۔

حدیثِ بالا میں یہی تاکید بار بار تکرار کے ساتھ ارشاد فرمائی گئی۔

(۱۴۵)

۲۴۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنت میں نہ جائے گا وہ جس کی برائی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہوگا۔ (مسلم)

الفاظ و معانی:

جارہٗ۔ اس کا پڑوسی

مقصود:

اس حدیث مبارکہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے حقوق کی پاسداری کی طرف مومنوں کو متوجہ فرمایا بلکہ خبردار کیا کہ پڑوسی کے ساتھ کسی طرح کی برائی ایمان کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں فرماتا۔

Marfat.com

(۱۴۶)

۴۷۴۵/۱۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رض وَابْنِ عُمَرَ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا۔ مسلسل جبرئیلؑ مجھے ہدایت کرتے رہے پڑوسی (کا حق ادا کرنے) کے بارے میں یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اُسے وارث قرار دے دیں گے۔

الفاظ و معانی:

ما زال: ہمیشہ۔ مسلسل۔ — یوصینی: مجھے ہدایت دیتے رہے۔

ظننتُ: میں نے خیال کیا — سیورثہٗ: اسے وارث بنا دیں گے۔

مقصود:

پڑوسی چونکہ ہر وقت دکھ اور ہر معاملہ کا قریبی ساتھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امینؑ کے ذریعہ حضور نبی اکرمؐ کو بار بار حقوقِ جوار کی یاد دہانی فرمائی تاکہ آپؐ مؤمنوں کو تاکید کے ساتھ اس پر آمادہ کریں کہ وہ ان کے ساتھ حسنِ معاشرت اور اچھے تعلقات قائم کریں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک اختیار کرنے لگیں۔

(۱۴۷)

۴۷۴۶/۱۹ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اِثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُحْزِنَهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

Marfat.com

ترجمہ :

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم تین آدمی ہو تو دو آدمی سرگوشی نہ کریں جب تک بہت لوگ نہ مل جائیں اس وجہ سے وہ رنجیدہ خاطر ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

فلا یتناجی: تو سرگوشی نہ کرے، کانا پھوسی نہ کرے۔ اثنان: دونوں

دون الآخر: دوسرے سے الگ ہوکر دوسرے کے بغیر ۔ حتیٰ تختلطوا: یہاں تک کہ دوسروں کے ساتھ مل جاؤ۔

من اجل: وجہ یہ ہے۔ سبب یہ ہے۔ یحزنہ: وہ رنجیدہ ہوگا۔

مقصود :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی زندگی کے کسی حصہ کو اپنی ہدایات سے بے بہرہ نہ چھوڑا۔ جلوت ہو یا خلوت ہر حالت کے لئے آپؐ کی ہدایات ہمارے سامنے ہیں جو ہماری رہنمائی کے لئے ارشاد فرمائی گئیں۔ تنہا اور انفرادی زندگی کا کوئی پہلو ہو یا اجتماعی معاشرت کی کوئی سمت ہو ہر جگہ حسنِ معاشرت کے لئے ہدایات سے ہمیں نوازا۔

حدیث مذکورہ میں اس حالت کا ذکر ہے کہ جب تین آدمی ساتھ جا رہے ہوں تو اس حالت میں دو شخصوں کا سرگوشی کرنا اور تیسرے کو نظر انداز کرنا تنہا رہ جانے والے کے لئے رنج کا سبب بن سکتا ہے اور بدظنی پیدا کر سکتا ہے اس لئے ایسا کرنے سے منع فرمادیا گیا کہ اس سے رنج کے علاوہ بدگمانی بھی پیدا ہوتی ہے اور باہمی اعتماد کو ٹھیس لگتی ہے۔ اب اگر کوئی بات دو شخصوں کو کرنی ہی ضروری ہے تو جب بہت لوگوں سے مل جاؤ اس وقت باہمی گفتگو کر سکتے ہو کیونکہ ایک مجمع میں دھیمی آواز میں باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا کیونکہ سب لوگ ان کے ساتھی نہیں ہیں اور کوئی بات ایسی بھی ہو سکتی ہے کہ دوسروں کو سنانی مناسب نہ ہو۔

(۱۴۸)

۷۲۴۔ وَعَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ قَالَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت تمیم داریؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دین نصیحت (خیر خواہی) ہے۔ تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا کہ کس وجہ سے؟ فرمایا اللہ کے لئے، اللہ کی کتاب (قرآن) کے لئے، اللہ کے رسولؐ کے لئے اور مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے (مسلم)

الفاظ و معانی:

النصیحۃ: نصیحت، اچھی بات کی رہنمائی۔ ثلثا: تین مرتبہ

لمن: کس لئے، کس وجہ سے۔ للّٰہ: اللہ کے لئے۔

مقصود:

دین کا لفظ صرف عبادات تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں زندگی اور معاشرت کا ہر پہلو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرمؐ کے ذریعہ اپنی ہدایات کو مکمل قرار دیا اور زندگی کے کسی پہلو کو اپنی ہدایات سے محروم نہ چھوڑا اس لئے حضورؐ کا یہ ارشاد کہ دین کو اللہ کے لئے اختیار کرو جس کی ہدایات قرآن حکیم کے ذریعہ نازل کی گئیں اور رسولؐ نے عملی طور پر جس کا نمونہ تمہارے سامنے پیش کر دیا اور یہی ہدایات حسب مرتبت ملت کے رہنما اماموں اور تمام مسلمانوں کی راہ نما ہیں۔ جس سے سرتابی اور اغماض کسی طرح جائز نہیں ہے۔

۱۲۹

۴۲۴۸/۲۱ وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی نماز قائم کرنے، اور زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے کے لئے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

بایعتُ: میں نے بیعت کی	اِقام الصلوٰۃ: نماز کو قائم رکھنے
ایتاء الزکوٰۃ: زکوٰۃ ادا کرنے	والنصح: اور خیر خواہ کرنے

مقصود:

اسلام اسی لئے قبول کیا جاتا ہے کہ انسان فسق وفجور اور برائیوں سے محفوظ رہے۔ نماز اس کے لئے ضروری ٹھہرائی گئی تاکہ بندہ حقِ بندگی ادا کرکے قبولِ اسلام کا ثبوت دے۔ حقیقی مساوات کا عادی بن جائے۔ دنیوی کاروبار کو چھوڑ کر اللہ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہو۔ جسم کو کثافت سے پاک وصاف کرے اور متقی کو اپنا امام بنا کر افلاس و امارت کے فرق کو مٹا دے پھر دنیا کی دولت میں سے اللہ کے حکم کے مطابق زکوٰۃ ادا کرکے اپنے مال کو پاک وصاف اور محفوظ کرے۔ اس کے علاوہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کرنا اللہ کی رضا کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو ان تمام باتوں پر عمل انسان کو خدمتِ خلق کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کو یہی منظور رہے۔

Marfat.com

باب ماینھی عنہ من التھاجر والتقاطع واتباع العورات

بیان ممنوع باتوں، ملاقات کے ترک کرنے اور دوستی کرنے اور عیب جوئی کا

(۱۵۰)

۴۸۰۵ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز نہیں ہے کسی مرد (مسلمان) کے لئے کہ الگ رہے (خفا رہے) کسی مسلمان سے تین راتوں سے زیادہ وہ دونوں آمنے سامنے ہوں تو یہ منہ پھیر لے اور وہ منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے السلام علیکم کہے (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لا یحل: جائز نہیں ہے — یھجر: جدا رہے۔ الگ رہے۔

لیال: راتیں — فیعرض: تو منہ پھیرلے۔

خیرھما: بہتر دونوں میں — یبدأ: ابتدا کرتا ہے۔ پہل کرتا ہے۔

Marfat.com

مقصود :

اسلام نے مسلمانوں کے درمیان صلح وآشتی کو پسند کیا ہے اور باہمی ناراضگی اور رنجش کو برا سمجھا ہے کیونکہ دینِ اسلام ایسا معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے جس میں تمام انسان خصوصاً مسلمان ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہوں اور جن کی دوستی اللہ کے لئے ہو جس سے ہر فرد کا فائدہ متوقع ہے۔ اسی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر زور دیا کہ کسی مسلمان کا اپنے بھائی مسلمان سے ناراض رہنا جائز نہیں۔ اگر دونوں کے درمیان کسی معاملہ میں ناراضگی اور رنجش ہوگئی ہو تو وہ تین راتوں سے زیادہ نہ رہنی چاہئے۔ اس دوران ان میں سے ہر ایک کو جھگڑے اور ناراضگی کی وجہ معلوم ہوسکتی ہے تاکہ وہ آئندہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں پھر ان میں سے جو دوسرے سے مصالحت کے لئے پیش قدمی کرے۔ اسی کو اللہ زیادہ پسند فرمائے گا۔

(۱۵۱)

۴۸۲۶ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ :

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بچاؤ تم خود کو بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے اور کسی کی ٹوہ نہ لگایا کرو اور کسی کے سودے نہ لگاڑو اور حسد نہ کیا کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھا کرو اور کسی کی غیبت نہ کرو اور بنے رہو اللہ کے بندے اور بھائی بھائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپس میں حرص نہ کیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

ایاکم: بچتے رہو۔

الظن: بدگمانی

اکذب: بدترین جھوٹ

لا تجسسوا: ٹوہ نہ لگایا کرو۔ جاسوسی نہ کیا کرو۔

لاتناجشوا: سودے نہ بگاڑو۔ قیمت میں زیادتی نہ کرو۔

لا تحاسدوا: حسد نہ کیا کرو۔

لا تدابروا: آپس میں غیبت نہ کیا کرو۔ کسی کے پیٹھ پیچھے برائی نہ کیا کرو۔

لاتباغضوا: آپس میں بغض نہ رکھو۔

کونوا: ہو جاؤ تم۔

لاتنافسوا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔

مقصود:

حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمنوں کو باہم خوشگوار اور مطمئن زندگی گزارنے کے لئے چند ایسے عیوب کی طرف متوجہ فرمایا جو اسلامی معاشرہ میں ' ناگواری' بدمزگی اور بے اطمینانی کا سبب بن جاتے ہیں مثلاً:

۱۔ بدگمانی کرنا دو شخصوں کے درمیان افتراق کا بیج بونا ہے اسی لئے بلا تحقیق و مشاہدہ ایک مسلمان اپنے دوسرے بھائی سے محض اپنے ذاتی خیال سے بدگمانی کرے تو ایسا کرنا بدترین جھوٹ ہے اور آپس کے تعلقات میں فرق آسکتا ہے۔

۲۔ تجسس اور کسی کے عیوب کی کرید اور جستجو کرنا' آپس کے تعلقات میں بگاڑ پیدا کر سکتا ہے اور سوائے خود ساختہ اور بد باطنی کے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ نقصان پہنچ جاتا ہے اس لئے خوشگوار تعلقات قائم رکھنے کے لئے تجسس سے روکا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بالکل ان ہی الفاظ میں مسلمانوں کو تجسس سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی۔

۳۔ جان بوجھ کر کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے اور کسی سودا خراب کرنے کے لئے زیادہ بھاؤ لگانا جبکہ خریداری منظور نہ ہو اپنے بھائی کو نقصان پہنچانا بڑا ظلم ہے اس لئے اس برے فعل سے روکا گیا۔

۴۔ کسی کی ترقی اور خوشحالی سے جل کر بلا وجہ خار کھانا اور بجائے خود ترقی کرنے کے ترقی پانے والے اور خوشحال کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونا خرابیوں کا سبب بن جاتا ہے۔

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

۵۔ دل میں دشمنی رکھنا اور دائمی رنجش کا برقرار رکھنا اسلام میں لپسندیدہ نہیں کیونکہ کینہ تو نہ خود اپنی ہلاکت کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ وہ دوسرے کو نقصان پہنچا سکے یا نہ پہنچا سکے مگر خود ہر وقت اندر ہی اندر ملتار رہتا ہے اپنی صحت تباہ کرتا اور زبردستی کی مصیبت مول لے لیتا ہے اس لئے لبغض رکھنے سے منع فرما دیا گیا۔

۶۔ کسی کی غیبت میں اس کی برائی کرنا خود اپنے خبث باطن کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بری خصلت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہو حالانکہ تم اس سے گھن کرتے ہو۔" اس سے بڑھ کر غیبت کی مذمت اور کیا ہو سکتی ہے۔

ان مذکورہ امور کی مخصوص ہدایت کا مقصود مسلمانوں کی باہمی معاشرتی تعلقات کو خوشگوار بنانا اور ایک دوسرے کے دل میں محبت و خلوص پیدا کرنا ہے۔

(۱۵۲)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھول دیے جاتے ہیں جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن۔ پھر بخش دیا جاتا ہے ہر وہ شخص جو کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ مگر وہ شخص (محروم رہتا ہے) کہ جو اس کے بھائی کے اور اس کے درمیان عداوت تو کہا جاتا ہے (فرشتوں سے) کہ مہلت دے دو ان دونوں کو دو

Marfat.com

دن کی کہ دونوں باہم صلح کرلیں۔

الفاظ و معانی:

تُفتَح: کھول دیئے جاتے ہیں۔
یوم الاثنین: پیر کا دن
یوم الخمیس: جمعرات کا دن۔
فیغفر: تو بخش دیا جاتا ہے۔گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
شحناً: عداوت۔کینہ
یصطلحا: دونوں صلح کرلیں۔
انظروا: مہلت دے دو۔

مقصود:

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے کہ کس طرح کرم کیا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ ہفتہ میں دو دن اپنی خصوصی عنایت اور کرم سے گناہگاروں کے گناہ معاف فرماتا ہے اور وہ دو دن پیر اور جمعرات کے ہیں جن دنوں میں سوائے شرک کرنے والوں کے ہر گناہگار کی بخشش کی جاتی ہے لیکن جس طرح مشرک کی بخشش نہیں کی جاتی اسی طرح وہ مسلمان بھی بخشش وعطا سے محروم رہتے ہیں جو آپس میں دشمنی رکھتے ہوں اور ایک دوسرے سے کینہ دل میں رکھیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مشرک کی قطعی بخشش نہیں ہوگی مگر اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ایسے دو دشمنی رکھنے والے مسلمانوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی کہ اگر وہ دو دن میں باہم صلح و صفائی کرلیں تو رحمت و بخشش کے حقدار ہو سکتے ہیں۔

حدیث مذکور پر غور کرنے سے یہ واضح ہے کہ مسلمانوں کا باہم دشمنی رکھنا اس قدر اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کہ ان کے لئے مشرک کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ان مسلمانوں کے لئے تنبیہ ہے جو ایک دوسرے سے نفرت کرتے اور آپس میں عداوت رکھتے ہیں۔

(۱۵۳)

۴۸۰۸ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ مَرَّتَیْنِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا

Marfat.com

عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَآءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیش کئے جاتے ہیں لوگوں کے اعمال ہر جمعہ کو دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیر کے دن اور جمعرات کو تو بخشش کی جاتی ہے۔ ہر بندہ کی سوائے اس کے جس کی اپنے بھائی کے ساتھ عداوت ہو تو فرمایا جاتا ہے (فرشتوں سے) کہ چھوڑے رکھو ان کو دو دن یہاں تک کہ وہ صلح کرلیں (مسلم)

الفاظ ومعانی:

يُعْرَضُ: پیش کئے جاتے ہیں۔ اتركوا: چھوڑے رکھو انہیں۔ ان کو مہلت دو۔

حتّٰى يفيئا: یہاں تک کہ وہ باہم صلح کرلیں۔

مقصود:

اس سے پہلے والی مذکورہ حدیث مبارک کی طرح اس سے بھی یہی ظاہر ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں دشمنی کرنے لگیں تو وہ اللہ کی بخشش سے محروم ہو جاتے ہیں اور باہم صلح وصفائی انہیں اللہ تعالیٰ کے کرم وعطا کا مستحق بنا دیتی ہے۔

(۱۵۴)

۵۰۰۹ وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ ابْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْئٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلٰثٍ اَلْحَرْبُ

Marfat.com

وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ فِي بَابِ الْوَسْوَسَةِ۔

ترجمہ:

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرا دے اور اچھی بات کہے اور ایک کی دوسرے تک بھلی بات پہنچائے۔ (بخاری و مسلم)

اور "مسلم" نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہو مگر تین موقعوں پر ایک تو لڑائی میں (دشمنانِ اسلام سے جنگ میں) دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں اور تیسرے شوہر کی بات بیوی سے اور بیوی کی بات شوہر سے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ان الشیطٰن قد یئس "باب الوسوسہ" میں بیان کی جا چکی ہے۔

الفاظ و معانی:

يصلح : صلح کرا دیتا ہے۔

يرخص : اجازت دیتے ہیں۔

الحرب : جنگ

الاصلاح : صلح کرا دینا۔ بہتری کرنا۔

الرجل : مرد، شوہر۔

المرأة : عورت۔ بیوی۔

مقصود:

اس حدیث نبوی سے بھائیوں کے درمیان صلح و صفائی کرانے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اگر دو مسلمانوں کے درمیان شکر رنجی اور جھگڑا ہو جائے تو اس سے معاشرہ متاثر ہوتا ہے اس لئے ان کے درمیان صلح و صفائی کے لئے اگر کوئی درمیانی شخص اچھی باتیں منسوب کر کے جو حقیقتاً ان میں سے کسی نے نہ کہی ہوں محض رفع شر اور مصالحت کے لئے کہہ دے تو چونکہ اس کی ذات کو خود اس کا فائدہ نہیں پہنچتا مگر اس سے مسلمانوں کی معاشرتی فضا درست ہو سکتی ہے اس لئے مصالحت کی خاطر اگر کچھ غلط بیانی سے بھی کام لے لیا

Marfat.com

جائے تو اس کی اجازت دے دی گئی۔

رفعِ شر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت دے دی جبکہ مجبوری سے ایسا کیا جائے اُن میں ایک تو حالتِ جنگ ہے جب دشمنانِ اسلام سے مقابلہ ہو کیونکہ ایسے موقعہ پر دشمن کو دھوکہ دینا اور اصل حال سے اسے بےخبر رکھنا جنگ کے لئے مفید ہو سکتا ہے دوسرے دو مسلمانوں کے درمیان صلح و صفائی کرانے کے لئے اگر ضروری ہو تو اپنی طرف سے دوستی کی فضا پیدا کرنے کی خاطر خلافِ واقعہ باتیں جو اُن کی دشمنی کو ختم کر سکیں کہی جا سکتی ہیں کیونکہ اس کا مقصود دو بھائیوں کو عناد اور دشمنی سے بچانا ہے اپنی ذاتی منفعت نہیں تیسرے شوہر اور بیوی کے درمیان اگر کسی بنا پر اختلاف ہو جائے تو ان دونوں کی زندگی بلکہ ایک گھرانے کی تباہی کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ایسے موقع پر اس کی اجازت دے دی گئی کہ دونوں کے درمیان مصالحت اور صلح و صفائی اور رفعِ شر کے لئے بیوی کی باتیں اس کے شوہر سے جبکہ وہ بیوی سے ناخوش ہو اور شوہر کی باتیں بیوی سے جبکہ وہ ناراض ہو خلافِ واقعہ ہی سہی لیکن زندگیوں کو تباہی اور پریشانیوں سے بچانے کے لئے کہنے کی اجازت دے دی گئی۔

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر کبھی مسلمانوں کے درمیان کسی وجہ سے رنجش پیدا ہو جائے تو ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے درمیان صلح و آشتی کی فضا پیدا ہو خواہ اس کے لئے خلافِ واقعہ باتیں کہنے کی نوبت ہی کیوں نہ آجائے یہ مسلمانوں کے باہم اتحاد کے لئے کس قدر اہم ہے۔

Marfat.com

باب الحذر والتأنی فی الامور
کاموں میں احتیاط اور توقف کا بیان

(۱۵۵)

۴۳۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ڈسا جاتا مومن ایک سوراخ سے دوبار۔ (بخاری ومسلم)

الفاظ ومعانی:

لا یلدغ: ڈسا نہیں جاتا۔ جحرٍ واحدٍ: ایک سوراخ سے۔

مرّتین: دو مرتبہ۔

مقصود:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے" اسلام کی تعلیمات ایک مومن کے دل میں نورِ بصیرت پیدا کر دیتی ہیں اور وہ زندگی کا ہر قدم کتاب وسنت کے مطابق اٹھاتا ہے۔ اپنی سمجھ اور ذاتی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا اس کی بالغ نظری اسے ہر خطرہ سے بچا لیتی ہے لیکن کہیں اس سے غفلت سرزد ہو جائے تو اس کا احساس فوراً ہو جاتا اور دوبارہ ایسے موقعوں پر محتاط ہو جاتا ہے۔ اسلام کے نزدیک انسانی زندگی کو ہر طرح کے خطرات سے دوچار ہونا

Marfat.com

پڑتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ اپنی ہدایات بنی آدم تک پہنچائیں اور ان کی منشا اور مقصود کو عملی طور پر انہوں نے واضح کر دیا۔ مگر گزشتہ امتوں کی بدنصیبی تھی کہ انہوں نے ان انبیاء کرام کی عملی زندگی اور زبانی ہدایات کو محفوظ نہ رکھا بلکہ وہ باتیں اور ہدایات جو ان کو ان کے فائدہ کیلئے دی گئی تھیں اپنی نفسانی خواہشات کی راہ میں رکاوٹ محسوس ہونے لگیں تو ان کو ان بدبختوں نے یا تو چھپا دیا یا ان میں اپنے مطلب کی باتیں شامل کر کے خود فریبی اختیار کر لی۔ اس سے ان کے رب کو تو کوئی نقصان نہ پہنچا مگر وہ خود ہی اپنے کرتوتوں سے تباہ و برباد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو اس اشرف المخلوقات پر رحم آیا اور آخرکار دنیا میں ایک ایسا آخری نبی بھیجا جس کے ذریعہ نازل ہونے والی ہدایات ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دی گئیں اور اس کی عملی شکل اسوۂ رسول کو قیامت تک کے لئے ہر انسان کے لئے قابلِ عمل بنا کر ان کی گمراہیوں کو رشد و ہدایت تک پہنچا دیا۔

ان تمام تفصیلات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مؤمن کبھی دو مرتبہ ایک سوراخ سے نہیں ڈسا جا سکتا۔ بلکہ اگر اس سے غفلت ہو جائے تو آئندہ کے لئے ہر خطرہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۱۵۶)

۴۸۳۱ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْكَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کے سردار سے فرمایا کہ تجھ میں دو ایسی خصلتیں ہیں کہ ان دونوں کو پسند فرماتا ہے اللہ۔ ایک بردباری اور دوسرے غور و فکر کے بعد کام کرنا۔ (مسلم)

Marfat.com

الفاظ و معانی:

اشج: سردار۔
فیک: تجھ میں۔
لخصلتین: دو خصلتیں ہیں۔
یحبھما: ان دونوں کو پسند کرتا ہے۔
الحلم: بردباری۔
الاناۃ: غور و فکر

مقصود:

کسی کی غلطی یا بیہودہ گوئی پر برداشت سے کام لینا انسان کو محترم اور معزز بنا دیتا ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شقی اور کافر کی سخت و سست بات پر کبھی غصہ نہ فرماتے بلکہ کمالِ تحمل اختیار فرماتے اور جوں جوں وہ برافروختہ ہوتا جاتا آپؐ اتنی ہی نرم روی اختیار فرماتے جیسا کہ سیرت و احادیث سے ثابت ہے۔

دوسری اچھی صفت کا ذکر حضورؐ نے یہ فرمایا کہ کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کے ہر پہلو پر غور و فکر کرنا سنتِ نبوی اور حکم خداوندی ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ تحمل اختیار کریں اور ہر کام سوچ سمجھ کر کرنے کے عادی ہو جائیں اللہ کو یہی پسند ہے۔

Marfat.com

باب الرفق والحیاء وحسن الخُلق
نرمی، حیا اور حسنِ خلق کا بیان

(۱۵۷)

۴۸۴۵ عَنْ عَائِشَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَالَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَالَا یُعْطِیْ عَلٰی مَاسِوَاہُ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ قَالَ لِعَائِشَۃَ رض عَلَیْکِ بِالرِّفْقِ وَاِیَّاکِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَایَکُوْنُ فِیْ شَیْئٍ اِلَّا زَانَہٗ وَلَایُنْزَعُ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا شَانَہٗ۔

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی (نرمی) پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ عنایت فرماتا ہے جو سختی پر عنایت نہیں فرماتا اور نہ اس کے علاوہ کسی اور کو عنایت فرماتا (مسلم) اور ایک روایت میں ان ہی سے روایت ہے کہ فرمایا آپؐ نے حضرت عائشہ رض سے کہ ضروری سمجھو اپنے لئے نرمی کو اور بچو تم سختی اور بے حیائی سے اس لئے کہ نرمی اختیار کرنے میں زینت ہے اور جس چیز میں سے نکال دی جاتی ہے نرمی تو اس میں عیب داری ہو جاتی ہے (مسلم)

الفاظ و معانی:

رفیقٌ: مہربان — رفق: مہربانی، نرمی۔

Marfat.com

العنف: سختی، درشتی۔ علیک: ضروری سمجھو۔

ایاک: بچو تم۔ الفحش۔ بے حیائی۔

مقصود:

ہر معاملہ میں نرمی اختیار کرنا معاملات کے ٹھیک اور درست رہنے کا ضامن ہے۔ اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "رفیق" یعنی نرمی بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام دراصل مؤمنوں کو ان صفات کے اختیار کرنے کے لئے ذکر کئے گئے کہ "تخلقوا باخلاق اللہ" کے مطابق اہل ایمان اس کے خوگر ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر معاملہ میں اس کی عملی تفسیر اور وضاحت خود رسول اللہؐ نے مؤمنوں کے سامنے پیش کر کے اپنے اسوۂ حسنہ سے انہیں اس پر آمادہ کیا کہ ہر معاملہ میں نرم خوئی کا رویہ اختیار کیا جائے تو اس سے دینوی معاملات بھی درست رہتے ہیں اور اُخروی جزا بھی ملتی ہے۔ اور سختی سے کام بگڑتے اور سنتِ رسول سے روگردانی کا خسارہ ہوتا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے فرمایا کہ فحش گوئی یا فحاشی اور بے حیائی سے نقصان پہنچتا ہے۔

(۱۵۸)

۴۸۴۶/۲ وَعَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت جریرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو محروم ہو گیا نرمی سے تو وہ محروم ہو گیا نیکی سے (مسلم)

الفاظ و معانی:

یُحرم: محروم ہو جاتا ہے۔ الخیر: نیکی۔ بھلائی۔

Marfat.com

مقصود:

نرمی میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ذہنی طور پر انسان کسی کام کی انجام دہی کے قابل رہتا ہے اور اشتعال سے اس کی ذہنی اور فکری صلاحیت متاثر ہو جاتی ہے اس لئے کسی کام کی انجام دہی میں ذہنی اور فکری طور پر متوازن رہنا کامیابی کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی لئے اس سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی بات مومنوں کو سمجھائی ہے۔

(۱۵۹)

۲۴۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ایک انصاری کے پاس سے جو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے چھوڑ دو کیونکہ بے شک حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

الفاظ و معانی:

ھو یعظ: وہ نصیحت کر رہا تھا   دعہ: اسے چھوڑ دو۔

مقصود:

برائیوں کا احساس اور اس سے خجالت و شرمندگی ایمان کی علامت ہے۔ یہی وہ صفت ہے جو انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔ مذکورہ حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک انصاری دوسرے شخص کو شاید یہ سمجھا رہا تھا کہ حد سے زیادہ حیا مقصد برآری میں مفید نہیں ہوتی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ "دعہ" اسے چھوڑ دو اور حیا اختیار کرنے سے

Marfat.com

نہ رد کو کیونکہ حیا تو ایمان کی علامت ہے اور اس سے فائدہ ہی پہنچتا ہے نقصان نہیں ہوتا۔

(۱۶۰)

۴۸۴۸/۴ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَّ فِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عمران بن حُصین کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حیا سوائے نیکی کے پیدا نہیں کرتی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حیا کی تمام شکلیں اچھی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

لا یأتی: نہیں لاتی، پیدا نہیں کرتی۔ خیرٌ کلّہٗ: پوری کی پوری نیکی ہے۔ تمام شکلوں میں اچھی ہے۔

مقصود:

ہر معاملہ میں حیا کے اثر سے بددیانتی، بے ایمانی اور غلط روی سے مؤمن محفوظ رہتا ہے اس لئے مطمئن ضمیر کی بحالی کی خاطر ہر معاملہ میں حیا کو پیش نظر رکھنا کامیابی اور درستی اعمال کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری ٹھہرا دیا۔ یہ ایک ایسا معیار ہے جس کو سامنے رکھ کر ہر مؤمن غلطی اور بے ایمانی سے بچا رہتا ہے۔

(۱۶۱)

۴۴۴/۵ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جو بات پائی لوگوں نے گزشتہ نبیوں کے کلام میں (وہ یہ) کہ جب تو نے شرم کو اٹھا کر رکھ دیا تو جو چاہے کر (بخاری)

الفاظ و معانی:

اَدْرَكَ: سمجھا۔ پایا تو نے
فَاصْنَعْ: تو کر تو۔ کر تا رہ
نبوۃ الاولیٰ: پہلے کے نبیوں سے۔ گزشتہ نبیوںؑ سے۔
ماشئتَ: جو تو چاہے۔

مقصود:

حیا ہی ایسی صفت ہے جو انسان کو برائیوں سے باز رکھتی ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے دورِ نبوت میں حیا اختیار کرنے کی تلقین کی تاکہ انسانوں کو برائیوں سے بچایا جا سکے۔ اس حدیث نبوی سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعہ لوگوں کو حیا اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور ظاہر ہے کہ تمام انبیاء کرامؑ اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کی ہدایات انسانوں کو پہنچاتے رہے جن کی تعلیمات متحد تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مومنوں کو حیا اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔ اگر یہ صفت کسی میں نہ ہو تو وہ یقیناً گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہو گا اور اس میں اور جانور میں کوئی تمیز نہیں کی جا سکے گی۔

۱۶۲

۴۸۵۰/۶ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت نواس بن سمعان رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا نیکی حسنِ خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو کھٹکے (خلش پیدا کردے) تیرے دل میں اور تو اسے بُرا سمجھتا ہو کہ مطلع ہو جائیں لوگ اس سے۔

(مسلم)

الفاظ و معانی:

البِرّ: نیکی۔ الاثم: گناہ۔

ما حاکَ: جو کھٹکے۔ جو خلش پیدا کرے۔ فی صدرکَ: تیرے سینہ میں۔ تیرے دل میں۔

کرِھتَ: تو نفرت کرتا ہو۔ تجھے ناگوار ہو۔ اَنْ یطلع: کہ باخبر ہو جائیں۔ کہ مطلع ہو جائیں۔

مقصود:

انسان کا ضمیر اس کے کاموں کی کسوٹی ہے کہ وہ ہر اچھے کام پر مطمئن اور مسرور ہوتا ہے اور ہر بُرے کام سے ملول اور رنجیدہ ہو کر اس کام کے مرتکب کو متاثر کرتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے متعدد احادیث اور مقدس فرمان کے ذریعہ انسانوں کے سامنے کسی کام کے بُرا یا اچھا ہونے کے بارے میں اس کے ضمیر کو معیار قرار دیا تاکہ ہر شخص بڑی آسانی سے اپنے کاموں کی حقیقت جان سکے۔ اسلام دینِ فطرت ہے اور فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے قلب و دل میں اس کی پیدائش کے ساتھ ودیعت فرمایا کہ فطرتاً انسانی ضمیر اُسے اچھائی اور بُرائی کا پتہ دیتا رہتا ہے۔

(۱۶۳)

۲۸۵۱ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک تم میں زیادہ محبوب (پسندیدہ) میرے لیے وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (بخاری)

الفاظ و معانی :

احبّ : زیادہ محبوب۔ زیادہ پسندیدہ۔ الیّ : میرے لئے۔ میرے نزدیک۔

احسنکم : تم میں اچھے۔ اخلاقاً : اچھی صفت۔

رسول اللہ کی پسند اور خوشنودی، رضاء معبود پر منحصر ہے اس لئے اگر آپ نے یہ فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ تو اس کا مفہوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک کیونکہ رسول مرضیٔ الٰہی کو ہر لمحہ اور ہر مرحلہ میں پیشِ خاطر رکھتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق والا اللہ اور رسول کو سب سے زیادہ محبوب ہے خود حضور نے ارشاد فرمایا کہ " بُعثتُ لاتمم مکارم الاخلاق " اور ان ہی اخلاق کی تعلیم و تربیت کے لئے انبیاء کرام کو بھیجا گیا تاکہ انسان اخلاق حسنہ کے ذریعہ مطمئن اور پُرسکون زندگی گزار سکے اور یہی اشرف المخلوقات ہونے کا سبب بن جائے۔

(۱۶۴)

۴۸۵۲ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ :

حضرت عبداللہ بن عمرو سے ہی روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک تم میں زیادہ نیک وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی :

خیارکم : تم میں زیادہ نیک

مقصود :

انسانی اخلاق ہی ہر ایک کے مقام و مرتبہ کا تعین کرتے ہیں۔ مال و دولت اور جاہ و منصب۔ شکل و صورت اور طاقت وغیرہ کسی انسان کا مقام متعین نہیں کرتے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے " ان اکرمکم عنداللہ اتقکم " اس لئے اللہ کے نزدیک اخلاقِ حسنہ ہی بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہیں اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے والا ہی متقی ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

باب الغضب والکبر
غصّہ اور تکبّر کا بیان

(۱۶۵)

۴۷۵ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ عرض کیا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ مجھے نصیحت فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر آپؐ نے یہ کئی مرتبہ دہرایا (اور ہر مرتبہ فرمایا) کہ تو غصہ نہ کیا کر (بخاری)

الفاظ و معانی:

اوصِنی: آپ مجھے نصیحت فرمائیے۔ لاتغضب: تو غصہ نہ کیا کر۔

مراراً: کئی مرتبہ۔ بار بار۔

مقصود:

اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے پسند ہیں جو غصہ ضبط کرتے ہیں۔ یہی بڑی بہادری ہے۔ اسی کی وضاحت میں شاہ ظفرؔ نے کہا ؎

نہ مارا آپ کو تا خاک سے اکسیر بن جاتا
نہنگ و اژدہا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا

قرآن حکیم نے جہاں اللہ کے نیک بندوں کے لئے خوشنودیٔ رب کا ذکر کیا تو اس

Marfat.com

طرح "والکاظمین الغیظ" وہ لوگ محبوب رب العلمین ہیں جو غصّہ کو پی جاتے ہیں اور تحمل سے کام لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت میں یہ شامل تھا کہ آپ قرآن حکیم کی تشریح و تفسیر فرمائیں اس لئے آپؐ نے مسلمانوں کو بار بار اور مختلف انداز میں غصّہ نہ کرنے اور ضبط نفس کی زبانی بھی تعلیم دی اور عملاً انتہائی ناگوار باتوں اور معاملات میں تحمل کر کے اس کی وضاحت بھی فرمادی جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے۔

(۱۶۶)

۴۸۷۷ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيْمٍ مُتَكَبِّرٍ۔

ترجمہ:

حضرت حارثہ بن وھبؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں خبر دوں جنت والوں کی تو ہر وہ ضعیف اور کمزور شخص جس پر زیادتی کی جائے۔ اور اگر وہ اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے (قبول کرلے) اور کیا میں تمہیں بتاؤں دوزخ والوں کو تو ہر ایک وہ جھوٹا جو لغو بات پر جھگڑا کرے اور سخت مزاج اور تکبّر کرنے والا ہے (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہر ایک جو مال جمع کرنے والا اور تکبّر کرنے والا ہے (کمینہ)

الفاظ و معانی:

عتلّ: سرکش۔ بدخو جھگڑالو

جوّاز: مال جمع کرنے والا، متکبر

زنیمٌ: کمینہ۔ پیچ ذہنیت والا۔

Marfat.com

مقصود :

اسلام نے ظلم کو کبھی پسند نہیں کیا اور مظلوم کی ہمیشہ حمایت کی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالموں کو متوجہ کیا کہ بظاہر وہ لوگ جو اقتدار کے لحاظ سے کم نظر آتے ہیں اسی لئے دولتمند اور اقتدار رکھنے والے ان پر ظلم کرتے ہیں مگر اللہ کے نزدیک ان مظلوموں کا یہ مقام ہے کہ اگر وہ کسی موقعہ پر کوئی بات اللہ کی قسم کھا کر کہہ دیں تو اللہ ان کی بات رد نہیں فرماتا بلکہ قبول کر لیتا ہے۔ ایسے لوگ جنتی ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔

اس کے برخلاف جو لوگ سرکش، متکبّر، دولت جمع کر کے اترانے والے اور دولت کی فراوانی کے سبب بدمزاج بن جاتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر سمجھتے اور بداخلاق ہوتے ہیں۔ انہیں ان کی دولت اور اقتدار دوزخ سے نہ بچا سکیں گے۔

(۱۶۷)

۴۸۷۸ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل نہ ہوگا دوزخ میں کوئی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور جنت میں داخل نہ ہوگا کوئی جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبّر ہوگا (مسلم)

الفاظ و معانی :

مثقال : وزن۔ بہت ہی کم وزن۔ رتی بھر۔ حبّۃ : دانہ

خردل : رائی

Marfat.com

مقصود :

کبریائی اور بڑائی صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے اس لئے اگر کوئی شخص اپنی کبریا کو تکبر کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے تو یہ مستوجب سزا ہے ۔ ایسا شخص کبھی جنت میں نہ جاسکے گا کیونکہ اس نے دوسروں کو ذلیل اور کمتر سمجھا۔ یہ بدترین اخلاقی کمزوری ہے اس سے معلوم ہوا کہ متکبر کسی طرح آخرت میں نجات نہ پا سکے گا۔

اس کے برخلاف جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ ہر برائی اور ہر بھلائی کو سمجھے گا اور کوشش کرے گا کہ وہ ایمانداری سے زندگی گزارے اور اس کا رجحان اسی جانب ہوگا کہ اس سے ایسا کوئی کام سرزد نہ ہو جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس لئے وہ جنت کا مستحق قرار دیا جائے گا۔

(۱۶۸)

۴۸۷۹ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ :

حضرت ابن مسعودؓ سے یہ روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں ذرہ کے برابر تکبر ہوگا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یقیناً ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل (خوبصورت) ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (دراصل) تکبر حق کو باطل کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے (مسلم)

الفاظ و معانی :

ثوب : لباس۔ کپڑے　　　حسناً : اچھے

Marfat.com

نعلہٗ: اس کے جوتے — **جمیل**: بے حد حسین

جمال: حسن۔ خوبصورتی — **بطر**: باطل کرنا۔ مٹانا

غمط: ذلیل سمجھنا

مقصود:

تکبر بدترین برائی ہے اور ایسا شخص جو دوسروں کو اپنے سے کمتر اور ذلیل سمجھے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کبھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اچھا لباس اور دوسرا عمدہ سامان تکبر میں داخل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "جمیل" بھی ہے جس کا مفہوم سلیقہ سے ہر چیز کا استعمال کرنا اور وضع قطع کا عمدہ طریقہ پسندیدہ ہے۔ اسلام نے سلیقہ سے ہر چیز کے استعمال کو پسند کیا ہے اور لاپرواہی اور دانستہ سستی کے سبب بدہیئتی کو بُرا جانا ہے اس لئے اچھا لباس اور بہتر وضع قطع تو اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے مگر نعمتوں کو اظہارِ فخر اور دوسروں کو ذلیل سمجھنے کی اجازت نہیں دی۔ دوسری بات یہ کہ تکبر دراصل حق سے انکار کرنے کا نام ہے جو اللہ کے نزدیک مستوجبِ سزا و عقوبت ہے۔

(۱۶۹)

۴۸۸۰ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَّمَلِكٌ کَذَّابٌ وَّعَائِلٌ مُّسْتَکْبِرٌ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص (ایسے) ہیں کہ اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا ان سے قیامت کے دن اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی طرف نظر بھی نہ ڈالے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب

Marfat.com

ہوگا۔ ایک بوڑھا زناکار، دوسرا جھوٹا بادشاہ (حکمران) اور تیسرا غریب تکبر کرنے والا۔

(مسلم)

الفاظ و معانی:

لایکلمھم اللہ: اللہ ان سے کلام نہ کرے گا۔ **ولایزکیھم:** اور ان کو (گناہوں سے) پاک نہ کرے گا۔

ان کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔

الیم: دردناک — **شیخٌ زانی:** زناکار بوڑھا

ملِکٌ: بادشاہ، حکمران — **کذّاب:** بہت جھوٹ بولنے والا۔

عائل: نادار، محتاج — **متکبرٌ:** مغرور

مقصود:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ایسے اشخاص کا حال بیان فرمایا جو اللہ کی نظرِ کرم سے محروم رہیں گے اور جن کی سزا میں تخفیف نہ کی جائے گی۔

۱۔ ایک وہ بوڑھا شخص جو زندگی کی آخری منزلیں طے کر رہا ہو باوجود اس کے نفسانی خواہشات کو ترک نہ کرے بلکہ زنا کا مرتکب ہو جبکہ عالمِ اسباب میں اس کی قوتیں جواب دے چکی ہوں مگر وہ ہوا وہوس کا اسیر رہے۔

۲۔ دوسرے وہ شخص جسے اللہ نے حکومت دی ہو اور وہ اپنی رعایا سے جھوٹے وعدے کرے اور دھوکہ میں رکھے تو اس کا یہ فعل اللہ کے نزدیک ناقابلِ معافی ہے۔

۳۔ وہ شخص جو محتاج ہو اور خانہ داری کی ضروریات بھی پوری نہ کر سکتا ہو مگر بجائے لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنے کے تکبر اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ کو وہ خبثِ باطن کی وجہ سے پسند نہیں ہے اس لئے اس کی بھی بخشش نہ کی جائے گی۔

(۱۷۰)

۲۸۸۱ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ

Marfat.com

إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَدْخَلْتُهُ النَّارَ
وَفِي رِوَايَةٍ قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

یہ روایت بھی حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کی کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے تو جو کوئی ان میں سے کوئی ایک مجھ سے چھینے تو میں اُسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے اسے آگ (دوزخ) میں پھینک دوں گا (مسلم)

الفاظ و معانی:

الکبریائی: بڑائی — ردائی: میری چادر

ازاری: میرا تہبند — نازعنی: مجھ سے چھینے گا۔

ادخلتہٗ: میں ڈال دوں گا اُسے۔ — قذفتہٗ: پھینک دوں گا اُسے۔

مقصود:

کبریائی اور بڑائی صرف اللہ کے لئے زیبا ہے اور وہی بڑائی کا مستحق ہے اس لئے اگر کوئی مخلوق ہوکر اور مجبور و بے بس ہوتے ہوئے بھی کبریائی اور اپنی بڑائی کا اظہار کرتا ہے تو گویا وہ ذاتِ خداوندی میں شرک کرتا ہے اور عظمت یعنی بزرگی بھی رب کے لئے مخصوص ہے اس لئے اگر کوئی مخلوق و بے بس ہونے کے باوجود اپنی بزرگی جتاتا ہے تو ایسا کرنا بھی شرک میں شمار ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی بھی اختیار کی گئی تو اس کے لئے دردناک عذابِ دوزخ کی خبر دی گئی۔ اُمتِ مسلمہ کو اس پر خاص توجہ دینی چاہیئے کہ کہیں ہمارا کوئی فعل ہمیں دردناک عذابِ آخرت کی طرف تو نہیں لے جا رہا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کا بیان

(۱۷۱)

۴۸۹۴ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا سبب ہوگا۔

الفاظ و معانی:

ظُلُمَاتٌ: اندھیروں، تاریکیوں، تباہیوں

مقصود:

اسلام کی تعلیمات پر غور کیا جائے تو ایمان بالغیب کے بعد عبادات بھی حقوق العباد کی ترجیت نظر آتی ہیں اسی لئے اسے اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے والے کی بخشش کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے کوئی امید نہ دلائی جب تک مظلوم اسے معاف نہ کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کرم کے مستحق ہیں اور اس کی مخلوقات میں سب کا برابر کا حصہ بنتا ہے اس لئے اگر کوئی اپنی نفسانی خواہش کی وجہ سے کسی سے اس کا حق چھینے گا تو ایسا کرنا سراسر ظلم ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت میں ظالم کو ملنی چاہیے۔ اللہ عادل ہے تو اس کے عدل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ مظلوم کا حق ظالم سے دلائے اور ظالم کے لئے قیامت میں تباہیاں مقرر فرما دے۔

Marfat.com

(۱۷۲)

۴۸۹۵ وَعَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ لَيُمْلِي الظَّالِمَ حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَءَ وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ " اَلْاٰيَة۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ)

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو یہاں تک کہ جب اسے پکڑے گا تو ہرگز نہ چھوڑے گا اسے پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "اسی طرح ہے پکڑ تیرے اللہ کی جبکہ وہ پکڑتا ہے بستیوں کو جبکہ وہ ظالم ہوتی ہیں" آیت قرآنی۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

يُمْلِي: مہلت دیتا ہے۔ ڈھیل دیتا ہے	إِذَا أَخَذَهُ: جب پکڑتا ہے اُسے
لَمْ يُفْلِتْهُ: ہرگز نہ چھوڑے گا اسے	ثُمَّ: پھر
قَرَءَ: پڑھی	اَلْقُرٰى: بستیاں

مقصود:

ظلم کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ اب اگر کہیں بظاہر کوئی ظالم اگر تباہی سے بچا رہے تو اس کے معنی یہ نہیں کہ اس کا کچھ نہ بگڑے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اب بھی اپنی اصلاح کرے اور ظلم کی تلافی کرے مگر جب وہ اپنے ظلم سے باز نہیں آتا تو پھر اُسے اس طرح پکڑتا ہے کہ اس سے رہائی ممکن نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظالم کے بارے میں خبر دینے کے بعد کلام ربانی کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "اسی طرح تیرا رب جب پکڑتا ہے تو اسی طرح بستیوں کو عذاب و تباہی میں

Marfat.com

مبتلا کرتا ہے جبکہ وہ ظالم بن جاتی ہیں۔

اس لیے حضورؐ نے ظالموں کو ظلم کی پاداش سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں اس جانب متوجہ کیا کہ جس قدر جلد ممکن ہو وہ ظلم سے باز آجائیں ورنہ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے جس سے چھٹکارہ ممکن نہیں۔ اسی کے ساتھ ان قوموں اور بستیوں کو بھی خبردار فرمایا گیا کہ بہت قومیں اور بستیاں صرف ظلم کے سبب صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

(۱۷۳)

۴۸۹۶ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهٗ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اجْتَازَ الْوَادِيَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے پاس سے گزرے کہ تم داخل نہ ہونا ان کے مکانوں میں جنہوں نے ظلم کیا تھا اپنی جانوں پر اس لئے تم روتے ہوئے گزرو ایسا نہ ہو کہ تم تک وہ چیز پہنچے جو ان کو پہنچی تھی پھر آپؐ نے ڈھانک لیا اپنا سر اور تیزی سے چل دیئے یہاں تک کہ اس وادی سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

حِجْر: ایک مقام کا نام جو عذابِ الٰہی سے تباہ ہوا تھا۔

لَا تَدْخُلُوْا: داخل نہ ہونا۔

مَسَاكِن: مکانات۔ گھروں

ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ: ظلم کیا انہوں نے اپنی جان پر۔

بَاكِيْنَ: روتے ہوئے — يُصِيْبَكُمْ: پہنچے تمہیں۔

Marfat.com

مَا اَصَابَھُمْ: جو پہنچی اُن پر — قَنَّعَ: ڈھانک لیا۔

رَاْسَہٗ: اپنا سر — اَسْرَعَ السَّیْرَ: تیزی سے چلنے لگے۔

جَتَازَ: گزر گئے۔ — الوادی: میدان۔ پہاڑی جگہ۔

مقصود:

حدیث بالا سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک[1] تو یہ کہ ظلم کی وجہ سے ظالموں کے ٹھکانے تک عذاب الٰہی سے اتنے متاثر ہوتے ہیں کہ مدتوں اس کے بُرے اثرات باقی رہتے ہیں۔ دوسرے[2] کسی مغضوب جگہ سے گزر ہو تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے۔ تیسرے[3] یہ کہ غضبِ خداوندی سے بچنے کی سبیل کرنی چاہیے۔ چوتھی[4] صورت یہ کہ دوسروں کی تباہی اور ظلم کے آثار سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

(۱۷۴)

۸۹۷ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْشَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْہُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ۔

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کسی پر ہو زیادتی اپنے بھائی کی آبرو ریزی یا کسی چیز کی تو اسے (ظالم کو) چاہیئے کہ اسے معاف کرائے اس دن سے پہلے کہ نہ ہوگا اس کے پاس درہم اور نہ دینار (پھر) اگر ہوگا اس کے پاس کوئی نیکی کا کام تو اس سے لے لیا جائے گا اس کے ظلم کے اندازے سے اور اگر بالکل نہ ہو گی کوئی نیکی تو

لی جائیں گی بُرائیاں (گناہ) اس کے کرنے والے کی اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری)

الفاظ و معانی:

مُظْلِمَۃٌ: کوئی ظلم کا کام — عِرْضِہٖ: اس کی آبرو۔

اَوْشَیْئٌ: یا کوئی چیز، یا کچھ اور — فَلْیَتَحَلَّلْہُ: تو معاف کرائے اسے

اَلْیَوْمَ: آج کے دن — لَایَکُوْنَ: نہ ہوگا

دِیْنَارٌ: سونے کا سکہ، اشرفی — دِرْھَمٌ: چاندی کا سکہ، روپیہ

عَمَلٌ صَالِحٌ: کوئی نیک کام — اُخِذَ: لے لیا جائے گا

بِقَدْرِ: اندازہ سے — مَظْلِمَتِہٖ: اس کے ظلم سے

لَمْ تَکُنْ: تعلق نہ ہوگا۔ — حَسَنَاتٌ: نیکیاں، نیک اعمال

سَیِّئَاتٌ: بُرائیاں، بداعمالیاں — فَحُمِلَ: تو ڈال دی جائیں گی

مقصود:

ظلم کا بدلہ ظالم سے لیا جائے گا اس لئے اگر اس کی سزا سے بچنا ہے تو اس سے بچنے کی صرف ایک راہ ہے وہ یہ کہ مظلوم سے معاف کرالے یا ظلم سے حاصل کی ہوئی چیز اسے لوٹا دے اور معافی مانگ کر اپنی خطا بخشوالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف نہ کرانے کی صورت میں یہ خبر دی ہے کہ قیامت کے دن منجملہ دوسری سزا کے ظالم کے نیک اعمال کی جزا مظلوم کو دے دینے اور مظلوم کے بُرے کاموں اور گناہوں کو ظالم پر ڈال دینے کی بھی خبر دی ہے۔

اس لئے فرمایا کہ دنیا تک اعمال کی اجازت ہے مرنے کے بعد سزا سے بچنے کے لئے ظالم کے پاس کچھ نہ ہوگا نہ درہم دینار ہوں گے اور نہ کچھ باقی رہے گا۔

(۱۷۵)

۸۹۸ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ

Marfat.com

لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ
هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا
وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ
حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ
اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ
فِی النَّارِ۔ وَعَنْهُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

ان ہی (ابوہریرہؓ) سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے تو انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں مفلس اُسے ہم میں جس کے پاس درہم نہ ہوں اور نہ ہی کوئی سامان تو آپؐ نے فرمایا یقیناً مفلس وہ ہے میری اُمت میں جو لے کر آئے گا قیامت کے دن نماز اور روزے اور زکوٰۃ اور وہ آئے گا (ایسی حالت میں) کہ گالی دی ہے کسی کو اور تہمت لگائی ہے کسی پر اور کسی کا مال کھا گیا ہے اور کسی کا خون بہایا ہے اور مارا ہے کسی کو تو دیدی جائیں گی اس کی نیکیاں اُسے تو پھر ختم ہو جائیں گی اس کی نیکیاں ان کے پہنچنے سے پہلے وہ ختم ہو جائیں گی تو ڈال دیے جائیں گے اس کے گناہ اس پر پھر اسے آتش دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

الفاظ و معانی:

مَتَاعٌ: سامان۔ اسباب
شَتَمَ: گالی دی
قَذَفَ: تہمت لگائی۔
سَفَكَ: بہایا
دَمٌ: خون
فَنِيَتْ: تو ختم ہو جائے گا۔
خطایا: غلط کاریاں
فُطِرِحَتْ: تو ڈال دی جائے گی۔

مقصود:

حقوق العباد پر اسلام نے اتنا زور دیا ہے کہ اس کے اتلاف اور ضائع ہونے کی کوئی

سبیل باقی نہیں رکھی اس لئے اس حدیث مبارکہ کے مطابق اگر کسی کا حق مارا جائے اور ظلم کیا جائے تو کوئی عبادت بھی اس کی بخشش کا ذریعہ نہیں بن سکے گی اور ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

حدیث مذکورہ میں حقوق العباد کی اسی اہمیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا ہے۔

(۱۷۶)

۴۸۹۹ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ ذُکِرَ حَدِیْثُ جَابِرٍ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فِیْ بَابِ الْاِنْفَاقِ۔

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیئے جائیں گے حقوق ان کے اہل کو قیامت کے دن یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری بدلہ لے گی سینگ والی بکری سے (مسلم نے اسے روایت کیا حضرت جابر رضؓ کی حدیث ہیں جس کے الفاظ ہیں" اِتَّقُوا الظُّلْمَ انفاق کے بیان میں)

الفاظ و معانی:

لَتُؤَدُّنَّ: دیئے جائیں گے　　یُقَادُ: بدلہ لے گی

شَاةِ الْجَلْحَاءِ: بے سینگ والی بکری　　اَلشَّاةُ الْقَرْنَاءِ: سینگ والی بکری

مقصود:

حدیث مذکورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور آور اور صاحب مقدرت شخص کے لئے اگر وہ ظالم ہے تو کمزور اور مفلس سے بدلہ لئے جانے کی خبر دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی بدلہ دینے اور سزا سے نہ بچ سکے گا اور ہر مظلوم کو اس پر کئے گئے ظلم کا پورا پورا بدلہ عادل حقیقی عنایت فرمائے گا۔

Marfat.com

باب الامر بالمعروف
امر بالمعروف کا بیان

(۱۷۷)

۴۹۰۸ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رض عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:

حضرت ابی سعید خدری رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دیکھے تم میں سے خلاف شرع امر تو اسے تبدیل کرے اپنے ہاتھ سے، پھر اگر نہ کر سکے تو زبان سے، پھر بھی نہ کر سکے تو اپنے دل سے اور وہ سب سے کمزور ایمان ہے (مسلم)

الفاظ و معانی:

من رای: جو دیکھے۔

منکر: برا کام۔ خلاف شریعت کام

فلیغیرہ: تو اسے تبدیل کر دے۔

بیدہ: اپنے ہاتھ۔ اپنی طاقت سے۔

لم یستطع: اگر بالکل نہ کر سکے۔

فبلسانہ: تو اپنی زبان سے۔

فبقلبہ: پھر اپنے دل سے

اضعف: سب سے کمزور

مقصود:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور ارشاد ربانی ہوا:

"کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون

Marfat.com

المنکو" اے مسلمانو! تم سب امتوں سے بہتر ہو کیونکہ تم نیکیوں (معروف) کا حکم دیتے ہو اور منکر (خلافِ شریعت امور) سے روکتے ہو۔

اس کی وضاحت حدیث مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر مسلمان کا یہ فرض قرار دے دیا گیا ہے کہ اگر خلافِ شرع کوئی کام دیکھے تو فوراً اپنی طاقت اور استطاعت سے اسے روکے اور اگر ایسا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو کہ طاقت اور اثر و رسوخ سے اسے روک سکے تو پھر اس کے خلاف آواز اٹھائے اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرے کہ وہ خلاف شرع امور کو روکنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں بیانات دیں، آواز اٹھائیں اور اس کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کریں اور اگر اسے ایسا کرنے کی بھی مقدرت نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں اسے برا سمجھے اور اس سے بچنے کی کوشش کرے اور اس سے بیزار ہو جائے۔ فرمایا کہ اگرچہ یہ بھی ایمان کی علامت ہے مگر یہ ایمان کا کمترین درجہ ہے۔

(۱۷۸)

۴۹۰۹/۲ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اِسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِيْ اَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِيْ فِيْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ اَعْلَاهَا فَتَاَذَّوْا بِهٖ فَاَخَذَ فَاْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ فَاَتَوْهُ فَقَالُوْا مَا لَكَ قَالَ تَاَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّ لِيْ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ اَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا اَنْفُسَهُمْ وَاِنْ تَرَكُوْهُ اَهْلَكُوْهُ وَاَهْلَكُوْا اَنْفُسَهُمْ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

ترجمہ:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

Marfat.com

مثال اللہ کی حدود میں غفلت کرنے والوں کی ایسی ہے جیسے ایک گروہ قرعہ ڈالتا ہے کشتی میں سوار ہونے کے لئے تو ہو جاتے ہیں ان میں سے کچھ نیچے اور ہو گئے کچھ اوپر تو جو اس کے نیچے تھا وہ گزرنے لگا پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے پاس سے تو اس نے رکاوٹ پیدا کی اس کے لئے اٹھایا ایک شخص نے ان میں سے جو نیچے تھے کلہاڑا پھر اس سے سوراخ کرنا شروع کر دیا کشتی کے نچلے حصہ میں تو (اوپر والے) اس کے پاس آئے اور کہنے لگے تو کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ تم تکلیف پا رہے تھے میری وجہ سے اور میں تو پانی حاصل کرنے پر مجبور ہوں اس لئے اگر وہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیں تو بچ جائیں وہ سب اور خود کو بھی بچا لیں اور اگر اسے یونہی چھوڑ دیں تو اسے کو بھی مار ڈالیں اور خود بھی ہلاک ہو جائیں۔ (بخاری)

الفاظ و معانی:

مدھن خیانت کرنے والا۔ غفلت کرنیوالا۔ استھموا: قرعہ ڈالتے ہیں۔

سفینۃ: کشتی۔ اسفل: نیچے۔ نچلا درجہ

فصار: ہو گئے۔ اعلاھا: اس کے اوپر درجہ پر

یمرّ: گزرتا ہے۔ فتأذر: اس نے روکا۔ وہ روکنے لگے۔

فاساً: کلہاڑا ینقر: سوراخ کرنے لگا۔

انجوہ: اسے بچا لیتے ہیں ونجوّا: اور خود بچ جاتے ہیں

وان ترکوہ: اور اگر چھوڑ دیتے ہیں اسے۔ اھلکو: اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

اھلکوا انفسھم: خود کو ہلاک کر لیتے ہیں۔

مقصود:

برائیاں جب عام ہو جاتی ہیں اور انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہوتا۔ اعلیٰ طبقہ والے نچلے طبقہ سے الگ اور بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اونچ نیچ کے طبقات میں قوم تقسیم ہو جاتی ہے اور ہر ایک دوسرے کے درپئے آزار ہو جاتا ہے تو اس سے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حدود اللہ کے معاملہ میں ذرا سی مداہنت، بے پرواہی دراصل خیانت بن جاتی ہے جس کا خمیازہ پوری قوم کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اصول سب کیلئے ایک ہیں کوئی اعلیٰ ہو یا

Marfat.com

ادنیٰ اور امر بالمعروف کے عام کرنے اور اس کی نگرانی کرنے میں تساہل برتنا اور لاپرواہی اختیار کرنا پوری قوم کو تباہی میں ڈالنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ انداز میں بطور تمثیل اس حقیقت کو مسلمانوں کی ہدایت کے لئے ارشاد فرمایا کہ امر بالمعروف میں مداہنت اختیار کرنے سے ملّتِ اسلامیہ کو منع فرمایا ہے ورنہ جب آگ لگتی ہے تو خشک لکڑیوں کے ساتھ گیلی لکڑیاں بھی جل کر بھسم ہو جاتی ہیں۔

امر بالمعروف ہی ملّت کی سب سے بڑی مددگار ہے اس لئے اس سے غفلت برتنا اپنی تباہی کو دعوت دینا ہے۔

(۱۷۹)

۴۹۱۰/۳ وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھٰنَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ترجمہ:

حضرت اُسامہ بن زید رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لایا جائے گا ایک شخص قیامت کے دن پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو پھٹ جائیں گی اس کی انتڑیاں آگ میں۔ پھر وہ پیسنے لگے گا اپنی انتڑیوں کو اس طرح جیسے خراس (چکّی) کا گدھا آٹے کو پیستا ہے تو جمع ہو جائیں گے دوزخی اس کے پاس پھر کہیں گے اے فلاں

Marfat.com

شخص تیرا یہ حال کیوں ہے کیا تو ہمیں نیکیاں کرنے کا حکم نہ دیتا تھا اور ہمیں برائیوں سے روکتا نہ تھا وہ کہے گا کہ میں تمہیں نیکیاں کرنے کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہ کرتا تھا اور تمہیں روکتا تھا برائیوں سے اور خود کرتا تھا (بخاری و مسلم)

الفاظ و معانی:

یُجاءُ: لایا جائے گا۔ یلقیٰ: ڈال دیا جائے گا۔
تندلق: پھٹ جائیں گی۔ اقتابہٗ: اس کی انتڑیاں
فیطحنُ: پھر وہ پیسنے لگے گا۔ کطحن: جیسے کہ پسپائی
الحمار: گدھا۔ چکی میں چکر لگانے والا گدھا۔ برحاہٗ: اپنا اناج۔ پسائی کا غلہ

مقصود:

اسلام نے کبھی زبانی جمع خرچ اور محض لفاظی کو پسند نہیں کیا بلکہ جاننے اور سمجھنے کے بعد اور لوگوں کو اچھائی سمجھانے کے بعد خود اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں دوگونہ بلکہ سخت ترین اور دردناک عذاب کی وعید کی گئی۔ اسلام تو مکمل عمل ہی عمل ہے اس لئے زبان سے محض کہہ دینا اللہ اور رسول ؐ کے نزدیک اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کوئی اپنے کہنے پر عمل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعہ ایسے لوگوں کو ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی کہ:

"اے لوگو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس کو تم کرتے نہیں"۔

مذکورہ حدیث کے پیش نظر امتِ مسلمہ خصوصاً اہل علم حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ کہیں ہم اس کی مصداق تو نہیں ہیں۔

اعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

بحق طٰہٰ ویٰس و بحق سید المرسلین و آلہ اصحابہ اجمعین
برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین

Marfat.com

قواعد عربی

حروف الجرّ:۔ حروف جر اُن حروف کو کہا جاتا ہے جو اپنے بعد والے لفظ کو جر یعنی زیر دے دیتے ہیں اور انہیں حروف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تنہا اپنے معنی نہیں دے سکتے۔

عربی قواعد میں حروفِ جر سترہ ہیں۔ وہ جس اسم پر لگائے جائیں اس اسم کے آخر میں زیر (جر) پڑھا اور بولا جاتا ہے۔

حروفِ جر یہ ہیں:

(۱) باء (ب) مررتُ بزیدٍ (میں زید کے پاس سے گزرا)
(۲) تاء (ت) تاللہِ لاَقتُلَنّ زیداً (خدا کی قسم میں زید کو ضرور قتل کردونگا)
(۳) کاف (ک) زیدٌ کالاسدِ (زید شیر کی مانند ہے)
(۴) لام (ل) للہِ مُلکُ السّمٰوٰت والارضِ (اللہ کے لئے ہے حکومت آسمانوں اور زمین کی)
(۵) واو (و) واللہِ لاضربنّ زیداً (خدا کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)
(۶) مُنذُ۔ ما رأیتُہٗ منذ یومِ الجمعۃِ (میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا)
(۷) خلا۔ رأیت القوم خلا زیدٍ (میں نے دیکھا سب قوم کو سوائے زید کے)
(۸) مُذ۔ ما رأیتہٗ مذ یومِ الخمیسِ (میں نے اسے جمعرات کے دن سے نہیں دیکھا)
(۹) رُبّ۔ رُبّ رجلٍ کریمٍ لقیتہٗ (میں نے کئی بزرگ لوگوں سے ملاقات کی)
(۱۰) حاشا۔ جاء القوم حاشا زیدٍ (آئی تمام قوم سوائے زید کے)
(۱۱) مِنْ: خرجتُ من الدّارِ (میں باہر نکلا گھر سے)
(۱۲) عدا۔ جاء الرھط عدا زیدٍ (آیا گروہ سوائے زید کے)
(۱۳) فی۔ زیدٌ فی الدارِ (زید گھر میں ہے)

Marfat.com

(۱۴) عن ۔ رَمَیتُ السھمَ عن القوسِ (میں نے پھینکا تیر کمان سے)

(۱۵) علیٰ ۔ زیدٌ علی السطحِ (زید چھت پر ہے)

(۱۶) حتّٰی ۔ اکلتُ السمکۃَ حتّٰی راسِھا (میں نے کھا لیا مچھلی کو مع سر کے)

(۱۷) الیٰ ۔ ذھبتُ الیٰ زیدٍ (میں گیا زید کے پاس)

قاعدہ : مذکورہ حروفِ جر میں صرف دو حروف عدا اور خلا ایسے ہیں کہ اگر ان سے پہلے لفظ ما آجائے تو بعد والے لفظ پر بجائے جر کے نصب (زبر) بولا جاتا ہے مثلاً جاء الرھط ما عدا زیداً یا قدِمَ القافلۃ ما خلا بکراً۔

حروف مشبہ بفعل :

یہ ایسے حروف ہیں کہ ان میں فعل کے معنی پائے جاتے ہیں اور جہاں واقع ہوں تو اس کے بعد والے لفظ کو نصب (زبر) دیتے ہیں اور خبر کو رفع (پیش) دیتے ہیں۔

تعداد کے لحاظ سے ایسے حروف مشبہ بفعل چھ ہیں۔

(۱) اِنَّ ۔ بے شک ۔ یقیناً ۔ مثلاً اِنَّ اللّٰہَ غفورٌ ۔ یعنی بے شک اللہ بخشنے والا ہے۔ یہ ہمیشہ کلام یا جملہ کے شروع میں آتا ہے۔

(۲) اَنَّ : بے شک یقیناً ۔ مثلاً بلغنی اَنَّ زیداً قائمٌ ۔ یعنی مجھے معلوم ہوا ہے کہ بے شک زید کھڑا ہوا ہے۔

(۳) کاَنَّ : تشبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً کاَنَّ زیداً اسدٌ ۔ گویا کہ زید شیر ہے۔

(۴) لکنَّ : کسی وہم کو دور کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے قامَ زیدٌ لکنّ عمرا جالسٌ ۔ زید کھڑا ہے لیکن عمر بیٹھا ہے۔

(۵) لیتَ : تمنا اور آرزو کے موقع پر استعمال ہوتا ہے مثلاً لیتَ الشبابَ راجعٌ ۔ کیا اچھا ہوتا کہ جوانی لوٹ آتی۔

Marfat.com

لَعَلَّ : مستقبل میں کسی آرزو کے حصول کی امید پر بولا جاتا ہے لعلَّ الساعۃَ قریبٌ شاید کہ قیامت قریب ہے۔

افعالِ ناقصہ :

ایسے افعال جو صرف فاعل کے ملنے سے جملہ نہیں بنتے بلکہ اس کے لئے فاعل کی صفت بیان کرنے کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ ایسے موقع پر فاعل کو اسم اور صفت کو اس کی خبر کہا جاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ افعال ناقصہ ہوں یا ان سے بننے والے دوسرے الفاظ یعنی مشتقات اسم کو رفع (پیش) اور خبر کو نصب (زبر) دیتے ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے قواعد عربی میں تیرہ [۱۳] افعال ناقصہ ہیں۔

(۱) کانَ : یہ جب استعمال کیا جائے گا تو اس کا مقصد اسم کی خبر کا زمانہ ماضی میں ثابت کرنا ہوگا مثلاً کانَ زیدٌ قائماً (زید کھڑا تھا) خواہ وہ خبر دائمی ہو مثلاً کان اللہ علیماً (اللہ علیم ہے)

(۲) صَارَ : یہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب تبدیلیٔ حالت کو بتانا ہو مثلاً صار الطینُ خزفاً (مٹی ٹھیکری بن گئی)

(۳) اصبح : یہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب صبح کے وقت کسی کام کے ہونے کی خبر دی جائے مثلاً اصبح زیدٌ قائماً (زید صبح کے وقت کھڑا تھا)

(۴) امسٰی : یہ شام کے وقت کسی کام کے ہونے کی خبر دینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۵) اضحیٰ : جب کسی کام کے چاشت یعنی دوپہر کے قریب ہونے کی خبر دینا مقصود ہے۔

(۶) ظلَّ : کسی کام کے دن کے وقت ہونے کی خبر کے لئے آتا ہے۔ ظلَّ زیدٌ صائماً (زید تمام دن روزہ دار رہا)

Marfat.com

(۷) باتَ : رات کے وقت کسی کام کی خبر دینی ہو تو اسے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً
باتَ زیدٌ نائماً (زید تمام رات سوتا رہا)

(۸) ما برِحَ
(۹) ما زال
(۱۰) ما فتئ
(۱۱) ما انفکّ

مذکورہ چاروں افعال ناقصہ خبر کے استمرار یعنی ہمیشہ ہوتے رہنے کی خبر دیتے ہیں اور "ما" ان میں نافیہ ہوتا ہے۔ مثلاً ما زال زیدٌ غنیاً (زید ہمیشہ غنی رہا) وغیرہ۔

(۱۲) ما دامَ : اس میں "ما" مصدریہ ہے اور یہ فعل ناقصہ کسی کام کے تعین کے موقع پر استعمال ہوتا ہے جو اس کی خبر کے زمانے کے برابر ہو اسی لئے یہ اس سے پہلے جملہ کا محتاج ہوتا ہے مثلاً اوصانی بالصلوٰۃِ ما دُمتُ حیّاً (مجھ کو حکم دیا گیا کہ نماز پڑھوں جب تک زندہ رہوں)

(۱۳) لیس : مضمون جملہ میں نفی یعنی نہ ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے مثلاً لیسَ زیدٌ قائماً (زید نہیں کھڑا ہے) ماضی کے علاوہ لیس سے دوسرا کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

فعل امر :

امر کے معنی حکم کے ہیں اس لحاظ سے جس فعل میں کسی کام کرنے کا حکم دیا جائے تو اسے فعل امر کہا جائے گا اور چونکہ حکم زیادہ تر مخاطب کو دیا جاتا ہے اسلئے مخاطب کے چھ صیغے ہی استعمال ہوتے ہیں تین مذکر کے لئے اور تین مؤنث کے لئے۔

بنانے کا طریقہ :

امر حاضر مضارع حاضر معروف سے بنتا ہے اس طرح کہ علامت مضارع کو حذف کر دیا جاتے یعنی ہٹا دیا جائے اس کے بعد دیکھیں کہ :

Marfat.com

(ا) اگر علامت کے بعد والا حرف متحرک ہے یعنی اس پر زیر، زبر یا پیش ہو تو آخر حرف کو جزم دے دیا جائے۔ مثلاً یَعِدُ سے عِدْ

(ب) اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو ہمزۂ وصل (وہ الف جو ساقط ہو جاتا ہے) ابتدا میں زیادہ کردیں پھر عین یعنی دوسرے حرف کو دیکھیں اگر اس پر پیش ہو تو ہمزۂ وصل پر بھی پیش ہوگا مثلاً تَنصُرُ سے اُنصُرْ لیکن اگر عین کلمہ مکسور ہو یعنی اس پر زیر ہو تو ہمزۂ وصل مکسور ہوگا۔ یعنی ہمزۂ وصل پر زیر آئے گا جیسے تَضرِبُ سے اِضرِبْ اور تَسمَعُ سے اِسمَعْ اور اگر آخر میں حرفِ علت (و ا ی) کو وہ بھی گر جائے گا جیسے تَدعوا سے اُدعُ۔ تَرمِی سے اِرمِ، تخشیٰ سے اِخشَ

امر حاضر کی گردان

اِفْعَلْ	تو کر (ایک مرد)
اِفْعَلَا	تم کرو (دو مرد)
اُفْعَلُوا	تم کرو (سب مرد)
اِفْعَلِی	تو کر (ایک عورت)
اِفْعَلَا	تم کرو (دو عورتیں)
اِفْعَلْنَ	تم کرو (سب عورتیں)

نہی:

وہ فعل جس میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم دیا جائے یا مخاطب کو کسی کام سے روک دیا جائے۔

دراصل نہی کوئی مستقل فعل نہیں ہے بلکہ اصل میں وہ فعل مضارع ہی ہے جس کے پہلے کسی کام سے روک دینے کے معنی پیدا کئے جائیں۔

لائے نہی یعنی وہ لفظ لا جو نہیں کے معنی دیتا ہے جب مضارع سے پہلے بڑھا دیا جائے تو مضارع کے آخری حرف کو جزم دیتا ہے۔ امر کی طرح زیادہ تر مخاطب کو ہی کسی

Marfat.com

کام سے روکا جاتا ہے اس لئے اکثر اس کے مخاطب والے صیغے زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

گردان نہی حاضر

لَا تَفْعَلْ	نہ کر تو ایک مرد
لَا تَفْعَلَا	نہ کرو تم دو مرد
لَا تَفْعَلُوْا	نہ کرو تم سب مرد
لَا تَفْعَلِی	نہ کر تو ایک عورت
لَا تَفْعَلَا	نہ کرو تم دو عورتیں
لَا تَفْعَلْنَ	نہ کرو تم سب عورتو

اوپر والی گردان معروف کی ہے جس کا فاعل معلوم ہے۔ مگر جب نہی مجہول بنانا ہو تو علامت مضارع پر بجائے نصب (زبر) کے رفع (پیش لگا دیا جائے مثلاً لَا تَفْعَلْ سے لَا تُفْعَلْ نہ کیا جائے تو ایک مرد وغیرہ۔ اس لحاظ سے نہی معروف سے نہی مجہول بنانے کے لئے صرف علامتِ مضارع پر اعراب کی تبدیلی کی جاتی ہے اور معروف کے زبر کی جگہ مجہول کے لئے پیش لگا دیا جاتا ہے۔

المضارع۔ المضارع

قاعدہ: مضارع کے لفظی معنی وہ بکری جو ایک تھن سے دو بچوں کو دودھ پلائے لیکن قواعد (صرف) عربی کی اصطلاح میں وہ فعل جس کے ایک لفظ سے دو معنی نکلیں۔ اس لحاظ سے مضارع کے ایک لفظ (صیغے) سے حال اور مستقبل کے دو معنی نکلتے ہیں مثلاً یَفْعَلُ۔ وہ کرتا ہے (زمانۂ حال میں) اور وہ کرے گا (زمانۂ مستقبل میں)

بنانے کا قاعدہ: مضارع فعل ماضی کے صیغہ واحد غائب سے اس طرح بنایا جاتا ہے کہ پہلا حرف ساکن کرکے ی، ت، ا اور ن میں سے کسی ایک حرف کا اس سے پہلے اضافہ کر دیا جائے مثلاً فَعَلَ فعل ماضی کا صیغہ واحد غائب ہے اس سے یَفْعَلُ بنا لیا گیا اور آخری حرف کو ضمہ (پیش) دے دیا جائے جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے کہ پہلے ماضی

Marfat.com

میں "ل" پر فتحہ (زبر) تھا۔ مگر مضارع بننے کے بعد اس پر ضمہ (پیش) ہو گیا۔

اب مختلف صیغوں میں ان حروف میں سے کوئی ایک حرف صیغے کی مناسبت سے لگا دیا جائے جس کی تفصیل سمجھنے کے لئے اس کی تعریف (گردان) کو ذہن نشین کر لیا جائے۔

تصریف المضارع۔ مضارع کی گردان

یتکلّم ماضی معروف سے (اس نے بات کی)

	واحد	تثنیہ	جمع
مذکر غائب	یتکلم وہ بات کرتا ہے یا وہ بات کرے گا	یتکلمان۔ وہ دو مرد بات کرتے ہیں یا وہ دو مرد بات کریں گے۔	یتکلمون وہ بہت مرد بات کرتے ہیں یا وہ بہت مرد بات کریں گے۔
مونث غائب	تتکلم وہ ایک عورت بات کرتی ہے یا وہ عورت بات کرے گی	تتکلمان وہ دو عورتیں بات کرتی ہیں یا وہ عورتیں بات کریں گی۔	یتکلمن وہ سب عورتیں بات کرتی ہیں یا وہ سب عورتیں بات کریں گی۔
مذکر مخاطب	تتکلم تو ایک مرد بات کرتا ہے یا تو ایک مرد بات کریگا۔	تتکلمان۔ تم دو مرد بات کرتے ہو یا تم دو مرد بات کرو گے	تتکلمون۔ تم بہت مرد بات کرتے ہو یا تم بہت مرد بات کرو گے
مونث مخاطب	تتکلمین تو ایک عورت بات کرتی ہے یا تو ایک عورت بات کرے گی۔	تتکلمان تم دو عورتیں بات کرتی ہو یا تم دو عورتیں بات کرو گی۔	تتکلمن تم بہت عورتیں بات کرتی ہو یا تم بہت عورتیں بات کرو گی۔
مذکر متکلم	اتکلم میں ایک مرد بات کرتا ہوں یا میں ایک مرد بات کروں گا	نتکلم ہم دو مرد بات کرتے ہیں یا ہم دو مرد بات کریں گے	نتکلم ہم بہت مرد بات کرتے ہیں یا ہم بہت مرد بات کرتے ہیں
مونث متکلم	اتکلم۔ میں ایک عورت بات کرتی ہوں یا میں ایک عورت بات کروں گی۔	نتکلم: ہم دو عورتیں بات کرتے ہیں یا ہم دو عورتیں بات کریں گے۔	نتکلم ہم بہت عورتیں بات کرتی ہیں یا ہم بہت عورتیں بات کریں گی۔

ذخیرہ
Marfat.com

ضمائر منفصلہ

	المفرد - ایک		المثنیٰ - دو		الجمع - تین سے زیادہ	
	المذکر مونث	المونث مونث	المذکر مذکر	المونث مونث	المذکر مونث	المونث مونث
المتکلم. متکلم	أنا میں ایک مرد	أنا میں ایک عورت	نَحْنُ ہم دو مرد	نَحْنُ ہم دو عورتیں	نَحْنُ ہم بہت مرد	نَحْنُ ہم بہت عورتیں
المخاطب. حاضر کے لئے	أَنْتَ تو ایک مرد	أَنْتِ تو ایک عورت	أَنْتُمَا تم دو مرد	أَنْتُمَا تم دو عورتیں	أَنْتُمْ تم بہت مرد	أَنْتُنَّ تم بہت عورتیں
غائب. غیر موجود کے لئے	هُوَ وہ ایک مرد	هِيَ وہ ایک عورت	هُمَا وہ دو مرد	هُمَا وہ دو عورتیں	هُمْ وہ بہت مرد	هُنَّ وہ بہت عورتیں

Marfat.com

ضمائر متصلہ

	المفرد ـ واحد		المثنیٰ ـ دو		الجمع ـ (بہت) تین سے زیادہ	
	المذکر ـ مذکر	المؤنث ـ مؤنث	المذکر ـ مذکر	المؤنث ـ مؤنث	المذکر ـ مذکر	المؤنث ـ مؤنث
المتکلم ـ متکلم ضمیر	کتابی مجھ ایک مرد کی کتاب ی	کتابی مجھ ایک عورت کی کتاب ی	کتابُنا ہم دو مردوں کی کتاب نا	کتابُنا ہم دو عورتوں کی کتاب نا	کتابُنا ہم بہت مردوں کی کتاب نا	کتابُنا ہم بہت عورتوں کی کتاب نا
المخاطب ـ مخاطب ضمیر	کتابُكَ تجھ ایک مرد کی کتاب كَ	کتابُكِ تجھ ایک عورت کی کتاب كِ	کتابُکما تم دو مردوں کی کتاب کُمَا	کتابُکما تم دو عورتوں کی کتاب کُمَا	کتابُکم تم بہت مردوں کی کتاب کُمْ	کتابُکُنَّ تم بہت عورتوں کی کتاب کُنَّ
الغائب [illegible]	کتابُہٗ اس ایک مرد کی کتاب ہٗ	کتابُہَا اس ایک عورت کی کتاب ھا	کتابُہما ان دو مردوں کی کتاب ھُمَا	کتابُہما ان دو عورتوں کی کتاب ھُمَا	کتابُہم ان بہت مردوں کی کتاب ھم	کتابُہُنَّ ان بہت عورتوں کی کتاب ھُنَّ

ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

حدیث وفقہ

مؤلف: پروفیسر عبدالقیوم ناطق

زیرِ نظر کتاب جامعہ کراچی کے بی. اے سال دوم کے اختیاری مضمون اسلامک اسٹڈیز کے مجوزہ نصاب کے مطابق لکھی گئی ہے۔

مذکورہ کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس میں احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے مثلاً حدیث وسنت، تدوینِ حدیث، کتابتِ حدیث، محدثین ومحدثات کی علمی خدمات کو نہایت آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ تدوینِ فقہ کے علاوہ فقہی مسائل کو تحقیقی اور جدید انداز میں حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہمہ وجوہ طلباء وطالبات کے لئے سودمند اور کامیابی کی ضامن ہے۔

سائز ۳۶×۲۳/۱۶ سفید کاغذ آفسٹ چھپائی

ھدایت الحدیث

مؤلف: پروفیسر عبدالقیوم ناطق

لغت میں تحدیث کے معنی خبر دینے کے ہیں اور حدیث اسی سے مشتق ہے مگر اصطلاح میں یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اب حدیث قولِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مخصوص ہے۔ زیرِ نظر کتاب "ہدایت الحدیث" فنِ حدیث اور علم حدیث کے بارے میں ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم ناطق صاحب نے بڑی تحقیق سے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ گو یہ موضوع نیا نہیں ہے اور اس ضمن میں بے شمار کتب تالیف ہو چکی ہیں جن میں علم حدیث کے ہر موضوع پر تفصیل سے لکھا گیا ہے تاہم ناطق صاحب نے اپنے طویل مطالعہ کی بنا پر بے حد مفید کتاب تالیف کی ہے۔ اس میں انہوں نے فنِ حدیث، اقسام الحدیث، کتبِ حدیث، تدوینِ حدیث، کتابتِ حدیث اور اس سے متعلق دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسانید، جوامع، طبقات وصحاح، جرح، تعدیل اور روایت ودرایت کے موضوعات پر بھی بحث کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کتاب میں مکثرین صحابہ رض، تابعین، تبع تابعین اور اتباع تابعین وغیرہ کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود علم حدیث اور فنِ حدیث کے متعلق وافر معلومات بہم پہنچاتی ہے۔

سائز ۳۶×۲۳/۱۶ سفید کاغذ آفسٹ چھپائی قیمت: پندرہ روپے

طاہر سنز ۴۵-اے اردو بازار کراچی. فون: ۲۱۴۴۶۵

Marfat.com

حدیث وفقہ

مؤلف: پروفیسر عبدالقیوم ناطق

زیرِ نظر کتاب جامعہ کراچی کے بی۔ اے سالِ دوم کے اختیاری مضمون اسلامک اسٹڈیز کے مجوزہ نصاب کے مطابق لکھی گئی ہے۔

مذکورہ کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی اور کتاب کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس میں احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے مثلاً حدیث وسنت، تدوینِ حدیث، کتابتِ حدیث، محدثین و محدثات کی علمی خدمات کو نہایت آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

تاریخ تدوینِ فقہ کے علاوہ فقہی مسائل کو تحقیقی اور جدید انداز میں حوالہ جات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہمہ وجوہ طلباء و طالبات کے لئے سودمند اور کامیابی کی ضامن ہے۔

سائز ۲۳×۳۶/۱۶ سفید کاغذ آفسٹ چھپائی

ھدایت الحدیث

مؤلف: پروفیسر عبدالقیوم ناطق

لغت میں تحدیث کے معنی خبر دینے کے ہیں اور حدیث اسی سے مشتق ہے مگر اصطلاح میں یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اب حدیث قولِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے مخصوص ہے۔ زیرِ نظر کتاب "ہدایت الحدیث" فنِ حدیث اور علم حدیث کے بارے میں ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم ناطق صاحب نے بڑی تحقیق سے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ گو یہ موضوع نیا نہیں ہے اور اس ضمن میں بے شمار کتب تالیف ہو چکی ہیں جن میں علم حدیث کے ہر موضوع پر تفصیل سے لکھا گیا ہے تاہم ناطق صاحب نے اپنے طویل مطالعہ کی بنا پر بے حد مفید کتاب تالیف کی ہے۔ اس میں انہوں نے فنِ حدیث، اقسام الحدیث، کتبِ حدیث، تدوینِ حدیث، کتابتِ حدیث اور اس سے متعلق دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسانید، جوامع، طبقات وصحاح، جرح، تعدیل اور روایت و درایت کے موضوعات پر بھی بحث کی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس کتاب میں مکثرین صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور اتباع تابعین وغیرہ کا تعارف بھی کرایا گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود علم حدیث اور فنِ حدیث کے متعلق وافر معلومات بہم پہنچاتی ہے۔

سائز ۲۳×۳۶/۱۶ سفید کاغذ آفسٹ چھپائی قیمت: پندرہ روپے

طاھر سنز ۴۵-اے اردو بازار کراچی۔ فون: ۲۱۴۴۶۵

Marfat.com